2220084

٨٩/٤٢٢٣
ش ح

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222080
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. [illegible] Accession No. [illegible]

Author [illegible]

Title [illegible]

This book should be returned on or before the date last marked below.

U689

U891.4333
SK 23 D

۸۹۱.۴۳۳۳
ش د

درگیش نندنی

F. G

یعنی

ایک زمیندار کی لڑکی ؎

مترجمہ

جناب مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی مصنّف

دلچسپ و دلکش و ملک العزیز ورجنا و حسن انجلینا و منصور موہنا

و شہید وفا و بدر النسا کی مصیبت۔ وغیرہ ؎

(حسب فرمایش خلیل الدین صاحب)

قومی پریس لکھنؤ چوک میں چھپی

تعداد طبع - - - - - - - - (۶-سو)

قیمت فی جلد - - - - - - (عہ)

(رجسٹری شدہ)

لکھنؤ کا عطر! ہر قسم اور ہر قیمت کا!
ہر موسم اور ہر درجے کے آدمیون کے لیے!

اے رؤسا ے قوم! اگر آپ اپنے دماغ کی تقویت اور ترقی چاہتے ہین۔ یا ملکی تجارت مین آپ کو ذرا بھی دلچسپی حاصل ہوتی ہے تو اس کارخانے کو اپنا بہت بڑا دوست اور ملکی خادم تصور فرمائیے۔ ہمکو زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین۔ آپ خود معاملہ کرکے امتحان کر سکتے ہین۔ آپ کا دماغ ہی آپکو مجبور کریگا کہ اس کارخانے سے ہمیشہ معاملہ رکھیے

فہرست عطر موجودہ کارخانہ

عطر حنا۔ قسم اول۔ فی تولہ۔ صہ۔ دوم۔ للعہ سوم ؎ چہارم۔ عمہ پنجم۔ عہ۔ ششم۔ ۱۲ر
عطر موتیا۔ قسم اول۔ فی تولہ۔ سے، عما، عہ ۱۲ر
عطر گلاب قسم اول۔ فی تولہ۔ سے، عما، سوم عہ
عطر گلاب بصرہ۔ فی تولہ عہ۔ عطر عروس۔ فی تولہ عما
عطر شہناز قسم اول۔ سے، دوم۔۔۔۔ عا،
عطر چنبیلی قسم اول۔۔ سے، عما، عہ۔ ۱۲ر
عطر عنبر۔ فی تولہ۔ صہ۔ عطر چوبی۔ فی تولہ۔ سے، عما، و عہ۔ عطر روح خس اصلی۔۔۔ سہ
روح پانڑی۔ صہ۔ عطر اگر۔ فی تولہ۔۔۔ سے،
عطر خس قسم اول۔ عما۔ دوم۔ عہ
عطر مولسری قسم اول۔ فی تولہ۔ عما۔ دوم۔ عہ
عطر چمپا۔ فی تولہ۔ عما، عہ۔
عطر مجموعہ۔ فی تولہ۔ عما،
عطر فتنہ۔ قسم اول۔ فی تولہ۔ للعہ۔ دوم۔ عما،
عطر سہاگ قسم اول۔ فی تولہ۔ عہ دوم۔ ۱۲ر
عطر کیوڑہ قسم اول۔ فی تولہ سے، عما۔ سوم۔ عہ ۱۲ر
عطر نازبو ایجاد بندہ۔ فی تولہ۔۔۔ سے
عطر برگ حنا۔ فی تولہ۔ عما۔ عطر گل حنا۔ سے و عما
عطر شمامۃ العنبر۔ فی تولہ۔۔۔ صہ و سے،

روغن حنا۔ قسم اول۔ فی سیر سے، دوم۔ للعہ سوم عما
روغن سایہ جونپوری۔ فی سیر۔ للعہ، و عما،
روغن چنبیلی۔ عہ و عما، فی سیر
روغن کیوڑہ۔ فی سیر۔ قسم اول للعہ۔ دوم۔ عما
زردہ یعنی تمباکو خوردنی خوشبودار معطر و معنبر خوش ذائقہ ولطیف گولیان۔ فی تولہ۔ ۸
قوام گولیون کا۔ عہ کا۔ ۳ تولہ۔

لکھنؤ کا ہر قسم کا اسباب یہ کارخانہ بکفایت اور عمدگی نہایت دیانتداری کے ساتھ روپیہ وصول ہونے پر روانہ کرتا ہے۔

المشتہر
سعادت حسین لکھنؤ گولہ گنج

پیام یار
(اُردو شاعری اور نظم کا اکیلا ہمدرد)

جذبات کا دریا۔ خیالات کا چشمہ۔ عشاق کا تعقل۔ معشوقانہ اداؤن کا البم یعنی وہ اچھوتا صحیفہ جسمین خاص خدا کے پاس سے نازل ہونیوالے الہامات فراہم کیے جاتے ہین۔ یا وہ سچا سانچہ جسکو ملک نے زبان اُردو کے حسن وخوبی پہچاننے کا حکمی پیمانہ تسلیم کر لیا ہے جسے "پیام یار" کہتے ہین۔ قومی پریس۔ لکھنؤ۔ چوک سے ماہوار سولہ برس سے نہایت حسن وخوبی سے شائع ہوتا ہے۔

سنہ ۹۴ء سے ایک دلچسپ ناول بھی اسکے ساتھ ایک جز شائع ہوتا ہے۔ قیمت مع ناول۔ عام کے عما سالانہ مع محصول۔

علاوہ ناول۔ عہ سال مع محصول۔

صرف ناول۔ عہ سال۔

لیکن بغیر وصول قیمت پیشگی روانگی ممکن نہین۔

ایک نمبر بطور نمونہ ۵ر آنے پر ارسال ہوتا ہے۔

المشتہر
مہتمم پیام یار۔ لکھنؤ۔ چوک

جلد اوّل

P. G.

پہلا باب

شوالہ

۹۹۸ھ بنگالی مین موسم گرما کے اختتام پر ایک روز اُس سڑک پر جو لشن پور سے جہان آباد کو گئی ہے ایک سوار تن تنہا جاتا تھا - آفتاب کو ڈوبتے دیکھکر اُسنے گھوڑا بڑھایا - کیونکہ آگے دور تک سنسان اور بے سایہ سڑک پڑی تھی - اور خوف معلوم ہوا کہ جس طرح اس فصل مین اکثر ہوا کرتا ہے اگر آج رات کو بھی آندھی پانی کا طوفان آگیا تو اس بے پناہ مقام پر نہایت ہی دقت پڑ جائیگی - رفتہ رفتہ کالے کالے بادلون کے ٹکڑے شفق گون آسمان پر پھیل گئے اور جیسے ہی کچھ رات آئی آنکھون کے سامنے ایسا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا کہ گھوڑے کا لیجانا بالکل دشوار ہوگیا اور مسافر بدقت تمام فقط اسوقت چل سکتا تھا جبکہ بجلی کی چمک سے راستہ دکھائی دیجاتا تھا - تھوڑی ہی دیر مین موسلا دھار مینہ کے ساتھ ہوا فراٹے بھرنے لگی - سوار اب بالکل راستہ پہچاننے کے قابل نہین رہا - باگ چھوڑ دی اور گھوڑا اپنی مرضی پر چلنے لگا - اس طرح تھوڑی دور جاکر گھوڑے نے کسی سخت چیز کی ٹھوکر کھائی - ویسے ہی بجلی چمکی اور مسافر کو اپنے سامنے کسی بلند سفید چیز کی جھلک سی نظر پڑی - کوئی عمارت تصور کرکے وہ زمین پر کود پڑا - دیکھنے سے معلوم ہوا کہ پتھر کے زینے بنے ہین اور اُنھین کی ٹھوکر لگی تھی - یہ خیال کرکے کہ اب تو قدم بھر ہی پر کوئی پناہ کی جگہ ہے اُسنے گھوڑ چھوڑ دیا اور خود اُس تاریکی مین ہوشیاری کے ساتھ زینے پر چڑھنے لگا - بجلی کی روشنی کی مدد سے اُسنے بہت جلد دریافت کرلیا کہ جس چیز کی جھلک نظر آئی تھی وہ شوالہ ہے - پھرتی سے شوالے کی کھڑکی کے پاس پہنچ گیا مگر بند پایا - ہاتھ سے ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ باہر سے نہین بند ہے - مسافر نے کسی قدر تعجب اور حیرت سے خود اپنی طرف خطاب کرکے کہا - "اس شوالے کو جو ایسے سنسان اور غیر آباد مقام مین واقع ہے اندر سے کس نے بند کیا

ہوگا۔ لیکن مینہ کی بوندیون کی مار اس بیرحمی سے سر پر پڑ رہی تھی کہ قطع نظر اس سے کہ شوالے مین کوئی ہو وہ بار بار زور سے کھڑکی کو دھمکانے لگا۔ مگر بیفائدہ۔ آخر مستقل ارادہ کرلیا کہ لاتین مار کے کھڑکی توڑ ڈالی۔ اسکے بعد اتنی بڑی جرأت کرنے سے وہ رکا کہ مبادا اس مقدس مقام مین اُس سے کوئی بے ادبی ہوجائے مگر اسقدر زور زور سے اُسنے لاتین ماری تھین کہ باوجود انجام بینی کے لکڑی کی نازک چیز برداشت نہ کرسکی اور ذرا سی مین کھڑکی کے بند کرنے کی بلی جاتی رہی کھڑکی کے کھلنے پر جیسے ہی یہ نوجوان شوالے مین داخل ہوا اندر سے ایک غش کھاتے وقت چیخ مارنیکی آواز اُسکے کان مین آئی۔ اور اُسکے ساتھ ہی ہوا کا ایک تیز جھونکا جو اندر گیا تو چراغ جو وہان روشن تھا گل ہوگیا۔ نیا آنے والا شخص یہ بالکل نہ سمجھ سکا کہ شوالے مین کون ہے اور اور کس دیوتا کی مورت ہے۔ وہ نڈر نوجوان اس طرح شوالے مین داخل ہوکر فقط ہنسا اور پہلے اپنا سر نظر آنے والی مورت کی طرف تعظیماً جھکایا۔ پھر سیدھا ہوکر اس تاریکی مین پوچھا۔ "شوالے مین کون ہے؟"

جواب کچھ نہ ملا۔ مگر زیورون کی جھنکار سنائی دی مسافر نے یہ خیال کرکے کہ پوچھنا یا چھنا بیکار ہی ہوا اور بوچھار سے بچنے کے لیے کھڑکی بند کی اور چونکہ بلی نکل گئی تھی خود دیٹون سے تکیہ لگاکر بیٹھ گیا۔ پھر دوبارہ چلاکر کہا "یہان جو کوئی ہو سُن رکھے مین دروازے پر مسلح بیٹھا ہون اگر تم کوئی مرد ہو تو میرے آرام مین خلل نہ ڈالنا۔ ورنہ خود تمھاری جان کا خطرہ ہے۔ اور اگر تم کوئی عورت ہو تو کچھ اندیشہ نکرنا۔ جب تک ایک راجپوت کے ہاتھ مین ڈھال تلوار ہے تمھارے ایک روئین کو بھی صدمہ نہین پہنچ سکتا۔"

نرم نازک لہجے مین کسینے پوچھا "صاحب آپ کون ہین؟"

مسافر نے متعجب ہوکر جواب دیا "اس آواز سے مین خیال کرتا ہون کہ کسی ماہوش نے سوال کیا ہے۔ بیوی تمھین میرے نام سے کیا کام؟"

آواز آئی "صاحب ہم ایسا ڈر گئے کہ کیا کہین۔"

نوجوان "چاہے مین کوئی ہون۔ ہم لوگون کا یہ قاعدہ نہین ہے کہ خود اپنی زبان سے اپنے تئین ظاہر کرین۔ لیکن تم خاطر جمع رکھو۔ جب تک مین یہان ہون کسی عورت پر کوئی مصیبت نہین پڑ سکتی۔"

عورت "اب آپ کی باتون سے ہماری جان مین جان آئی۔ ڈر کے مارے ہم اتبک ہلاک ہوگئے ہوتے۔ میری ساتھ والی کو غش سے ابھی اچھی طرح افاقہ نہین ہوا ہے۔ شام کو ہم شیوجی کی اس مورت کی پوجا کرنے آئے تھے جسے لوگ سیلشوار جی کہتے ہین۔ جب طوفان آیا

ہمارے کہار اور ہمارے نوکر چاکر ہم نہین جانتے ہمین چھوڑ کر کہان چلے گئے "
ہمارے نوجوان نے کہا "بیوی ابھی آپ خوشی اور دلجمعی سے یہان آرام کرین صبحکو مین آپ کو گھر پہنچا دونگا "

عورت "صاحب سیلشوارہ جی آپ پر دیا کرین "

آدھی رات کو جب طوفان موقوف ہوگیا جوان نے کہا "بیوی - آپ تھوڑی دیر تک دل مضبوط کرکے یہان اکیلی بیٹھی رہیے جو گانوُن نزدیک ہو مین جبتک وہان سے چراغ جلالاؤن "
جو عورت باتین کر رہی تھی بولی "صاحب آپکو دور جانیکی کچھ ضرورت نہین شوالے کا پوجاری پاس ہی رہتا ہی - اب چاندنی نکل چکی ہی - آپ کو باہر نکلتے ہی اُسکا جھونپڑا دکھائی دیگا - یہ شخص اس سنسان مقام مین تنہا رہا کرتا ہی اور ہمیشہ آگ نکالنے کی کوئی نہ کوئی چیز اپنے پاس رکھتا ہی "
اُسکے کہنے کے موافق نوجوان باہر نکلا اور چاندنی مین پوجاری کے رہنے کا مقام اُسے نظر پڑا - ہمارے مسافر نے دروازے پر پہنچکر اُسے جگایا - پوجاری خوف کے مارے بغیر اسکے کہ دروازہ کھولے اندر سے جھانکنے لگا کہ دیکھون کون شخص ہے - خوب غور کرنے کے بعد مسافر مین چورون کی کوئی علامت نہین معلوم ہوی اور علاوہ اسکے مسافر نے جو انعام کے لالچ دلائے تھے اُسکی حرص کے مارے بھی پوجاری سے نہ رہا گیا - غرض بخوبی اندازہ کرکے دروازہ کھولا اور چراغ جلادیا - مسافر نے روشنی لاکر دیکھا کہ شوالے مین سنگ مرمر کی شیوجی کی مورت نصب ہی - اُسکے پیچھے صرف دو عورتین ہین - دونون مین جو زیادہ کم عمر تھی روشنی دیکھتے ہی گھونگھٹ نکال کے اور نظر نیچی کرکے بیٹھ گئی - مگر جڑاؤ بازو اور چوڑیون سے جو اُسکے پہونچون پر چمکین اور اُسکی کارچوبی اعلیٰ درجے کی بہشت کی پوشاک ہی جسمین سے جڑاو زیور خوشنمائی کے ساتھ شعاع دے رہی تھی - مسافر سمجھ گیا کہ یہ کسی چھوٹی اور ذلیل قوم کی عورت نہین ہی پہلے کے دیکھتے دوسری عورت کی کم قیمت پوشاک سے اُسنے قیاس کیا کہ وہ اُسکی سہیلی یا خادمہ ہی اسکی عمر پینتیس برس کی ہوگی -

نوجوان نے عقلاً الیقین کرلیا کہ وہ خادمہ ہی سے باتین کر رہا تھا - اُسکو اس بات پر حیرت ہوی کہ کسی کا بھی لباس بنگالی عورتون کا سا نہ تھا بلکہ دونون ممالک شمال و مغرب یعنی ہندوستانی عورتون کی وضع کے کپڑے زیب بدن کیے ہوے تھین -
نوجوان چراغ کو اپنی جگہ پر رکھکر اُن عورتون کی طرف رخ کرکے کھڑا ہوگیا -
جیسے ہی روشنی کی کرنین اُسکے سر پر پڑین - عورتون نے دیکھا کہ اسکی عمر پچیس برس سے کچھ تھوڑی ہی زیادہ ہوگی - قد اتنا لمبا تھا کہ اگر اور کوئی ہوتا تو ہرگز خوشنما نہ معلوم ہوتا!

مگر اُسکے چوڑے سینے اور اُسکے مناسب بڑے اور بڑے ہاتھ پیرون کے دیکھنے سے یقین ہوجاتا تھا کہ قد کی درازی صرف اس لیے ہے کہ اُسکے حسن کو بیمثل اور بے نظیر ثابت کردے۔ اُس چہرے پر جو موسم باران کے اُگائے ہوے نرم سبزے یا فصل بہار کی تازی پتیون کے دلربا رنگ کا تھا تعویذ اور اور زیور جو راجپوتون کے یہان پہنے جاتے ہین چمک رہے تھے۔ میان مین کی ہوی تلوار جو ڈاب مین بندھی تھی کمر پر لٹک رہی تھی۔ لمبے ہاتھون مین ایک بڑا برچھا تھا۔ سر پر پگڑی تھی جسمین ایک ہیرا لگا تھا۔ کانون مین بالیان تھین جن مین موتی پڑے تھے۔ سب کپڑون کے اوپر گلے مین ایک موتیون کا ہار پڑا تھا۔ ایک دوسرے کو دیکھکر دونون جانب تعارف کا شوق پیدا ہوا۔ مگر بے ادبی کے خیال سے پوچھنے کی جرأت کسی کو بھی نہ پڑی۔

دوسرا باب

شناسائی

پہلے نوجوان ہی نے اپنی حیرت دفع کرنے کے لیے دوشیزہ لڑکی کی طرف خطاب کرکے کہا "بیوی۔ مین یقین کرتا ہون کہ کسی معزز شخص کے محل سے تمکو تعلق ہے۔ تمھارا نام اور خاندان پوچھنے مین لیس و پیش کرتا ہون۔ مگر تم وہی عذر نہ کردینا جو مین نے اپنا نام بتانے مین کیا تھا۔ خلاصہ یہ کہ مجھے اس بات کے پوچھنے کی اجازت مل سکتی ہے کہ تم کون ہو؟"

عورت "نہین صاحب۔ یہ تو ہو ہی نہین سکتا۔ بھلا کہین عورتین پہلے اپنا نام بتا سکتی ہین؟"

نوجوان "جان پہچان مین اسکی ضرورت ہے کہ پہل میری طرف سے ہو یا آپ کی جانب سے؟"

عورت "مین عرض کرون۔ کوئی عورت کس طرح اپنا نام بتا سکتی ہے؟ وہ جسے ذات کا لقب اختیار کرنے کی اجازت نہین ملی ہے۔ وہ جسکی عزت اسمین ہے کہ دنیا بھر سے علیحدہ بند رکھی کیونکر اپنا نام بتا سکتی ہے؟ جب خدا نے عورت کو شوہر کے نام لینے کی ممانعت کی ہے تو اسی ضمن مین کیا خود اپنا نام بتانے کا اختیار اُس سے نہین چھین لیا؟"

نوجوان نے ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا۔ اصل مین وہ اور طرف متوجہ تھا۔ کمسن عورت نے رفتہ رفتہ گھونگھٹ سرکا کر اپنے ساتھ والی پیچھے ایک سنجیدگی کے ساتھ دیکھنا شروع کیا۔ اثنائے کلام مین مسافر کی نگاہ اُدھر جا پڑی اور جاتے ہی اُسکے چہرے پر جم گئی۔ اسے یقین ہوگیا کہ پھر ایسی حسین

پیاری صورت کا نظر آنا ہرگز نہ نصیب ہوگا۔ جیسے ہی نگاہ سے نگاہ لڑی اُس دوشیزہ نے نظر نیچی کر لی اُدھر خادمہ نے جب اپنی بات کا جواب نہ پایا مسافر کے چہرے کو غور سے دیکھا اور بخوبی سمجھ گئی کہ وہ کدہر دیکھ رہا ہے۔ یہ جان کر کہ اُسکی ہوش ساتھ والی بھی اس جوان کو نظر شوق سے دیکھتی ہوئی چپکے سے بس پھسا کر اُسکے کان مین کہا "لڑکی یہ ہی کیا؟ کیا شیوجی کے سامنے اپنی شادی کیا چاہتی ہے؟" یہ بات سُنکر لڑکی نے اپنی خادمہ کے چٹکی لی اور کہا "تجھپر پھٹکار ہو" عیار خادمہ اس حال کو دیکھکر اپنے دل مین سوچنے لگی "انکل سے یہ بڑے خوف کی بات معلوم ہوتی ہے کہ اس نوجوان کے حسن وجمال نے میری حفاظت کی پردہ دری شروع کردی۔ لڑکی اپنے دل مین اُسکی محبت لے رہیگی۔ کوئی خراب نتیجہ نہ بھی پیدا ہوا تو افسوس! اُس کے دل کا ارمان ہمیشہ کے لیے ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ ہائے اسبات کو تو دفع کرنا چاہیے۔ ہان مگر کیونکر دفع کیجائے۔ آؤ اس سے پیچھا چھڑانے کے لیے مین کوئی حیلہ کرون" یہ ارادہ کرکے عورتون کا ساچرتر دل مین سوچکر کہنے لگی "صاحب۔ عورتون کا نام ایسا نازک ہوتا ہے کہ ہوا کے بار کا بھی متحمل نہین ہوسکتا۔ رات والی سخت آندھی کا تو کیا ذکر ہے؟ مداب طوفان تو بالکل موقوف ہوگیا لہذا اگر آپ کی اجازت ہو تو دیکھین کہ گھر جاسکتے ہین یا نہین" نوجوان نے جواب دیا "اگر اسوقت رات ہی کو تم پیادہ چلی جانا چاہتی ہو تو مین ساتھ چل کر تمھین گھر تک پہنچا آؤنگا۔ آسمان صاف ہوگیا ہے اور مجھے اسوقت اپنی حد سے باہر جانا پڑیگا۔ مین فقط اس سبب سے تمھارے ساتھ چلنے کو کہتا ہون کہ جب تک مین یہان ہون میرا دل نہین مانتا کہ تمھاری ساتھ والی کی ایسی حسین عورت کو تنہا بغیر کسی حفاظت کے چھوڑ دون"

عورت "صاحب۔ آپنے ہمپر بڑی مہربانی کی۔ فی الحقیقت اتنی بڑی مہربانی کی کہ مین اپنی احسانمندی پورے طور پر ظاہر نہین کرسکتی ہون۔ مباد آپ مجھے ناشکر خیال کیجیے۔ مگر جناب عورت کی بُری قسمت کا حال مین کیا بیان کرون۔ قدرتی طور پر ہم لوگ شبہے اور بدگمانی ہی کی نظر سے دیکھے جاتے ہین۔ آپ کا ساتھ ہونا حقیقت مین بڑی خوشی کا امر تھا مگر ذرا خیال تو فرمائیے کہ ہمارا مالک جو اس لڑکی کا باپ ہے اگر پوچھ بیٹھے کہ ایسے نازک وقت مین تم کسکی حفاظت مین آئی ہو تو ہم کیا جواب دینگے؟" نوجوان نے تھوڑی دیر تامل کرکے جواب دیا "اگر تم کہدو کہ مہاراجہ مانسنگھ کے بیٹے کنور جگت سنگھ کی حفاظت مین آئے ہین تو کیسا؟"

نوجوان نے جس وقت یہ بات کہی اُسوقت بجلی کوند گئی۔ اس سے زیادہ حیرت عورتون پر کبھی طاری نہین ہوئی تھی گھبرا کر دونون کھڑی ہوگئین۔ دوشیزہ لڑکی عورت کے پیچھے جاکر دبک رہی۔ مگر چرب زبان عورت دوپٹے کا آنچل گلے مین لپیٹ کر اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی۔

"عالیخاندان کنورجی۔ آپ معاف فرمائیے نادانستگی سے ہم ہزارون گناہون کے مرتکب ہوئے ہین"

کنور جی نے ہنسکر جواب دیا "سب قصور معاف کردیے گئے۔ لیکن اگر تم اپنا نام اور پتا دوگی تو جب معاف کرونگا۔ ورنہ اُن گناہون کے مناسب جو سزا ہوگی اُس سے تم نہ بچ سکوگی"

نرم الفاظ چالاک عورت کو ہمیشہ جرأت دلادیا کرتے ہین۔ وہ بولی "صاحب جو حکم ہوا ارشاد فرائیے ہم اُسکی تعمیل کو حاضر ہین"

جگت سنگھ نے جواب دیا "اور کچھ نہین۔ فقط اسی قدر کہ مین تمھین گھر تک پہنچادون"

خادمہ پس و پیش مین تھی۔ کئی خاص وجھون سے وہ اسکے خلاف تھی کہ دوشیزہ لڑکی کا نام شاہنشاہ دہلی کے افسر پر ظاہر کردے۔ اور اُسکا ساتھ اور بھی غدر کے قابل تھا۔ کیونکہ یہ بڑا اہم معاملہ تھا۔ اس سوچ مین اُسنے سر جھکالیا ویسے ہی بہت سے گھوڑون کے آنیکی آواز شوالے سے تھوڑی ہی دور پر سنی گئی۔ کنور جی لپک کر باہر آئے اور دیکھا کہ کچھ سوار جارہے ہین۔ سب سوارون کے ہم وضع ہونے پر اُنھون نے غور کیا اور پہچانا کہ ہمارے ہی ساتھ کے راجپوت سپاہی ہین۔

چند روز ہوے کنور جی کسی کام کو بشن پور گئے تھے۔ اور سو سوارون کے ساتھ اپنے باپ کے پڑاو کی طرف پلٹے آتے تھے۔ سہ پہر کو اپنے ہمراہی چھوڑکر آگے بڑھ آئے۔ بعد ازان جب وہ ایک اور راہ پر نکل آئے اور اُنکے سپاہی اور راہ پر گئے اُسوقت طوفان آگیا اور تن تنہا وہ مصیبت مین پڑگئے۔ اب جو سپاہیونکو پھر پایا تو اس بات کے دریافت کرنے کے لیے کہ اُنھین کس طرح پتا لگا۔ کنور جی نے نعرہ مارا "شہنشاہ دہلی کی فتح" فوراً ایک سوار بڑھکر قریب آیا۔ کنور جی نے اُسے دیکھکر کہا "دھرم سنگھ طوفان کے باعث مین یہان ٹھہر گیا" دھرم سنگھ نے عاجزی سے سر اطاعت جھکاکر عرض کیا "حضور آپ کو بہت کچھ تلاش کرنے کے بعد آپکے گھوڑے کے نقش قدم دیکھتے ہوے ہم یہان تک آئے ہین۔ ہم آپ کا گھوڑا بھی لائے ہین جو اس برگد کے درخت کے نیچے ہمین مل گیا۔"

جگت سنگھ نے حکم دیا "تم تو گھوڑا لیکر یہین ٹھہرو۔ اور دو جوانون کو روانہ کرو کہ کسی قریب کے گانون سے ایک پالکی اور کہار کرایے پر لے آئین اور باقی جوان کوچ کر جائین۔"

دھرم سنگھ کو اس حکم سے تعجب معلوم ہوا۔ مگر اپنے حاکم سے اسکا سبب دریافت کرنا فضول خیال کرکے کہنے لگا "حضور آپکا حکم مین اسیوقت بجالاتا ہون" دھرم سنگھ نے جاکر کنور جی کا حکم سپاہیون کو سنایا۔ سنکر بعضے ہنسے اور اپنے ساتھی سے پوچھنے لگے "آج کیسا عجیب و غریب حکم ہوا ہے؟" دوسرا جوان بولا "اور کیون نہو؟ خود مہاراجہ کو تو یاد کرو جو راجپوتون کے سردار ہین کہ پانچ سو محلات سے کم کے جھرمٹ مین نہین رہتے" اسی اثنا مین جب کنور جی باہر گئے۔ نوخیز لڑکی نے اپنا گھونگٹ کھولا اور خادمہ سے کہنے لگی "بالا آخر تم کنور جی کو میرا نام کیون نہین بتاتی ہو؟"

بمالا نے اسکا جواب مین تمھارے باپ کو دونگی - لیکن اب پھر یہ کیا آواز آرہی ہے؟"
دوشیزہ لڑکی نے جواب دیا "میرے نزدیک تو کنورجی کی تلاش مین اُنکے کچھ سپاہی آئے ہین - مگر جب خود کنورجی ہی تمھارے پاس موجود ہین تو تمکو کیا ڈر ہے؟" وہ سوار جو پالکی لینے گئے تھے اُنکے ملنے سے پہلے ان عورتون کے ساتھ کے کہار اور سپاہی جنھون نے طوفان سے بچنے کے لیے ایک قریب کے گانون مین جاکر پناہ لی تھی واپس آئے - دور سے اُنکو دیکھکر جگت سنگھ بھی شوالے مین داخل ہوا اور خادمہ سے کہنے لگا دیکھو کہار چند مسلح آدمیون کے ساتھ ادھر ایک پالکی لیے آتے ہین - باہر نکل کر دیکھو تمھارے ساتھ والے تو نہین ہین؟ بمالا نے دروازے سے دیکھا اور پہچان لیا کہ اُسی کے ساتھ کے ہین - کنورجی نے کہا "تب تو ذرا دیر بھی مجھے یہان نہ ٹھہرنا چاہیے - تمھارے ساتھ میرا یہان ہونا خرابی کا باعث ہوگا - اچھا تو اب رخصت - مین سیلشوارہ جی سے دعا مانگتا ہون کہ تمھین بحفاظت تمام گھر تک پہنچاوین - صرف اتنا کہتا ہون کہ میری ملاقات کا حال ایک ہفتے تک کسی پر ظاہر نہ کرنا - مگر ہان اُنجھے بھولنا نہین - گو مجھے نہین معلوم ہونے پایا کہ یہ کسکی بیٹی ہے مگر تمھاری نشانی میرے دل مین موجود ہے - تو تم اسے میری یادگار سمجھکر اپنے پاس رکھنا" یہ کہکر کنورجی نے اپنے گلے سے موتیون کا ہار اُتار کر بمالا کے سر پر ڈال دیا - یہ بیش قیمت انعام اپنے پاٴون پر پڑا ہوا دیکھا، بمالا نے نہایت عاجزی سے کنورجی کے آگے سر جھکایا اور کہا "عالی مرتبہ کنورجی! مین التجا کرتی ہون کہ جس امر کے دریافت کرنیکا آپ کو ایسا کچھ شوق تھا اُس سے باز رہنے کا آپ مجھکو الزام نہ دیجیے گا - صاحب! یقین مانیے کہ میری جانب سے جو سکوت ہوا اُسکا باعث ہی ایسا ضروری امر ہے - اگر آپ کو ایسی ہی بے انتہا حیرت ہے تو از راہ عنایت مجھے بتلائیے کہ آج کے پندرھوین دن مین ملنا چاہون تو آپ کہان ملین گے؟"
کچھ سوچکر جگت سنگھ نے کہا "خاص اسی شوالے مین - اور اگر مین نہ ملا تو جان لینا کہ پھر کبھی نہ ملونگا"
بمالا نے نہایت عاجزی سے سر جھکا کر دعا دی "صاحب! بھگوان آپ پر دیا کرے!" تو خیر دوشیزہ لڑکی کو کنورجی نے ایک مرتبہ بڑی ہی دلسوزی اور شوق کی نگاہ سے دیکھا اور اُچک کر گھوڑے کی پیٹھ پر ہو رہے اور نگاہ سے غائب ہو گئے -

تیسرا باب

مغل اور پٹھان

معزز ناظرین کی حیرت دفع کرنے کے لیے مین ابھی تو نہ بیان کرونگا کہ سیلشوارہ جی کے شوالے سے باہر نکلکر جگت سنگھ کہان گیا اور نہ اُس دلفریب دوشیزہ لڑکی کے اصل حالات بیان کرونگا

جو شوالے مین نظر آئی تھی۔ جگت سنگھ ایک راجپوت تھا۔ اس امر کا سبب بیان کرنیکے لیے کہ وہ ملک بنگالہ مین کیون آیا تھا اور کس لیے اوس سنسان کھلے میدان مین سفر کر رہا تھا مختصراً بیان کرونگا کہ اُس زمانے مین ملک بنگالہ کی پولٹیکل حالت کیا تھی لہذا یہ باب تاریخی ہوگا۔ اور بے صبر ناظر اس باب کو چھوڑ جائیگا لیکن جو بات صبر مین ہے وہ اور کسی طرح حاصل نہین ہوسکتی۔

سلطان بختیار خلجی نے ملک بنگالہ مین جب اسلامی جھنڈا نصب کر دیا اُسکے بعد کئی صدیون تک بغیر جھگڑے فساد کے پٹھانون نے اُس ملک کی سلطنت کی ۱۵۲۶ء مین مشہور و معروف سلطان بابر نے شاہنشاہ ابراہیم لودی کو شکست دی اور تخت دہلی پر قبضہ کر لیا۔ مگر اُس وقت ملک بنگالہ تیموریہ خاندان کی سلطنت کے قبضے مین نہین آیا تھا۔

مغلیہ خاندان کے آفتاب شاہنشاہ اکبر کی جانشینی کے وقت تک بنگالہ پٹھانون کی خود سر سلطنت کے قبضے مین رہا۔ ایک بُری ساعت مین اُجڈ بیوقوف داؤد خان نے دست درازی کر کے سوتے شیر کو جگا دیا۔ اس بے لحاظی کا جیسا نتیجہ ہونا چاہیے تھا اُسی کے موافق اکبر کے ایک سپہ سالار منعم خان کے مقابلے مین اُسنے شکست کھائی۔ اور اپنا تخت ہاتھ سے کھو دیا۔ ۱۵۷۵ء مین داؤد خان اپنے ہمراہیون کے ساتھ ملک اُوڑیسہ کو بھاگ گیا اور بنگالہ مغلیہ سلطنت مین شامل ہوگیا۔ اوڑیسہ مین جب پٹھانون نے اپنے قدم مضبوط جما لیے تو مغلون پر یہ کام نہایت دشوار ہوگیا کہ اُن کو اُس گڑھی سے نکال دین ۱۵۷۶ء کو بنگالے مین شاہنشاہ اکبر کے صوبہ دار خان جہان نے پٹھانون پر دوبارہ مصیبت ڈالی اور اوڑیسہ کو اپنے شاہنشاہ کے تحت اطاعت مین کر لیا۔ اسکے بعد ایک بغاوت پیدا ہوگئی تحصیل مالگذاری شاہنشاہی کے بند و بست کے لیے اکبر کے نئے قوانین جو بنگالے مین جاری کیے گئے اُن پر وہان کے جاگیرداروں اور زمینداروں نے ناراضی ظاہر کی۔ اور اپنی اگلی مقررشدہ مالگزاری کے قائم رکھنے کے لیے تلوار اُٹھائی۔ پٹھانون نے اُسوقت قابو پا کر پھر سر اُٹھایا اور اُنکے ایک شخص قتلو خان نامے نے شاہی کا خطاب اختیار کر کے اوڑیسہ کو پھر پٹھانون کے قبضے مین کر لیا۔ اور مناسب موقع پا کر حدود اوڑیسہ سے باہر کے دو اور صوبون یعنی مدناپور اور بشن پور کو فتح کر کے اپنی قوت کو بہت اعلی درجے کا ثابت کر دیا۔

ہاتھ سے نکلے ہوے صوبون کو دشمن سے واپس لینے مین اکبر کے صوبہ دارون خان اعظم اور اُسکے بعد شہباز خان دونون کو ناکامی ہوئی۔ آخرالامر اس دشوار مہم کے سر کرنے کے لیے ایک ہندو جنگجو مقرر کیا گیا۔ جسوقت اسلامی سپہگری کی موجون نے نئے پیدا ہوے جہاد کے جوش اور اعلا قوت کے غرور کے ساتھ کوہ ہمالیہ کے سلسلون سے جوش مارا

پر بھی راج اور راو اور راجپوتون نے بے نظیر بہادری سے اُس طغیانی کے روکنے کی کوشش کی مگر افسوس! منتظمان قضا و قدر ہی کو ہندوستان کا تنزل منظور تھا۔ اپنی قوتین یکجا کرنے کے عوض راجپوت راجہ باہم جھگڑے فسادون پڑ گئے۔ متواتر حملے پر حملے کرکے مسلمانون نے تدریجاً سب ہندو قوتون کو توڑ دیا اور دہلی کی شاہنشاہت قائم کر لی۔ گو مسلمانون کو ایسی اعلیٰ درجے کی کامیابی ہوئی مگر اسپر بھی وہ راجپوتون کی اصل کھتریون کو بیدم نہین کر سکے۔ بہت سے راجپوت راجہ خود مختار باقی رہ گئے۔ اور اُسوقت سے مسلمان شاہنشاہت کے اُس واپسین زمانے تک جبکہ اُسکے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے اس جنگجو قوم نے مسلمان جوانون سے بارہا میدان مین مقابلہ کیا اور اکثر شکست بھی دی۔ رفتار زمانہ کے موافق بہت سے راجپوت سردار شاہنشاہ دہلی کو خراج ادا کرنے اور باعث بہادری کے زائل ہو جانے کے اپنی اگلی عزت سے قطع نظر کرکے فاتح کی رضاجوئی کے لیے شاہنشاہی گھرانے کے ساتھ عزیزداری پیدا کرنے پر مجبور ہو گئے تھے اپنے دل مین شاہنشاہ دہلی اپنے بہادر دشمنون سے دوستی اور قرابت پیدا کرنے کے احسان سے متردد رہتے تھے۔ آخر اقتضاے زمانہ سے خراج گزار رجواڑے شاہنشاہی خدمات مامور ہونے لگے۔ روشن ضمیر شہنشاہ اکبر ہر حیثیت سے بہ نسبت اگلے شاہنشاہون کے بہت زیادہ عقلمند اور لائق تھا اُسکو یقین تھا کہ ملک کی حکمرانی کے لیے غیر ملک والون کے مقابلے مین خود اُسی ملک کی اولاد نہایت مناسب ہے اور اسکے ساتھ اُسکو یہ بھی یقین تھا کہ خواہ فوجی ہو یا دیوانی دونون کی افسری کے لیے راجپوت لوگ اپنا نظیر نہین رکھتے ہین۔ اس یقینی خیال کی پابندی کو گویا ایک اصول قرار دیکر اُسنے دلیسیون اور خاصتہً راجپوتون ہی کو سرکاری کامون کے اجرا کے لیے مامور کیا تھا۔

ہمارے قصے کے زمانے مین اُن سب راجپوتون سے جو معزز عہدون پر ممتاز ہوے تھے مہاراجہ مان سنگھ نے سب سے پہلے عزت حاصل کی۔ مہاراجہ مان سنگھ اکبر کے ولیعہد شاہزادہ سلیم کے سالے تھے۔ اعظم خان اور شہباز خان کے اپنی اپنی کوششون مین ناکامیاب ہونے کے بعد اکبر نے اس ممتاز شخص کو ملک بنگالہ اور بہار کا صوبہ دار مقرر کرکے بھیجا۔

۱۵۹۰ء مین مہاراجہ مان سنگھ پٹنہ مین پہنچے اور پہلی بغاوت کو فرو کیا۔ دوسرے سال اُنھون نے اوڑیسہ کی طرف کوچ کیا۔ پٹنہ مین پہنچکر سید خان کو اُنھون نے اپنا بندوبست مقرر کرکے اُسی مقام پر قیام کا ارادہ کیا تھا۔

سید خان نے اُس عہدے پر مامور ہوکر ٹانڈہ کو اپنا مستقر قرار دیا جو اُن دنون بنگالے کا دار السلطنت تھا۔ پٹنہ سے کوچ کرتے وقت مان سنگھ نے اپنے ماتحت عہدہ دار کو لکھ بھیجا کہ وہ مع اپنی فوج کے اُن سے بردوان مین آکر ضرور ملے۔

بردوان پہنچکر راجہ نے دیکھا کہ خود سید خان تو نہین آیا ہی مگر صرف ایک قاصد بھیجدیا ہی اُسنے اطلاع دی تھی کہ فوجین فراہم کرنے مین خواہ مخواہ دیر ہوگئی۔ برسات کے موقوف ہوتے ہی اپنی فوج لیکر روانہ ہونگا۔ لہذا مناسب یہی ہی کہ جب تک بارش کا موسم ہی مہاراجہ صاحب پڑاو ڈال کر وہین رہین۔ اس موسم کے نکلتے ہی مین آپ کی فوج سے مل جاؤنگا۔ اور کوئی مفر نہ پاکر راجہ نے یہی قصد کرلیا اور موضع جہان آباد مین دریاے درکشوارہ کے کنارے پڑاؤ ڈالکر سید خان کا انتظار شروع کیا۔

جب راجہ جہان آباد مین مقیم تھے خبر پہنچی کہ اُنکے سکوت کے باعث قتلو خان اُس موضع سے قریب چند ہی میل ملک کو تاخت و تاراج کر رہا ہی۔ راجہ نے اندیشناک ہوکر یہ تدبیر مناسب سمجھی کہ کوئی افسر مقرر کر کے روانہ کیا جائے تاکہ یہ باتین کہ دشمن کہان ہی؟ اُسکا کیا قصد ہے؟ وہ کیا کرتا ہی؟ اور اس قسم کے اور امور سچے طور پر دریافت کرلائے۔ اُسکا دل عزیز بیٹا جگت سنگھ اس فوج کشی مین ہمراہ تھا۔ یہ سنکر کہ شاہزادہ اس بہادری کے کام پر مامور کیے جانیکا شائق ہی راجہ نے سو سوارون کے ساتھ اُسے دشمن کی جانب روانہ کیا۔

یہ کام پورا کر کے شاہزادہ بہت جلد پلٹ آیا وہ پڑاؤ کی طرف پلٹا ہی آرہا تھا جبکہ اس کتاب کے معزز پڑھنے والے سے اُس سے ملاقات ہوی۔

چوتھا باب

نوجوان سپہ سالار

جب جگت سنگھ واپس آگیا مہاراجہ مان سنگھ کو اُسکی زبانی معلوم ہوا کہ اندازاً پچاس ہزار پٹھانون کی فوج موضع دھرم پور کے نزدیک پڑاو ڈالے پڑی ہی۔ اور وہ لوگ آس پاس کے گاؤن تاخت و تاراج کرتے ہین۔ اور بغیر اسکے کہ کوئی روک ٹوک ہو اُنھون نے قرب و جوار کے قلعون پر قبضہ کیا۔ مہاراجہ مان سنگھ کو مناسب معلوم ہوا کہ پٹھانون کی فوج کثیر روکنے کے لیے کوئی چالاک افسر روانہ کیا جائے۔ مگر اس کام مین تھوڑی دشواری نہ تھی۔ اس نظر سے کہ کوئی مناسب تدبیر ٹھہرائی جائے مہاراجہ نے اُن افسرون سے جو اس چڑھائی مین اُنکے ساتھ آئے تھے مشورہ کیا۔

مہاراجہ کہنے لگے وہ روز بروز موضع بہ موضع پرگنہ بہ پرگنہ شاہنشاہ کے ہاتھون سے نکلا جاتا ہی اب ضرور پٹھانون کو سزا دینا چاہیے۔ مگر کیونکر سزا دیجاے؟ ہمارے مقابلے مین دشمنون کی تعداد زیادہ ہی۔ علاوہ برین غنیم قلعون مین پناہ پکڑ کے لڑیگا۔ لہذا ہم اگر

دشمنون کو شکست بھی دیدین تو وہ تباہ اور بے خانمان نہو جائینگے۔ مگر غور کرو کہ اُلٹے ہمین پر تباہی آگئی تو دشمنون کے اس بے پناہ ملک مین یکبارگی نیست و نابود کردیے جائینگے پس میرے نزدیک شاہنشاہ کے اتنے ایک سپاہیون کی جانین خطرے مین ڈالنے کو کہا جاے تو فقط وحشیانہ تیغ زنی ہوگی۔ اور نیز فتح اُوڑلیسہ کی تمام اُمیدین خاک مین مل جائینگی۔ اسی بنا پر سید خان کا انتظار کرنا ہر طرح مناسب ہے۔ مگر جب تک وہ آئے پھرتی اور چالاکی تدبیرون سے اسکا سامان ضرور ہونا چاہیے کہ غنیم کی کچھ کچھ مزاحمت ہوتی رہے۔ کیون صاحبو۔ تمھاری کیا صلاح ہے ؟"

سب بڑے افسرون نے ایک ساتھ جواب دیا کہ" سید خان کا انتظار ہی کرنا ٹھیک ہے"

راجہ مان سنگھ بولے" بعوض اسکے کہ تمام فوج خطرے مین ڈالی جاے میرا ارادہ ہے کہ کسی لائق افسر کے ماتحت تھوڑی سی فوج روانہ کرون۔

ایک بوڑھے افسر نے جواب دیا" مہاراج جہان پوری فوج روانہ کرتے آپ ڈرتے ہین وہان ایک چھوٹی جماعت بھیجنے سے کیا فائدہ ہوگا؟"

مان سنگھ نے کہا" اسکے روانہ کرنے سے میری یہ غایت نہین ہے کہ بیچ میدان مین روبرو ہوکر دشمن کا مقابلہ کرے۔ ایک چھوٹی فوج پوشیدہ رہکر پٹھانون کے چھوٹے چھوٹے ان گروہون کو بخوبی روک سکیگی جو گاؤن کو لوٹا کرتے ہین"

ایک مغل نے جواب دیا" مہاراج۔ بھلا کون ایسا افسر ہے جو یقینی ہلاکت کی درخواست کریگا ؟"

مان سنگھ نے چین بجبین ہوکر کہا" کیا؟ اتنے راجپوتون اور مغلون مین کوئی نہین ساہے جو سانس لیتا ہے کہ موت کو اہانت کی نگاہ سے دیکھے" فوراً چند مغل اور راجپوت اُٹھ کھڑے ہوے اور روانگی پر اپنی آمادگی ظاہر کی۔ اس مقام پر جگت سنگھ بھی موجود تھا۔ اور لوگون کے پیچھے سے اُسنے بھی کہا" صاحب۔ اگر اجازت ہو تو شاہنشاہ کی خدمت ادا کرنے کو مین بھی تیار ہون"

مان سنگھ نے مسرت کے ساتھ کہا" واہ کیون نہو ؟ اب مین گمان کرتا ہون کہ وہ دن قریب ہی ہے جبکہ راجپوت یا مغل کا نام ایک تاریخی یادگار ہوجائیگا تو اب ہم تم اس خطرناک خدمت کے اختیار کرنے کو تیار ہون؟ تم سب مین سے کسے منتخب کرون ؟"

ایک فوجی آدمی نے ہنسکر کہا" مہاراج یہ بھی خوش نصیبی کی بات ہے کہ اتنے ایک آدمی ہوگئے حضور۔ آپ اچھی طرح ان سب کا مقابلہ کیجیے۔ اور ان سب مین سے اُسے منتخب کر لیجیے۔ جو اورون سے کم سپاہی لیجانے پر راضی ہو" راجہ نے جواب دیا" بیشک یہی صلاح ہے" بعد ازان جو روانگی کے لیے پہلے آمادہ ہوا تھا اُس سے مہاراجہ نے پوچھا" تم کتنے آدمیون کے ساتھ جانے پر راضی ہو؟" اُسنے کہا" پندرہ ہزار آدمیون کے ساتھ۔ اور یون جو آپ کی مرضی ہو"

راجہ نے کہا "نہین یہ نہین ہوسکتا - اگر سید دہ ہزار آدمی روانہ کردیے گئے تو کافی فوج بچھیہ نہ رہیگی - دس ہزار آدمیون کے ساتھ جانے کو کون بہادر تیار ہے؟"

سب افسر خاموش تھے - آخر راجہ کے ایک دوست، راجپوت سپاہی نے اس مہم پر جانیکی اجازت مانگی - اب راجہ نے ایک دلچسپی کے ساتھ چارون طرف دیکھنا شروع کیا - کیونکہ جگت سنگھ کھڑا ادب کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا - جیسے ہی راجہ کی نظر اسپر پڑی اسنے ادب سے کہا "مہاراج آپ کی عنایت سے مین فقط پانچہزار آدمی لیکر قتلو خان کو دریاے سوبرن ریکھا کے اس پار بھگادونگا"

مان سنگھ چپ رہگیا - سب افسر باہم سرگوشیان کرنے لگے - تھوڑی دیر کے بعد مان سنگھ نے کہا "میرے بیٹے - مین جانتا ہون کہ تم قوم راجپوت کے فخر ہو - مگر بیٹا - ابھی تم ناتجربہ کار ہو"

جگت سنگھ نے ہاتھ جوڑکر عرض کیا "صاحب اپنا قول پورا کرنے کے خلاف اگر مین شہنشاہ کی فوج کو تلف کرون تو جو سزا مناسب معلوم ہو مجھکو دیجیے"

ایک لحظہ تک سوچنے کے بعد راجہ نے کہا "تم راجپوتون کے آزادہ وصاف کی مزاحمت کرنیکو خدا نے منع کیا - جاؤ - مین تمکو اس کام پر مامور کرتا ہون"

یہ کہکر وہ بڑی دلگرفتگی کے ساتھ کنور جی سے بغلگیر ہوا - اور اسکو رخصت کیا -

پانچوان باب

گڑھ مندران

جس سڑک پر بشن پور سے پلٹ کر کنور جگت سنگھ جہان آباد کو آیا تھا اسکے نشان اب تک باقی ہین - اس سڑک سے دکن طرف تھوڑی دور پر موضع گڑھ مندران ہے - عورتین جو جگت سنگھ کو شوالے مین ملی تھین اسی موضع کی طرف گئین - گڑھ مندران مین کئی قدیم قلعے واقع تھے غالباً اس موضع کا وجہ تسمیہ یہی ہو - دریاے امودر اس موضع مین بہا ہے - ایک جگہ پر سڑک داہنی جانب ایسی مڑی ہے کہ زمین کے ایک حصے کو مثلث قطع کا بنا کر اسکے دونون ضلعون پر بخوبی حاوی ہو گئی ہے اور تیسرے ضلع پر پہاڑ سے ترشا ہوا ایک قلع واقع ہے اس حصہ زمین پر عین جہان سے کہ دریا داخل ہوا ہے ایک حیرت مین ڈالنے والا قلعہ پانی سے نکل کر آسمان مین پیوست ہو گیا ہے - یہ عمارت کلیۃً سیاہ پتھر سے بنی ہے دریا کا تیز دھارا اسکے دو جانبون کو غسل دیتا رہتا ہے - جو مسافر ادھر سے گذرتا ہے اس ناممکن التسخیر قلعے کے مسمار شدہ مقامات کو دیکھتا ہے - اب صرف نیچے کا حصہ رہگیا ہے - یہ عمارت زمانے کے ظالم ہاتھون تباہ و مسمار ہوکر ایک ٹیلے کی قطع پر رہگئی ہے - اس قلعے پر املی اور بہت سے اور جنگی درخت اور جھاڑیان باہم ملکر

ایک جنگل کی صورت ہوگئی ہین جہان سانپ بھیڑیے۔ اور درندے جانور رہا کرتے ہین۔ دریا کے اوس پہلو ان پرگنہ اور قلعے بھی واقع ہین۔ ان سب قلعون مین کچھ دولتمند لوگ آباد ہین جنکو ایک ہی خاندان سے تعلق ہے۔ مگر ہمارے قصے کو پہلے کے سوا اور کسی سے تعلق نہین ہے۔

جب بلبن شہنشاہ دہلی ملک بنگالہ فتح کرنے کو آیا گجادھر سنگھ نامے ایک سپاہی اُسکے ہمراہ تھا جس رات بلبن نے فتح پائی اُس سپاہی نے شہنشاہ کی حمایت مین بڑی بہادری کے نمونے دکھائے۔ اس خدمت کے صلے مین موضع گڑھ مندران مین اُسے جاگیر مرحمت فرمائی اس جاگیردار کے جانشین زیادہ تر طاقتور ہوگئے اور اپنی مرضی کے موافق اُنھون نے قلعے بنا لیے اور شاہان بنگالہ تک کی مقاومت کرنے لگے ۹۹۶ بنگالی کو اس قلعے مین جسکا تفصیلی حال ہمنے بیان کیا۔ گجادھر سنگھ کی نسل کا ایک شخص رندھیر سنگھ نامے رہتا تھا۔

رندھیر سنگھ نوجوانی کے سن مین اپنے باپ سے اچھی طرح نہین پیش آتا تھا۔ وہ ایک تیز اور غیر متحمل مزاج کا آدمی تھا اور اپنے والدین کی راے پر بہت کم بلکہ کبھی نہین چلا اور اسی سبب باپ بیٹے مین اکثر جھگڑا فساد ہوا کیا۔ بوڑھے زمیندار کی مرضی تھی کہ رندھیر سنگھ کی شادی اُسی جوار کے ایک اور زمیندار کی لڑکی سے کرے جو اُسی ذات کا تھا۔ لڑکی کے باپ کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی اسی سبب رندھیر سنگھ کے واسطے یہ بھی امید تھی کہ اُسکی دولت کو ترقی ہو۔ لڑکی خوبصورت بھی تھی۔ بوڑھے زمیندارون کی نظر مین ہر طرح مناسب تھا کہ اس لڑکی کے ساتھ رندھیر سنگھ کا بیاہ کردیا جاے۔ اور اسی بنا پر اُسنے شادی کا سامان بھی شروع کردیا تھا۔ مگر رندھیر سنگھ نے تمام امور کی نگہداشت کے خلاف پڑوس کی ایک غریب بیکس بیوہ کی لڑکی کے ساتھ چھپکر بیاہ کرلیا۔ اس ذلیل قرابت کی خبر بوڑھے زمیندار کے کانون تک جو پہنچی تو اُسنے غصے سے طیش مین آکر بیٹے کو گھر سے نکال دیا۔ نوجوان لڑکا اپنے باپ کے گھر سے نکل کر فوج مین بھرتی ہونے کی غرض سے دہلی کو روانہ ہوا۔ اُسکی دولہن گرہست عورتون کے طریقے پر تھی۔ اُسے خود اپنے ساتھ نہین لیجا سکا۔ وہ اپنے مان ہی کے جھونپڑے مین رہی۔

لڑکا جا چکا تو بوڑھے زمیندار نے اُسکی مفارقت پر گریہ وزاری شروع کی۔ اور ندامت و افسوس کا شکار ہوگیا۔ بڑی جانفشانی سے اُسنے ہر طرح کوشش کی کہ لڑکے کی کچھ خبر معلوم ہو۔ مگر بیفائدہ ہی ہوا۔ جب سب کوششون مین ناکامی ہوئی تو آغوش محبت کھولکے خیر مقدم کہکر اپنی بہو کو اُس کی غریب مان کے گھر سے اپنے یہان لے آیا۔

چند روز کے بعد رندھیر سنگھ کی بی بی کے ایک لڑکی ہوئی اور لڑکی ہونیکے بعد وہ خود مرگئی۔

رندھیر سنگھ نے دہلی پہنچکر سپہگری کا پیشہ اختیار کیا اور راجپوتوں کی شاہنشاہی فوج مین بھرتی ہوگیا۔ تھوڑے ہی دنون مین اپنی لیاقتون کی وجہ سے وہ اعلا مرتبے پر پہنچ گیا۔
چند سال مین دولت اور عزت حاصل کرنے کے بعد اُسے اپنے باپ کے انتقال کی خبر پہنچی اب بھی ایک سادور کی سرزمین پر پڑا رہنا اور نوکری کرنا غیر ضروری خیال کر کے وہ وطن کو پلٹ آیا۔ دہلی سے وہ بہت سے آدمی اپنے ساتھ لایا تھا۔ جن مین ایک خادمہ تھی اور ایک جوگی تھا۔ اس قصے مین ہمین انھین دو آدمیون سے کام ہے۔ خادمہ کا نام بمالا اور جوگی کا نام ابھی رام سوامی تھا۔
بمالا کو اس سے پہلے ہم نے خادمہ بنایا تھا اور آیندہ بھی اسی لفظ سے یاد کرین گے۔ یہ بات مشہور ہوگئی تھی کہ وہ رندھیر سنگھ کی خادمہ ہے۔ وہ رندھیر سنگھ کے گھر کا انتظام کرتی اور خصوصاً اُسکی بیٹی کی خدمت مین رہا کرتی تھی۔ ظاہراً اُسکے قلعے مین رہنے کا اور کوئی سبب نہین معلوم ہوتا تھا اسی سبب سے ہم اُسکو خادمہ کیکے یاد کرنے پر مجبور ہون لیکن اگرچہ یہ سب باتین تھین مگر خادمہ ہونے کی کوئی بات اسمین نظر نہین آتی تھی۔ قلعے کے سب رہنے والے اُسکی تعظیم ویسی ہی کرتے تھے جیسی کہ خاص کسی گھر کی بی بی کی ہونی چاہیے۔ ہر شخص اُسکی تعظیم کرتا تھا۔ اُسکے چہرے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ جوانی مین معمول سے زیادہ حسین ہوگی۔ خوشگوار وقت صباح مین غروب ہونے والے چاند کی طرح اب بھی اُسکے چہرے پر حسن کی ایک شعاع باقی تھی ابھی رام سوامی کا ایک چیلہ گیاپتی بدیا و گیا بھی قلعے مین رہتا تھا۔ فصیح بیانی مین چاہے جس قدر لیاقت ہو مگر ظرافت اور مسخرے پن سے اُسے بے انتہا شوق تھا۔ بمالا کو دیکھکر وہ کہنے لگتا تھا دی یہ اچھی خادمہ تو گھی نکالنے کا پیمانہ ہے۔ جو جو عشق کی آگ ٹھنڈی ہوتی جاتی ہے وہ وہ اُسکا نقشہ اُبھرتا آتا ہے۔ یہان پر یہ بات یاد کرلینا چاہیے کہ جس دن سے اُسنے اس قسم کا مذاق شروع کیا تھا بمالا نے راسک داس سوامی (چھیلا وٗنکا غلام) اُسکو خطاب دیا تھا۔
قطع نظر صورت اور وضع کے بمالا کا آداب اور اُسکی گفتگو ایسی تھی کہ کسی معمولی خادمہ سے ہرگز اُسکی امید نہین ہوسکتی ہے اکثر لوگ کہتے تھے کہ عرصے تک وہ شاہنشاہ دہلی کے محل مین رہچکی ہے۔ اس خبر کے جھوٹ یا سچ ہونے کو خود بمالا ہی بتا سکتی تھی۔ مگر کبھی اشارتاً بھی اُسنے اسکا تذکرہ نہین کیا۔
کیا بمالا بیوہ تھی ؟ کسے معلوم ؟ وہ زیور پہنتی تھی۔ بیوونکی طرح فاقہ کشی نہین کرتی تھی

ٍ ہندو بیوائین گیارھوین دن عرف ۱۱ کو اور گیارھوین دن زوال ۱۱ کو فاقہ کرتی ہین یعنی برسی ہوتی ہین اور زیور پہننا چھوڑ دیتی ہین

اور اور باتون مین بھی شوہردار عورتون کی وضع پر رہا کرتی تھی۔
یہ امر کہ زمیندار کی بیٹی تلوتما کو دلی محبت کے ساتھ اُسنے پالا تھا شوالے مین اُسکو برتاؤ سے صاف ظاہر ہوگیا۔ تلوتما کو بھی اُسکے ساتھ الفت ہوگئی تھی۔ رندھیر سنگھ کا دوسرا ساتھی ابھی رام سوامی قلعے مین ہمیشہ نہین رہتا تھا۔ وہ چھ مہینے دو مہینے گرد مندران مین کبھی مہینے ہی دو مہینے کے واسطے سفر پر چلا جاتا تھا۔ تمام اہل قلعہ اور اور لوگون کو کہ وہ رندھیر سنگھ کا گرو ہے۔ اور اسی خیال سے کہ رندھیر سنگھ تمام امور مین اُسکی پیروی کرتا ہے لوگونکا یقین بالکل صحیح تھا۔ نہین خانگی معاملات مین سے کسی امر مین بغیر ابھی رام سوامی سے مشورہ کیے وہ ہرگز کوئی کام نہین کرتا تھا۔ اُسکا گرو جو رائے دیا کرتا تھا اُسمین ہمیشہ کامیابی ہوتی تھی۔ اصل بات یہ تھی کہ ابھی رام سوامی بڑا تجربہ کار اور تیز عقل کا آدمی تھا۔ علاوہ برین ریاضتون کے باعث تمام دنیاوی کاروبار مین اپنے غصے کی مخالفت پر اُسے بخوبی قدرت حاصل تھی۔ جب چاہتا غصے پر قادر ہو جاتا اور نہایت اطمینان کے ساتھ اپنی کام مین مشغول ہوتا تھا۔ ایسی حالت مین کیا کوئی حیرت کی بات ہے اگر تیز مزاج اور غیر متحمل رندھیر سنگھ کے مقابلے مین اُسکی صلاح سے عمدہ نتیجہ حاصل ہوتا ہو؟
بمالا اور ابھی رام سوامی کے علاوہ آشمنی نامے ایک اور خادمہ بھی رندھیر سنگھ کے ساتھ آئی تھی

چھٹا باب

ابھی رام سوامی کی صلاح

تلوتما اور بمالا بخیریت گھر پہنچ گئین۔ اسکے تین چار روز بعد ایک دن رندھیر سنگھ اپنے دربار مین مسند پر بیٹھا تھا کہ ابھی رام سوامی آئے۔ رندھیر سنگھ مسند سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ ابھی رام سوامی کو ہاتھون ہاتھ کشا کی ایک چٹائی پر بٹھایا اور سوامی جی کے حسب الارشاد اپنی مسند پر پھر آ بیٹھا۔

ابھی رام سوامی نے کہا "رندھیر سنگھ مجھکو آج تم سے ایک اہم معاملے کا ذکر کرنا ہے"
رندھیر سنگھ نے جواب دیا "جناب مین آپ کی خدمت مین موجود ہون"
سوامی جی "مغلون اور پٹھانون مین ایک سخت لڑائی ہوا چاہتی ہے"
رندھیر سنگھ "ہان۔ جناب۔ غالبًا کوئی سخت حادثہ ہونے کو ہے۔
سوامی جی "بیشک۔ اچھا تو اب تم نے اپنے لیے کیا تجویز کیا ہے؟"

ملہ ہندون کے مذہب مین کشا ایک متبرک گھانس ہے اور خاص مذہبی رسوم مین وہ کام آیا کرتی ہے

رندھیر سنگھ نے جوش مین آکر اپنے بازو کی طرف اشارہ کرکے کہا " یہ بازو دشمن کو شکست دیگا وہ مقابلے کو آسکتا ہے ؟ "

جوگی نہایت حلم کے ساتھ کہنے لگا " رندھیر سنگھ تم سے جنگجو آدمی کو بیشک ایسا ہی جواب دینا چاہیے ۔ مگر اتنا سمجھ لو کہ فتح خالی بہادری سے نہین حاصل ہوتی ہو ۔ فتح جب حاصل ہوتی ہو جب اُن لوگون کا لحاظ کیا جاے جنکے ہاتھ مین صلح و جنگ کا اختیار ہے ۔ تم خود اپنی ذات سے سب بہادرون سے بڑھے ہوے ہو مگر ہزار سے زیادہ فوج تمھارے یہان نہین ہو ۔ کون حملہ آور اتنی سی فوج لیکر اپنے سے سو حصے زیادہ فوج کا مقابلہ کر سکتا ہو ؟ کثرت کے اعتبار سے مغل اور پٹھان دونون تم سے بہت زیادہ طاقتور ہین ۔ جب تک ایک کو مدد دے کے اپنی حفاظت کا سامان نکروگے اُس وقت تک دونون کے ہاتھون سے بچ جانے کی امید ہوگی ؟ ازراہ عنایت میری باتون سے ناراض نہ ہو ۔ ذرا اطمینان سے اس بات کو سوچو ۔ علاوہ برین دونون سے دشمنی رکھنے مین فائدہ ہی کیا ہے ؟ دشمن یقیناً ایک بُری چیز ہے ۔ پھر بجاے ایک کے دو دشمن رکھنے مین کیا فائدہ ہو ؟ لہذا میری راے مین تمھین دونون مین سے ایک کو اختیار کر لینا چاہیے "

رندھیر سنگھ نے دیر تک تامل کرکے پوچھا " حضرت ۔ آپ کے نزدیک میرے حق مین کسکی طرفداری مناسب ہو "

سوامی جی " مثل مشہور ہے کہ ہمیشہ سچ ہی کا بول بالا ہوتا ہو ۔ اُس فریق کی طرف ہو جاؤ جو حق پر ہو ۔ بغاوت کوئی معمولی گناہ نہین ہو ۔ شاہنشاہ کی جانبداری ہی مناسب ہو "

رندھیر سنگھ نے سوچ کر پوچھا " ارشاد فرمائے کہ شاہنشاہ کون ہو ؟ کیا مغل اور پٹھان دونون شاہنشاہت کے مدعی نہین ہین ؟ "

ابھی رام سوامی بولے " شاہنشاہ وہ ہو جو مالگزاری وصول کرتا ہو "

رندھیر سنگھ " اکبر شاہ ؟ "

ابھی رام سوامی " بیشک "

اسپر رندھیر سنگھ کے چہرے سے ناراضی کے آثار نمایان ہونے لگے ۔ رفتہ رفتہ اُسکی آنکھین سرخ ہوگئین یہ دیکھکر ابھی رام سوامی کہنے لگے " رندھیر سنگھ اپنے غصے کو فرو کرو مین تمھین شاہنشاہ دہلی کی طرفداری کرنے کو کہتا ہون نہ مان سنگھ کی "

رندھیر سنگھ نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور بائین ہاتھ کی ایک اُنگلی سے اُسکی طرف اشارہ کرکے کہا ۔ " حضرت آپ کی مہربانی سے مین اس ہاتھ کو مان سنگھ کے خون مین ڈبوؤنگا "

ابھی رام سوامی بولے " دیکھو سنبھلے رہو - غصہ کرکے اپنے فائدے مین خلل نہ ڈالو ان سنگھ کو اُسکے گزشتہ قصور پر ہر طرح سزا دو - مگر اسو جہ سے تمھین اکبر شاہ کی دشمنی کرنیکی کون ضرورت ہے ؟"

رندھیر سنگھ نے طیش کھاکر کہا " اگر مین شہنشاہ کا طرفدار ہو جاؤن تو کس افسر کی ماتحتی مین مجھی کو رہنا پڑیگا ؟ کسکو مدد دینا ہوگی ؟ کسکی تعظیم کرنا پڑیگی ؟ مان سنگھ کی ؟ نہین حضرت - رندھیر سنگھ جبتک زندہ ہے سوقت تک ایسی ذلت کا کام کرنے کے قابل نہو گا "

ابھی رام سوامی افسردہ دل ہو کر چپ ہو گئے - اور کچھ توقف کے بعد پوچھا " تو کیا پٹھانون کی طرفداری تمسکو مناسب معلوم ہوتی ہے ؟"

رندھیر سنگھ نے پوچھا " تو کیا یہ ضرور ہے کہ دونون مین سے ایک کو مین اختیار کرلون ؟"

ابھی رام " ہان - ضرور ہے "

رندھیر سنگھ " تو مین ضرور پٹھانون سے ملجاؤنگا "

ابھی رام سوامی نے ایک آہ کھینچی اور خاموش ہو گئے - آنسو کا ایک قطرہ اُنکی آنکھ مین بھر آیا -

رندھیر سنگھ نے نہایت ہی متحیر ہو کر کہا " حضرت میرا قصور معاف فرمایئے - مین التجا کرتا ہون کہ مجھ سے نادانستگی مین کس خطا کا مرتکب ہوا "

ابھی رام سوامی نے انکو چھے سے اپنی آنکھین پونچھین اور کہا " سنو جی - روز سے مین علم نجوم کیطرف زیادہ متوجہ ہون - تم جانتے ہو کہ تمھاری بہن کے ساتھ مجھے تمسے زیادہ محبت ہے خاصکر اُسکے متعلق مین ذہبت سی باتین دریافت کرنے کی کوشش کی " اتنا سنتے ہی رندھیر سنگھ مضطرب ہو کر دیکھنے لگا اور بڑی دل گرفتگی کے ساتھ پوچھنے لگا - " حضرت فرمایئے اُسکے متعلق آپکو اپنے علم سے کیا بات معلوم ہوی ؟"

ابھی رام " مغلون کے کسی افسر کے ہاتھ سے اُسکے حق مین بڑا نقصان ہے "

رندھیر سنگھ کے چہرے پر فکر کا ایک غبار سا چھا گیا -

سوامی جی نے پھر کہنا شروع کیا " یہ بات اُس صورت مین ہوگی جب مغل لوگ تمھارے دشمن رہینگے اُنکی طرف سے کوئی نہ کوئی خطرہ ضرور ہے - لیکن اگر وہ لوگ تمھارے دوست ہو جائینگے تو کچھ خوف نہین ہے - اسی سبب سے مین تمھین مغلون کی طرفداری کی جانب راغب کرتا ہون - مین نہین چاہتا تھا کہ اس بات کا افشا کرکے تمھین رنج دون - مگر انسان کی کوششون سے کچھ فائدہ نہین ہوتا ہے - میرے خیال مین تقدیر کے احکام ضرور اپنا اثر دکھاتے ہین - اسکے بعد پھر اپنے ارادے پر مستقل رہنا تمھارے حق مین کیونکر مناسب ہو سکتا ہے ؟"

رندھیر سنگھ چپ رہگیا -

ابھی رام سوامی کہنے لگے "رندھیر سنگھ قتلو خان کا ایلچی پھاٹک پر کھڑا ہے مین نے تمہارے پاس آتے وقت اسے دیکھا۔ دربانون نے میرے حکم سے ابھی تک اسکو تمہارے سامنے آنیکی اجازت نہین دی۔ جو کچھ مجھے کہنا تھا کہہ چکا۔ اب اسکو اپنے سامنے بلاؤ اور جو مناسب سمجھو جواب دو"

رندھیر سنگھ نے ایک آہ کھینچکر سر اٹھایا۔ اور کہنے لگا "حضرت۔ مدت ہوئی جب سے مین نے تلوتما کو نہین دیکھا۔ گویا مجھے خیال ہی نہ تھا کہ میرے بیٹی ہے۔ اب دنیا مین سوائے اسکے مین کسیکو نہین رکھتا۔ مین آپکے ارشاد کو تسلیم کرونگا۔ اور گزشتہ امور کو بھلا دونگا۔ مین مان سنگھ کا ساتھ دونگا دربان سے کہو ایلچی کو میرے سامنے لائے"

دربان حسب الحکم ایلچی کو لے آیا۔ اسنے قتلو خان کا ایک خط رندھیر سنگھ کے ہاتھ مین دیا اسکا مضمون یہ تھا "رندھیر سنگھ کو ایکہزار سوارون کی فوج اور پانچہزار اشرفیان قتلو خان کے پاس بھیجنا چاہیے ورنہ قتلو خان کی طرف سے بیس ہزار فوج گڑھ مندران کو بھیجی جائیگی"

رندھیر سنگھ نے خط پڑھکر کہا "ایلچی۔ اپنے مالک سے کہدو کہ فوج روانہ کرے" اس شخص نے سر نیاز جھکایا اور واپس چلا گیا۔ بالا یہ تمام گفتگو کھڑکی مین بیٹھی سن رہی تھی۔

ساتوان باب

بے سروسامانی

قلعے کے اس جانب جدھر دریائے اسود لہرین مارتا ہوا بہ رہا تھا تلوتما ایک کمرے مین بیٹھی جھروکے کی راہ سے پژمردہ دلی کے ساتھ بیچ دھارے مین ایک بھنور کو دیکھ رہی تھی۔ شام ہو رہی تھی اور ابر کے ٹکڑے جنھون نے ڈوبتے ہوئے آفتاب کی زرد زرد شعاعون کی مدد سے آسمان پر سنہرے نقش و نگار بنا رکھے تھے بہتے پانی پر لہرا رہے تھے۔ سطح آب پر آسمان کے عکس کی نیلی زمین بنگئی تھی جسپر اس پار کی لب دریا واقع ہونیوالی اونچی عمارتون اور لمبے درختونکے عکس سے مشجر بیل بوٹے بنگئے تھے تلو کوا ندر سے لوہ سارس اور اور بہت سے طیور کے شور سے ایک عجیب ہنگامہ برپا تھا بارہا کوئی نہ کوئی چڑیا شام ہونے دیکھکر بسیرے کی تلاش مین آسمان کے نیچے ایک سہولت کے ساتھ اپنے ہوا کے راستے کو طے کرتی چلی جاتی تھی۔ موسم گرما کی ٹھنڈی خوشگوار ہوا کے جھونکے آہستہ سے آم کی ٹہنیونکو حرکت دیکر اور دریائے اسود کے پانی کو چھوڑ کر تلوتما کی زلفون اور اسکے شانون پر خوشنمائی کے ساتھ پڑے ہوئے آنچلون سے آکر کھیلنے لگتے تھے۔ تلوتما ایک حسین عورت تھی۔ اور اسکے بے نظیر سراپا تک معزز ناظرین کی نگاہ پہنچا دینے کی مین کسطرح کوشش کرون؟ مگر یہ میری بیفائدہ کوشش ہے معزز ناظرین! کبھی تمنے اپنے عنفوان شباب مین عاشقانہ نگاہ سے کسی متین اور نازنین دوشیزہ لڑکی کے حسن جمال کو آنکھون سے

آتے دیکھا ہے جسکی پیاری صورت تمھارے دل پر اسطرح نقش ہوگئی ہو کہ کبھی مٹنے کا نام ہی نہ لیتی ہو؟ جسکی حور کی سی صورت گویا خواب مین نظر پڑ گئی ہو اور اندر باہر تمھارے عنفوان شباب مین اور تمھاری تجربہ کاری اور بڑھاپے کی عمر مین جب تم اپنے کام سے لگے ہو اور جب اطمینان کے موافق بستا رہے ہو خواہ تم سوتے ہو خواہ جاگتے ہو ہر وقت پیش نظر رہتی ہو۔ اور باوجود اسکے اُسکے بعد بے لطفی کا کوئی اثر نہ باقی رہتا ہو۔ کیون میرے معزز ناظرین کوئی ایسی دوشیزہ لڑکی کبھی تمنے دیکھی ہے؟ اگر دیکھی ہو تو بس تمھین سمجھ سکتے ہو کہ تلوتما کیسی تھی۔ وہی صورت تھی جو اپنے نورانی حسن و جمال سے ہمارے دل کی تاریکی کو دفع کرتی ہے۔ ہماری بہادر نازنین کی صورت ویسی نہ تھی کہ چلبلی اداؤن کے کمال سے اپنے زہریلے دانت دل مین پیوست کردے اُسکے پاس تو وہ صورت تھی جو اپنی نرم و نازک اداؤن سے شادمانی کی شبنم دلپر ٹپکاتی ہے۔ وہی صورت تھی جو اُس جھاڑی کی طرح جسمین موسم بہار کی شام ہوا کے چلنے سے خوشنمائی کے ساتھ حرکت پیدا ہوئی ہو انسان کے خیال مین نہایت ہی نزاکت سے حرکت کیا کرتی ہے۔ تلوتما کو سولھوان برس تھا۔

عورتین معمولاً جس قدر بڑھتی ہین تلوتما کا قد ابھی اُس قدر نہین بڑھا تھا۔ نہین اُسکی وضع اور بشرے سے لڑکپن کا ایک اثر نمایان تھا۔ نہ چھلی اور نہ بہت کشادہ محراب دار پیشانی جس سے کامل تحمل اور سکون ثابت ہوتا تھا اُس سطح آب کے مثل تھی جسپر چاند کی روشنی پڑ رہی ہو۔ کالے کوے کی سی سیاہ زلفین اُسکے ابروؤن رخسارون گردن اور شانون پر بکھری تھین اور باوجود اسکے پیچھے کی طرف موتیون کی لڑی سے بہت سے کالے کالے بالون کا جوڑا بندھا ہوا تھا۔ اسکی ابروون کی بڑی بڑی توسین ایسی معلوم ہوتی تھین گویا کسی مصور کا کام ہے۔ سائے کے مثل نمایان اور بالکل بے عیب تھین اے ناظرین! کیا تمھین شوخ آنکھین پسند ہین؟ اگر ایسا ہے تو تلوتما کو تمپر کامیاب ہونے سے مایوس ہوجانا چاہیے۔ اُسکی آنکھین نازک تھین۔ وہ بجلی کی چمک کی طرح نگاہ بازی کی عادی نہ تھین۔

دونون پیاری آنکھین کشادہ بڑی نہایت ہی دلربا اور سہولت سے نظر ڈالنے والی تھین۔ اُنکا رنگ اُس نازک نیلگون کے مشابہ تھا جو دلپذیر وقت صباح مین آسمان پر ظاہر ہوتی ہے۔ جب وہ دوشیزہ لڑکی اُن بڑی صاف صاف آنکھون سے دیکھنے لگتی تھی تو کسی دلفریبی کی ادا کا نشان بھی اُنمین مخفی نہین ہوتا تھا۔ بانکپن سے دیکھنا اُسنے سیکھا ہی نہ تھا۔ وہ بالکل سادگی اور بھولے پن سے دیکھتی جس سے صحیح طور پر اُسکی دلی سادگی کا پتا لگتا تھا۔ مگر کوئی شخص اُسکے چہرے کی طرف دیکھنے لگتا تو آنکھین نیچی کر لیتی تھی۔ تلوتما کی توتے کی چونچ کی سی ناک تھی کہ بارے واقف نہ تھی دونون لب شیرین گلاب کے رنگ کے تھے اور اُن مین ایک دلگیر تازگی پائی جاتی تھی۔ وہ چھوٹے چھوٹے تھے اور کچھ کچھ پائی جاتی تھی۔ اور اُنکی پیدائشی وضع ہی منھ سے ملکر واقع ہوئی تھی

ہائے! اُن ہونٹون کی ہنسی دیکھنے کی عزت اگر ایک دفعہ بھی تمھاری آنکھون کو نصیب ہو جائے تو خواہ تم صوفی ہو یا عالم بوڑھے ہو یا جوان اس زندگی مین کبھی بھولنے کا نام ہی نہ لو۔ باوجود اسکے اِن مین سوا سادگی اور لڑکپن کے اور کچھ نہ تھا۔

گو تلوتما کے خوبصورت اعضا ابھی پورے نمو کے مرتبے تک نہین پہنچے تھے مگر خدا جانے اُسکی نوعمری کے باعث یا اُسکے بدن کی خلقی بناوٹ کے سبب سے خوبصورت ہاتھ پیرون پر موٹاپے کا کوئی اثر نہین پایا جاتا تھا۔ اسپر بھی اُسکے پتلے پتلے ہاتھ پاؤن گول اور نازک تھے۔ نازک کلائیون مین مارواڑی چوڑیان تھین۔ گول گول بازوؤن پر جڑاؤ جوشن تھی۔ پیاری پیاری اُنگلیون مین چھلے تھے۔ پتلی کمر مین کردھنی تھی۔ بھرے ہوئے شانون پر سونے کی زنجیر تھی۔ اور صراحی دار گردن مین جڑاؤ ہار تھا۔ تمام اعضا کی مجموعی وضع نہایت ہی خوبصورت واقع ہوئی تھی۔

اپنے کمرے کی کھڑکی مین تلوتما کیون تنہا بیٹھی ہے؟ کیا وہ شام کے وقت کے سنہری آسمان کو دیکھ رہی ہے؟ اگر ایسا ہو تو اُسکی آنکھین زمین مین کیون گڑی جاتی ہین؟ کیا وہ لبِ دریا کے خوشگوار ہوا کے جھونکون سے خوش ہو رہی ہو؟ اگر ایسا ہو تو پسینے کے چھوٹے چھوٹے قطرے اُسکی پیشانی پر کیون نمودار ہو رہے ہین؟ ہوا اُسکے چہرے کے ایک ہی جانب کو چھو سکتی ہو۔ تو کیا وہ اُن مویشیون کی نگہبانی کرتی تھی جو میدان مین چر رہے ہین؟ یہ بھی نہین کیونکہ مویشیون کے گلے گردن جھکائے بھاگے جاتے ہین۔ کیا وہ کوئل کی کوکو پر کان لگائے ہو؟ اگر ایسا ہو تو وہ اسقدر متفکر ہو کر کیون دیکھ رہی ہو؟ نہین تلوتما نہ کچھ دیکھتی ہو نہ سنتی ہو وہ تو ایک دلچسپ اور دلسوز خیال مین ڈوبی ہوئی ہو۔

اس کمسنی مین کس تصور نے اُسکی تمام ہوشیاریون کو جذب کر لیا ہو؟ کیا اُسکے سینے مین پہلے پہل عشق کے جادو بھرے اثر کی گرمی پہنچی ہو؟ شاید ایسا ہی ہو۔

ایک سہیلی نے چراغ لا کر رکھ دیا۔ تلوتما نے یہ خیالات چھوڑ کر ایک کتاب لی اور روشنی مین بیٹھ گئی۔ وہ پڑھنا جانتی ہے۔ ابھی رام سوامی سے اُسنے سنسکرت پڑھی تھی۔ وہ کیا پڑھ رہی ہو؟ **کدم واری** اس کتاب سے اُسکا دل خوش نہین ہوا۔ تھوڑی سی پڑھی اور رکھ دی۔ اسکے بعد اُسنے **ستیدہوکی دساودت** لی۔ کچھ دیر پڑھا۔ اور خیالات مین غرق ہو گئی۔ پھر پڑھا اور پھر تصورات مین کھو گئی۔ آخر اسکا دل خوش کرنے مین دساودت کو بھی ناکامی ہوئی تب **گیتا گوبندہ** کو لیا اس کتاب نے کچھ دیر خوش کیا لیکن جیسے اس نظم پر پہنچی۔

" मुखम धीरं त्यज मञ्जीर रिपुमिव के लिषुलोलं "

"کچھ صبا آتی ہی تیری چوڑیون سے ہر گھڑی ٭ ہونہ ہو کھاتی ہین یہ تیری ہی چغلی اے حسین
ہو کے بے آرام شوقِ ہمکناری مین تری ٭ بنگئی ہین دشمنِ جان یہ تری سن اے نازنین"
شرم سے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور کتاب ہاتھ سے پھینکدی۔ بعد ازان تھوڑی دیر تک چُپ چاپ بیٹھی رہی۔ قلم دوات پاس رکھی تھی۔ اب اُسنے ایک بیخودی کے عالم مین پلنگ کی چادر ہی پر یون لکھنا شروع کیا، "म" "ख" "क" "گرد۔ دروازہ۔ درخت۔ آدمی۔ وغیرہ وغیرہ رفتہ رفتہ پلنگ ایک طرف ان لفظون سے بالکل بھر گیا جب کچھ جگہ باقی رہی تو وہ چونک کر اپنے ہوش مین آئی کہ کیا کر رہی ہون۔ اپنی باتون پہ ہنسی اور پڑھنا شروع کیا۔ دیکھون کیا لکھا ہے؟ کیا لکھا ہے؟ "वासवदत्त महाश्वेता" "क" "ई" "द" "प" درخت۔ شنجوتی٭۔ شیوجی۔ "गीत गोविन्द" "विमला" جھاڑیان ہتے۔ بدخطی۔ قلم۔ یہان تک پہنچکر جھک گئی۔ اور کیا لکھا ہے؟

"कुमार जगत सिंह"

(کنور جگت سنگھ

تلوتما کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔ بیوقوف لڑکی! کمرے مین کون ہی جو ایسی شرمائی جاتی ہی؟ "کنور جگت سنگھ" تلوتما نے اس نام کو ایک۔ دو۔ تین اور بہت دفعہ پڑھا۔ دروازے کیطرف دیکھا اور پڑھا۔ پھر دیکھا اور پھر پڑھا جس طرح ایک چیز چوری کر رہا ہی۔ تلوتما کو اس لفظ کے کچھ دیر تک پڑھنے کی جرأت نہ پڑی کہ مبادا کوئی آجائے اور پڑھتے دیکھ لے لیک کر پانی لائی۔ اور دھو ڈالا۔ مگر مٹنے کا اطمینان نہین ہوا۔ اُس مقام کو اپنے آنچل سے خوب پونچھا۔ اور پھر غور کر کے دیکھا کہ تھوڑا ابتک پڑھا جاتا ہی۔ ہر چند کہ کچھ نشان بھی نہین باقی تھا لیکن اُسے ایسا معلوم ہوا کہ وہ لفظ ابتک پڑھ لیا جائیگا۔ اُس مقام کو پھر دھویا اور پھر پونچھا تو بھی اسکے خیال مین یہی ہے کہ ابتک باقی ہے۔

"कुमार जगत सिंह"

آٹھوان باب

بمالا کا مشورہ کرنا

بمالا ابھی رام سوامی کے جھونپڑے مین کھڑی تھی۔ اور وہ اپنی مذہبی چٹائی پر جو زمین پر بچھی تھی بیٹھے تھے بمالا کنور جگت سنگھ سے ملاقات ہونیکی سرگزشت تفصیل کے ساتھ بیان کر رہی تھی۔ جب سب کہہ چکی تو بولی "آج چودھوان روز ہی۔ کل پورے پندرہ دن ہو جائینگے"

٭ شنجوتی ہندوؤنکی ایک خاص مذہبی تقریب ہی اسمین ہندو لڑکیان شیوجی کا پوجا کرتی ہین شیوجی کی مورتیہ بالو یا دریا کی مٹی سے بنائی جاتی ہی۔

ابھی رام سوامی :- ہان تو تمھارا کیا قصد ہے؟"

بمالا :- حضرت۔ اسی بارے مین صلاح لینے کے لیے تو مین آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی ہون"

سوامی جی :- میرے نزدیک تو صلاح یہی ہے کہ اب اس بارے مین زیادہ غور نکرو"

بمالا بالکل مایوس ہوکر خاموش رہگئی۔

ابھی رام سوامی :- ایئن تم ایسی مغموم کیون نظر آتی ہو؟"

بمالا :- اچھا تو تلوتما کے بارے مین کیا کیا جاے؟"

ابھی رام سوامی :- کیون؟ کیا اُسکے دل مین نخل محبت کی کوپلین نکل آئین؟"

کچھ توقف کرکے بمالا بولی "حضرت مین آپ کی خدمت مین کیا عرض کرون؟ ان مبارک گزشتہ چودہ روز مین رات دن اُسکی حرکتون کو مین چھپاے رہی۔ اور مجھے کامل یقین ہوگیا ہے کہ تلوتما ایک بڑا بھاری غم برداشت کیا کرتی ہے"

سوامی جی نے ہنسکر جواب دیا "تم عورتون کا قاعدہ ہے کہ جہان محبت کے آثار دیکھے فوراً یقین کرلیا کہ بڑی گہری محبت ہے۔ اے بمالا۔ تلوتما کی آیندہ شادمانی مین جو خلل پڑا ہے اُسپر ستر دو نہو۔ ابھی بالکل بچہ ہونے کے باعث اُسکے دل کا پیمانہ پہلی ہی نگاہ پر مضطرب ہوا ہے۔ اسمین کچھ شک نہین کہ وہ جگت سنگھ کو بہت جلد بھول جائیگی۔ اس معاملہ مین جو کچھ گفتگو ہو اُسکی غایت اسی قدر ہونا چاہیے کہ ان باتون سے تلوتما کے روکنے کی کوشش کیجاے"

بمالا :- جناب۔ ایسا نہین ہے۔ تلوتما مین جو عشق کے آثار دیکھے جاتے ہین وہ اس قسم کے نہین ہین جیسا کہ آپ ارشاد فرماتے ہین۔ ان چودہ دن کے اندر اُسکی خلقت مین ایک قسم کا تغیر ہوگیا ہے۔ مجھسے یا اپنی سہیلیون سے بولنی چالنی مین اُسکو راحت نہین ملتی ہے۔ نہین آجکل کبھی شاید وہ کسی سے بات چیت کرتی ہو۔ بلکہ کسی سے بولتی ہی نہین ہے۔ اُسکی کتابین چارپائی پر پڑی سڑ رہی ہین۔ اُسکے پھول بے پانی کے سوکھا کرتے ہین۔ اُسکی غفلت سے چڑیون کو سیپ لگی جاتی ہے۔ نہ وہ کھاتی ہے۔ نہ وہ سوتی ہے۔ نہ وہ اپنی آرایش کا سامان درست کرتی ہے۔ اُسکی سی لڑکی جو کبھی فکر کے پاس نہین پھٹکتی تھی اب ہر ساعت فکر ہی مین ڈوبی رہتی ہے۔ تلوتما کی صورت پر تو اب زردی چھاگئی ہے"

ابھی رام سوامی دیر تک سکوت مین رہے۔ پھر کہنے لگے۔

"مین اس خیال مین تھا کہ پہلی ہی نظر سے گہری محبت جوش نہین مار سکتی ہے مگر عورت کے مزاج اور خاصکر لڑکیون کی طبیعت کا حال بھگوان ہی جانتا ہے۔ مگر تم کیا کرنا چاہتی ہو؟ اس نسبت پر رندھیر سنگھ تو ہرگز راضی نہوگا"

بمالا "اسی بات کا مجھے بہت خوف تھا جو ہینے ابتک نہ اُسکا حال ظاہر کیا۔ اور نہ شہوا سے مین جگت سنگھ کو اپنا نام اور خاندان بتایا۔ مگر ابتو عالی مرتبہ . . . سنگھ یہان پر بمالا کے چہرے مین ایک خفیف سا تغیر ہوگیا" مگر ابتو انکا قصد ہو کہ مان سنگھ سے دوستی کرلین۔ اس صورت مین جگت سنگھ کو اپنا داماد قبول کرنے مین کیا قباحت ہی؟"

ابھی رام سوامی "اس شادی پر مان سنگھ کیون راضی ہونے لگے؟"

بمالا "اگر وہ نہ مانین گے تو کنور جی کو اپنے معاملے مین آپ اختیار ہے"

ابھی رام سوامی "وہ خود جگت سنگھ ہی رندھیر سنگھ کی بیٹی سے کیون شادی کرنے لگا؟"

بمالا "ذات کی خرابیون سے دونون خاندانون مین کون خاندان محفوظ ہے؟ گجادھر سنگھ کے مورث اعلیٰ بھی یدو کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے"

ابھی رام سوامی "بھلا ایسے خاندان کی لڑکی مسلمان کے سلسلے کے بیٹے کے ساتھ کیونکر بیاہی جا سکتی ہے؟"

بمالا نے نگاہ کڑی کر کے سوامی جی کی طرف دیکھا۔ اور کہنے لگی" آخر کس وجہ سے نہین ہو سکتا؟ کون گھرانا یدو کے خاندان سے گرا ہوا ہے؟"

ان باتون پر سوامی جی کی آنکھون سے آگ برسنے لگی۔ اور بڑی سخت آواز سے چلّائے" بدبخت! کیا اپنی بدتر قسمت کو تو بھول گئی؟ دور ہو میرے سامنے سے!"

نوان باب

شمع خاندان

جگت سنگھ اپنے باپ سے رخصت ہو کر روانہ ہوا پٹھانون کی فوج مین خوف اور دہشت پھیل گئی کنور جگت سنگھ نے صرف پانچ ہزار فوج کی مدد سے قتلو خان کی پچاس ہزار فوج کو دریا سے سوبرنرکھا کے اُس پار بھگا دینے کا وعدہ کر لیا تھا گو اس کامیابی کے حاصل کرنے سے وہ ہنوز دور تھا مگر جہان آباد سے کوچ کرنے کے بعد وہی ہفتے کے اندر افسری فوج کی حیثیت سے جو اوصاف رستے مین ہوے ایسے تھے کہ اُنکی خبر سنکر مان سنگھ کہنے لگے "قوم راجپوت کے نام کی اگلی برکت شاید میرے شاہزادون کے ایسے فرزند کے ہاتھ سے پھر زندہ ہوگی"

جگت سنگھ نے بخوبی سمجھ لیا کہ پانچ ہزار فوج سے پچاس ہزار آدمیون کو بیچ میدان مین شکست دیدینا تو خیال سے باہر ہی ایسی روش اختیار کرنے سے یقیناً شکست اور موت ہی کا سامنا ہوگا۔ لہذا اس نتیجے سے بچنے کے لیے روبرو مقابلہ کرنیکی کوشش سے قطع نظر اُسنے جنگجوئی کا ایک اور

طریقہ اختیار کیا۔ اُسنے ہمیشہ اپنی چھوٹی فوج گھنے جنگلون اور غیر مسطح زمینون کے نشیبون مین جو اُس ملک مین واقع تھی بالکل پوشیدہ رکھی۔ اپنے خیمون کے نصب کرنے کے لیے اُسنے ایسی مقامات کو چن لیا جو ٹیلون کی آڑ مین تھے اور ایسے تھے کہ کوئی پاس بھی ہو تو پتا نہ لگ سکے۔ اس طرح رہتا تھا اور جہان پٹھانون کی کسی چھوٹی فوج کی خبر پاجاتا سمندر کی موج کی طرح اچانک نکل کر اُسکو بیخ و بن سے اُکھاڑ ڈالتا تھا۔ اُسنے بہت سی جاسوس بہم پہنچائے جو مختلف دستون پر میوہ فروشون۔ مچھلی والون۔ فقیرون۔ جوگیون۔ برہمنون۔ حکیمون کے بھیس مین جاکر غنیم کے ارادون اور روانگیون کی خبرین لایا کرتے تھے۔ جہان کوئی خبر ملی وہ پھرتی اور چالاکی سے اپنی فوج کسی ایسے مقام پر پہنچا دیتا تھا جہان سی غنیم کے قریب پہنچتے ہی بغیر اسکے کہ غنیم دیکھ پائے حملہ کرنے کا بہت اچھا موقع ملجاتا تھا۔ اگر پٹھانونکا کوئی بڑا گروہ ہوتا تو وہ حملہ کرنے کی کوشش نہین کرتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اُسکی موجودہ ترقی کے لیے ایک شکست ہونیکا بھی مطلب نیست و نابود ہوجانا ہے۔ اسلیے اگر ایک لڑائی مین بھی وہ شکست کھاگیا تو ساری ترقی جاتی رہیگی۔ مگر ایسی حالتون مین وہ یہ کرتا تھا کہ جب دیکھتا پٹھان لوگ نظر سے غائب ہوگئے ہوشیاری کے ساتھ اُنکے پیچھے پیچھے روانہ ہوتا۔ اور آخر کو اُنکی رسد اور گھوڑے اور توپ وغیرہ لوٹ لیتا تھا۔ اور اگر بخلاف اسکے پٹھانون کا چھوٹا گروہ ہوتا تو جبتک جہان وہ چاہتا تھا پٹھان لوگ وہان نہ پہنچ سکتے وہ چُپ چاپ اپنی کمینگاہ مین بیٹھا رہتا تھا اور جہان موقع ملا وہ بھوکے شیر کی طرح شور و غل کرکے دشمن پر آپڑتا تھا اور کاٹ کے ٹکڑے ٹکڑے کردیتا تھا ایسے اوقات مین پٹھانون کو یہ نہین معلوم ہوتا تھا کہ دشمن پڑوس ہی مین ہے اور اسی سبب سے وہ لڑائی کے لیے بالکل تیار نہین ہوتے تھے۔ بارہا دشمن کے ہاتھون مین پڑکر پٹھانون نے بڑی بھاری بہت سی جانون کا نقصان اُٹھایا۔ اسیطرح پر بہت سی آدمی ضایع ہوے۔ پٹھان لوگ نہایت ہی مضطر تھے۔ اور جگت سنگھ کے آدمیون کے نیست ڈالنے کی غرض سے اس تاک مین تھے کہ میچ میدان مین مقابلہ کرین۔ مگر یہ کوئی نہین بتاسکتا تھا کہ جگت سنگھ کے لوگ کہان ہین۔ پٹھان سپاہیون کی زندگی کے ختم ہونے کے وقت موت کے قاصدون کیطرح صرف ایکسی ہی مرتبہ وہ ظاہر ہوے اور اپنا خونریزی کا کام کرتے ہی غائب ہوگئے۔ جگت سنگھ حیلہ بازی مین اُستاد تھا۔ اُسنے پانچہزار فوج کو ہمیشہ اپنے ہمراہ نہین رکھا۔ ہزار یہان۔ پانسو وہان۔ دو سو ایک جگہ دو سو ایک اور مقام پر۔ غنیم کے کہین موجود ہونے کی خبرین جہان اُسے پہنچین اُسنے اپنی فوج کو گروہ گروہ پر تقسیم کردیا اور ہر ایک گروہ ضرورت کے لیے تیار ہوگیا۔ جس وقت ایک کام پورا ہوجاتا تھا پھر وہ اپنے آدمیون کو اُسی مقام پر زیادہ دیر تک نہین ٹھہرنے دیتا تھا۔ حالانکہ

پٹھانون کو ابھی تک نہین معلوم ہونے پایا تھا کہ راجپوت لوگ کہان ہین اور کہان نہین ہین۔
فوج کے تلف ہونے کی خبرین قتلو خان کے کان تک روز پہنچتی رہتی تھین۔ ہر گھنٹہ اپنے ساتھ
ایک تازہ مصیبت کی خبر لاتا تھا۔ آخر الامر جا بجے کیسی ہی ضرورت ہو تھوڑے آدمیون کو قلعے سے باہر نکلنا
پٹھانون پر دشوار ہو گیا۔ اُنکے گروہ یکبارگی روک دیے گئے۔ سپاہیون نے قلعے کے اندر پناہ لی۔ اور
رسد بہم پہنچانا نہایت ہی دشوار ہو گیا۔ اس امر کی خبر پاکر کہ ملک جو پہلے اسقدر غارت کیا جاتا تھا اب
جگت سنگھ نے اُسکے لیے ایسی کچھ حمایت کی ہے مان سنگھ نے اپنے بیٹے کو مفصلۂ ذیل خط لکھا۔
"دو شمع خاندان! مجھے یقین آگیا کہ تمھارے ہی ہاتھون شاہنشاہ کی سلطنت کا پٹھانون سے پیچھا چھٹے گا۔
تمھاری کوششون کی کمک کے واسطے مین دس ہزار سپاہی اور روانہ کرتا ہون"
کنور جگت سنگھ نے جواب مین لکھا"
"حضرت۔ جو آپ کی مرضی ہو۔ اگر اور فوج آئیگی تو اور بہتر ہوگا۔ مگر مین آپ کی مہربانی سے پانچ ہی ہزار
فوج سے اپنے کھتریون کے ایسے عہد کی حفاظت کرونگا"
سپاہیانہ سرگرمی مین ڈوبا ہوا کنور جگت سنگھ بلا کسی مزاحمت کے کامیابی حاصل کرنے مین مشغول تھا۔
سلیشوارہ جی! کیا اُس دلربا دوشیزہ کی یاد جسکی جادو بھری سادی نگاہ نے تمھارے شوالے مین اس
بہادر کو مغلوب کر لیا تھا لڑائی کے شور و ہنگامے مین اسکے دل سے جاتی رہی تھی؟ اگر ایسا ہے تو جگت سنگھ
تمھارے ہی طرح بالکل پتھر کا بنا ہوا ہے۔
اب ہم بمالا کے پاس چلین؟ یا دیکھین کہ جگت سنگھ پتھر ہے یا آدمی؟ یا لڑائی کے ہنگامے کو دیکھین؟
مگر بمالا ابھی ان سب مین زیادہ دلچسپ ہے۔

دسوان باب

مشورے کے بعد تیاری

جس روز ابھی رام سوامی نے بمالا کو اپنے یہان سے نکالدیا تھا اُسکے دوسرے دن کی شام کو وہ
اپنے کمرے مین سنگار کر رہی تھی۔ ایک پینتیس برس کی عورت اور ان باتون مین مشغول ہے؟ اور
کیون نہو؟ کیا جوانی کسی خاص عمر کے ساتھ گزر جاتی ہے؟ ہرگز نہین۔ جوانی فقط حسن اور عشق کے
جانے سے جاتی ہے۔ جس عورت کے پاس دولت حسن نہین ہے وہ اپنی اُمنگون پر آنے کے وقت ہی بڈھی
ہے اور جسکے پاس دولت حسن ہے اُسکو دائمی جوانی مرحمت ہوئی ہے جس عورت کا دل عشق اور لطف جوانی سے
ناواقف ہے وہ کبھی جوان نہین ہے اور جسنے ان باتون کا تجربہ کیا ہے وہ کبھی بوڑھی نہین ہے اس
سن مین بمالا کے بدن پر ایک دلگیر ناز کی پائی جاتی تھی۔ اور اُسکا دل عشق اور اُن خیالات سے

بھرا ہوا تھا جو عشق کی جانب سے الہام کیے جاتے ہین۔ القصہ اس عمر سے حسن اور پختہ ہوجاتا ہے یہ ایک ایسی بات ہے جسکو اس قصے کا ناظر اگر اُسکی عمر کچھ بھی گزری ہے تو بہت جلد تسلیم کریگا۔ جس شخص نے اُسکے پان مین رنگے ہوے یاقوت کے ایسے ہونٹونکو دیکھ لیا کیا وہ کہہ سکتا ہے کہ وہ جوان نہین ہے؟ جس کسی نے اُسکی جلد جلد نگاہ بازی کرنے والی کاجل لگی بڑی بڑی آنکھون کو دیکھا۔ کیا وہ اُسکو کسی پچیس برس کی معشوقہ سے کمسن نہین تصور کریگا؟ کیسی پیاری پیاری دونون آنکھین تھین! اس خوشنمائی سے اُبھری ہوی۔ ایسی روشن۔ ایسی جلد جلد نگاہ بازی کرنیوالی! بعض عورتون کی آنکھین دلربائی کی شائق اور ایسی معلوم ہوتی ہین کہ گویا نرگس بیمار کی طرح ہمیشہ نظر بازی کی مشتاق ہین۔ بمالا کی آنکھین اسی قسم کی تھین۔ اس قصے کے پڑھنے والے سے مین کہہ چکا ہون کہ بمالا جوان تھی۔ نہین اُسکی صورت دیکھکر فوراً یہ خیال آجاتا تھا کہ ایک دائمی شباب سے وہ شادمان رہتی ہے۔ جسنے اُسکی جلد کی دلگداز ملائمت پر چہرے کا رنگ جو چمپا کیطرح چمکتا تھا دیکھ لیا اُسنے انصاف کرکے یہی کہا کہ کسی دلفریب سولھوین برس کی لڑکی کا بدن شاید اس سے کچھ زیادہ نرم ہو۔ جسنے چھوٹی خوبصورت زلفون کو دیکھا جو ایک دلفریب بیساختگی کے ساتھ کانون کے پیچھے سے نکلکر اُسکے رخسارون پر پڑی ہوی تھین وہ قائل ہوگیا کہ کبھی کسی جوان عورت کے بال اُسکے رخسارون پر نہین بکھرے تھے۔ معزز ناظرین! مہربانی کرکے میری عرض قبول کیجیے۔ اپنے دل کی آنکھین کھول کر دیکھیے۔ دیکھیے بمالا آئینے کے سامنے بیٹھی اپنے بالون کو سنوار رہی ہے۔ دیکھیے اپنے گھنے بالون کی ایک لٹ ہاتھ مین لیے وہ کنگھی کر رہی ہے۔ دیکھیے ایک دزدیدہ تبسم کے ساتھ آئینے مین اپنی جوانی کے حسن و جمال پر وہ غور کر رہی ہے۔ آہ! اسوقت نیچی آواز مین اُسکے ہونٹون سے شکر ریز نغمے نکل رہے ہین۔ نہین اگر تمھارے دل مین شوق ہے تو تمھین اجازت ہے کہ آئینے مین نظر آنیوالے نیم قدم کی لگاوٹ بازاداؤن پر نظر ڈالکر اپنی آنکھون کو خوش کرو جبھی تم صفائی سے کہہ سکو گے کہ یہ ادائین زمانے بھر کو فتح کرلینے والی ہین کہ نہین۔ یہ سب باتین دیکھ سنکر اب بتاؤ کہ تمھارے خیال مین کون جوان معشوقہ زیادہ دلستان ہے؟

چوٹی گوندھکر بمالا نے جوڑا نہین باندھا بلکہ اُسے پیٹھ پر پڑا رہنے دیا۔ اسکے بعد ایک معطر رومال سے مُنہ پونچھا پھر ایک خوشبودار پان کھاکر اپنے ہونٹ رنگین کیے۔ تب ایک انگیا پہنی جسپر موتی ٹکے تھے اپنے ہر ہر عضو کو سونے کے جڑاؤ زیورون سے آراستہ کیا مگر دوبارہ کچھ ایسا خیال آیا کہ سب زیور اُتار ڈالے اور نادر بیش بہا کارچوبی کپڑے پہنے۔ اور جوتیان پہنین جنمین مونگے جڑے تھے اور نہایت خوشنمائی کے ساتھ گُندھی ہوی چوٹی کے آس پاس بیش قیمت موتیون کا وہ ہار لپیٹا جو کنور جگت سنگھ نے عنایت کیا تھا۔

کپڑے پہنکے خوب آراستہ ہوکر بمالا تلوتما کے کمرے مین گئی - اُسکو دیکھکر تلوتما نہایت متعجب ہوئی اور ہنسکر پوچھنے لگی -

"بمالا - کیون ؟ یہ کپڑے کس لیے پہنے ہین ؟"

بمالا " تمسے کیا غرض ؟"

تلوتما " سچ سچ بتاؤ - کہان جاتی ہو ؟"

بمالا " میری پیاری - تم سے یہ کسنے کہا کہ مین کہین باہر جاتی ہون ؟"

تلوتما شرما گئی - اور اُسکی گھبراہٹ دیکھکر بمالا نے شفقت کے ساتھ مسکراکر کہا "مین دور جاتی ہون"

تلوتما کا چہرہ خوشی سے خوب کھلے ہوے کنول کے پھول کیطرح شگفتہ ہوگیا اُسنے نیچی آواز مین بمالا سے پوچھا "آخر بتاؤ تو - تم کہان جاتی ہو ؟"

بمالا "جو تمہارے دل مین ہے بس وہین"

تلوتما نے اپنی آنکھین بمالا کے چہرے مین گڑو دین -

بمالا " اچھا سنو" تلوتما کا ہاتھ پکڑ کر اُسے کھڑکی کے پاس لے گئی - اور کہنے لگی -

"مین سیلشوار جی کے شوالے مین جاتی ہون - وہان ایک کنور جی سے ملنا ہے"

کسی شدید جوش کے سبب سے تلوتما کے چہرے پر پیچ وتاب کے آثار نمایان ہوے - اُسنے کچھ جواب نہین دیا - بمالا اپنی بات یون پوری کرنے لگی - "مینے ابھی رام سوامی سے کہا تھا - تمہارے باپ کی راے مین جگت سنگھ کے ساتھ تمہاری شادی کسیطرح نہین ہوسکتی - اس امر کی درخواست کو تمہارے والد حقارت کی نگاہ سے دیکھین گے - اس واقعہ کی خبر اُنکے کان تک ضرور پہنچ جائیگی - مین اپنے طالع کی بڑی ممنون ہون اگر بے عزتی اور سزا سے بھاگ سکون"

سر جھکا کر نیچی آواز سے تلوتما نے کہا "پھر کیون جاتی ہو ؟"

بمالا " کیون ؟ مین نے کنور جی سے آج رات کو ملنے اور اپنا خاندان اور نام بتانے کا وعدہ نہین کیا ہے ؟ مین نہین کہہ سکتی کہ خالی ہم لوگون کا نام جانکر وہ کیا بنانے مین گے ؟ مگر آؤ اب ہم اپنا نام اُنھین بتا دین - اُنھین اختیار ہے کہ اس معاملے مین جو مناسب سمجھین کرین - اگر حقیقت مین کنور جی تمھین چاہتے ہین تو ــــ"

قبل اسکے کہ بمالا کی بات ختم ہو تلوتما نے آنچل سے مُنہ ڈھنک لیا اور کہنے لگی "تمہاری باتین سنکر مجھے شرم معلوم ہوتی ہے - جہان تمہارا جی چاہے جاؤ - مگر میرا حال کسی کو کہنا اور کسی اور کا حال مجھ سے کہنا"

بمالا پھر ہنسی اور کہنے لگی "تو تمسے کسنے کہا تھا کہ اس بچپنے ہی کی عمر مین عشق کے سمندر مین غوطہ لگاؤ ؟

تلوتما چلّا کے بولی ”بس اب جاؤ۔ اب تمھاری اور کوئی بات مین نہ سنونگی“

بمالا ”تو مین سُلوا لیے نہ جاؤنگی“

تلوتما ”کیا مین تمسے کہین جانے کو کہتی ہون؟ تمھارا جہان جی چاہے جاؤ“

بمالا نے ہنسکر کہا ”تو بیشک مین نہ جاؤنگی“

تلوتما نظر نیچی کرکے بولی ”جاؤ“

بمالا پھر ہنسی اور تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگی ”مین جاتی ہون۔ جبتک مین نہ پلٹ آؤن تم نہ سونا“

تلوتما کے ہونٹون پر ایک ہنسی نمودار ہوی۔ جس سے معلوم ہوا گویا وہ کہتی ہی ”بھلا مین کیونکر سو سکتی ہون؟“ بمالا اس بات کو سمجھ گئی۔ جب بمالا جانے کو ہوی اپنا ایک ہاتھ تلوتما کے کندھے پر رکھکر دوسرے سے اُسکی ٹھڈی پکڑی اور کچھ دیر تک اُسکے چہرے کو غور سے دیکھتی رہی جسپر بھولے پن کے عشق کا نور چمک رہا تھا۔ پھر محبت سے ایک بوسہ لیا۔ جب وہ جا چکی تو تلوتما نے دوڑ کے دیکھا کہ اُسکی آنکھون مین آنسو بھر آئے ہین۔

ویسے ہی اشمنی کمرے کے دروازے پر آئی اور بمالا سے کہنے لگی ”تمکو سرکار بُلاتی ہین“

یہ سنکر تلوتما آگے بڑھی اور بمالا کے کان مین کہا ”وہان جانے سے پہلے یہ کپڑے بدل ڈالو“

بمالا ”کچھ ڈر نہین“

بمالا رندھیر سنگھ کے خوابگاہ مین گئی۔ رندھیر سنگھ لیٹا ہوا تھا۔ ایک خادمہ پاؤن دبا رہی تھی۔ دوسری پنکھا جھل رہی تھی۔ بمالا نے پلنگ کے پاس جاکر پوچھا ”مہاراج صاحب۔ کیا حکم ہی؟“

رندھیر سنگھ نے سر اُٹھایا اور متعجب ہوکر پوچھا ”بمالا کیا تم کسی کام کو جاتی ہو؟“

بمالا ”جی ہان۔ مگر آپ کہیے۔ آپ کا کیا حکم ہے؟“

رندھیر سنگھ ”تلوتما کیا کرتی ہی؟ وہ پہلے بیمار تھی۔ اب تو بالکل تندرست ہی؟“

بمالا ”جی ہان اچھی ہے“

رندھیر سنگھ ”تم پنکھا لیکر تھوڑی دیر جھلو۔ اشمنی کو جانے دو تلوتما کو بُلا لائے“ جو عورت پنکھا جھل رہی تھی باہر چلی گئی۔ بمالا نے اشمنی سے اشارہ کیا کہ باہر اُسکا انتظار کرے۔ رندھیر سنگھ نے دوسری خادمہ سے کہا ”تم بھی جاؤ کچھ بستر بنا لاؤ“

جو عورت پاؤن دبا رہی تھی وہ باہر گئی۔

رندھیر سنگھ ”بمالا۔ آج تمنے یہ کپڑے کیون پہنے ہین؟“

بمالا ”مجھے کوئی ضرورت ہی“

رندھیر سنگھ ”کیا ضرورت ہی؟ مین بھی تو جانون“

بمالا :- اچھا تو سنیے۔"
یہ کہکر اُسنے رندھیر سنگھ کو ان آنکھون سے گھورنا شروع کیا جو کیوپڈ* کے میدان جنگ سوشاتھین۔"
بمالا :- اچھا سنیے۔ مین ایک بت پرست عورت ہون۔ اپنی منت پوری کرنے جاتی ہون۔" یہ کہکر فوراً جھپٹ کے باہر نکل آئی۔

گیارھوان باب

اشمنی کی پیام رسانی

جبتک یہان یہ باتین رہین اشمنی اشارے کے موافق باہر بمالا کا انتظار کیا کی۔ بمالا نے آکر اُس سے کہا :- اشمنی مجھے تمسے کچھ پوشیدہ باتین کرنی ہین۔"
خادمہ :- تمھاری پوشاک ہی سے مین سمجھی تھی کہ آج کوئی بڑا کام ہے۔"
بمالا :- ایک بڑے بھاری کام کے لیے مین بہت دور جاتی ہون۔ مگر رات کا وقت ہو اکیلی نہین جاسکتی۔ نہ صاف طور پر کسی اور شخص کو اپنے ہمراہ لیجا سکتی ہون۔ اسلیے تم میرے ہمراہ چلو۔"
اشمنی :- کہان جاؤ گی؟"
بمالا :- اشمنی۔ پہلے تو اس طرح پوچھتے باچھنے کی تمھاری عادت نہ تھی۔"
اشمنی کچھ شرما گئی۔ اور کہنے لگی :- اچھا تو تھوڑی دیر انتظار کرو۔ مین گھر کے کچھ کام کرلون تو آؤن"
بمالا :- ایک بات اور سنتی جاؤ۔ فرض کرو کہ آج تمسے کسی اگلے زمانے کے آدمی سے ملاقات ہو تو وہ تمھین پہچان سکے گا؟"
اشمنی نے متعجب ہوکر پوچھا "اسکا کیا مطلب ہے؟"
بمالا :- یہی سمجھو کہ کنور جگت سنگھ سے ملاقات ہوی؟"
اشمنی دیر تک خاموش کھڑی رہی۔ اسکے بعد ایک گھبرائی ہوی آواز سے کہا "ایسا دن دیکھنے کے وقت تک میری زندگی وفا کرے گی؟"
بمالا :- ہان وفا کریگی۔"
اشمنی :- کنور جی مجھے بیشک پہچان لین گے۔"
بمالا :- تو تمکو نہ چلنا چاہیے۔ مگر اب مین کسے ساتھ لون؟ مین اکیلی تو نہین جاسکتی۔"
اشمنی :- کتنے دن ہوے مین نے کنور جی کو نہین دیکھا!"
بمالا :- اپنا شوق جس طرح بن پڑے اسوقت رہنے دو۔ مگر اب مین کیا کرون؟"

* کیوپڈ یونانیون مین عشق کا دیوتا سمجھا جاتا تھا۔ اُسکی صورت ننگی تھی اور کمان اور ترکش لیے ہوے تھا۔

بمالا غور کرنے لگی۔ یکایک اشمنی نے منہ چھپا کر ہنسنا شروع کیا۔

بمالا "تمہارا برا ہو۔ بیوجہ اور بے سبب ہنس کیون رہی ہو؟"

اشمنی - "مجھے ایک خیال آگیا۔ میرا پیارا دگیا تمہارے ساتھ جانے تو کیسا؟"

بمالا نے خوش ہوکر کہا "ہان! خوب کہی۔ اُسی چھیلا کو مین ساتھ لیجاؤنگی"

اشمنی تعجب سے کہنے لگی "تمنے مجھپر بڑی مہربانی کی۔ امین تو دلگی سے کہتی تھی"

بمالا "دلگی کی بات نہین ہے۔ مجھے احمقون سے کچھ بدگمانی نہین ہے۔ اندھے کے آگے رات دن دونون برابر ہین۔ برہمن کوئی بات سمجھے ہی گا نہین۔ اُس سے مجھے کچھ اندیشہ نہین ہے۔ مگر وہ ساتھ جلنے پر راضی کیون ہونے لگا؟"

اشمنی نے ہنسکر کہا "اسبات پر مجھکو چھوڑ دو۔ مین اُسے لے آؤنگی۔ تم تھوڑی دیر یہانتک پر انتظار کرو"

اس گفتگو کے بعد اشمنی ایک جھونپڑے کی طرف جو قلعے ہی مین تھا قدم بڑھا کے چلی گئی۔

اس قصے کے معزز ناظرین ابھی رام سوامی کے چیلے گیاپتی بدیادگیا کو پہچان چکے ہین۔ یہ بھی ظاہر کیا جاچکا کہ بمالا نے کسی بات پر اُسکو راسک داس سوامی (نامی چھیلا) کا خطاب دیا تھا۔ اُس جھونپڑے مین یہی شخص رہتا تھا۔ یہ شخص لمبان مین نو فٹ کے قریب تھا مگر چوڑان مین بدقت ایک فٹ ہی ہوگا۔ اُسکے دن کمر سے ایڑی تک اندازاً چھ فٹ کے ہونگے اور پتلائی مین پتلی پتلی دو لکڑیون کے مشابہ تھے۔ اُسکے رنگ نے گویا جسم کی تقسیم شدہ بادشاہت پر روشنائی سے قبضہ کرلیا تھا۔ شاید بالکل لکڑی سمجھکر اگنی٭ اُسکے پاؤن پر جلا دینے کے واسطے آکر بیٹھا مگر رطوبت سے اسقدر خالی پایا کہ جلی ہوی لکڑی کی صورت مین اُنھین چھوڑ گیا۔ اُسکے بڑے قد کو دیکھکر خیال ہوتا تھا کہ علم و لیاقت دونی ہوگی۔ تمام اعضا مین سے ناک نہایت ہی بلند مقام پر واقع ہوی تھی بنسبت اس مقام کے اور تمام مقامات پر عموماً گوشت کم تھا۔ اُسکی عمدہ چندیا پالکی لیجانیوالے اوڑیسے کہارون کیطرح چارون طرف سے منڈی ہوئی تھی۔ نئے نکلے ہوے بالون کی کھونٹیان ابھی بالکل چھوٹی چھوٹی تھین اور بہت سے سوئیون کے مثل چھدی ہوی تھین۔ اسکی پیشانی پر تلک کی وضع اور کیفیت کسیقدر باشان و شوکت معلوم ہوتی تھی۔

اگیاپتی بدیادگیا کا خطاب اُسنے بے سبب نہین پایا تھا۔ اُسکا ذہن معمول سے زیادہ تیز تھا۔ لڑکپن ہین مین اُسنے سنسکرت گرامر کو چھتیسپتی٭ مین شروع کیا۔ ساڑھے سات مہینے سے زیادہ نہوی ہوگی

٭ آگ کا دیوتا۔

٭ سنسکرت تعلیم کا قاعدہ تھا کہ جو طالب علم اُستاد کی معارف پر زندگی بسر کیا کرتے اُنکو اُستاد مذہبی تقریبون مین بہت کچھ کھلایا پلایا کرتے تھے۔ اُسی تعلیم گاہ کو چھتیسپتی کہتے تھے۔

کہ اُسنے قاعدہ ۱۰‏ + " महरौय " کو متن و شرح دونون حیثیتون سے بر زبان یاد کرلیا۔ خواہ بھٹا
چارجی کی مہربانی سے خواہ اپنے درجے کی محنت و مشقت سے وہ پندرہ برس تک پڑھتا رہا اور
اسم کی بحث کو پورا کیا۔ بعدازان دوسری بحث کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے اُستاد نے اپنے
دل مین کہا " آؤ اس سے اسم کی بحث پوچھون " اور شاگرد سے پوچھا۔ " لڑکے بتاؤ اگر مادہ स्यरम
آخر مین राम کے آئے تو تم کیا کروگے ؟ " شاگرد نے اپنے خیال مین بہت سی مثالین سوچکر
جواب دیا + " रामम्म " یہ سنکر اُستاد نے کہا " لڑکے۔ اب تم اپنے وطن پلٹ جاؤ۔ تمکو مجھسے
جس قدر تعلیم پانا تھی وہ تمام ہوگئی۔ میرے پاس زیادہ علم نہین ہے کہ تمکو سکھاؤن "
شاگرد نے ایک غرور کے ساتھ جواب دیا " مجھے صرف ایک بات اور عرض کرنا ہے۔ میرا خطاب ؟ "
اُستاد بولا۔ " میرے شاگرد تمنے ایسا غیرمعمولی علم حاصل کیا ہے کہ تمکو کوئی نیا خطاب دینا چاہیے۔
لہذا تم تدیا دگّیا کا خطاب قبول کرو "
دگیا نہایت عاجزی کے ساتھ اُسکے قدمون پر جھکا۔ اور بڑی مسرت سے اپنے وطن گیا۔
بعدازان اُسنے اپنے دل مین خیال کیا " مین گرامر پر تو حاکم ہوگیا۔ اب تھوڑی فقہ بھی حاصل کرنا چاہیے۔
مین نے سُنا ہے کہ ابھی رام سوامی ایک بڑا عالم ہے۔ اُسکے سوا آفتاب کے نیچے کون ہے کہ مجھکو پڑھائے
اب مین اُسکے پاس جاؤنگا "
اسی مقصد سے اُسنے تلّے مین سکونت اختیار کی تھی۔ ابھی رام سوامی نے بہت سے شاگردون کو تعلیم
دی تھی اور وہ ایسا آدمی نہ تھا کہ کسی سے مُنہ موڑے۔ اسلیے بغیر اسکا خیال کیے کہ دگیا نے کچھ حاصل
کیا یا نہین اُسنے پڑھانے سے انکار نہین کیا۔ گیا پتی فقط گرامر دان اور فقیہ ہی نہ تھا بلکہ علم فصاحت
اور ظرافت کا بھی اُسے ذوق تھا۔ اُسکی ظرافت کی مثال مین ایک ہی جملہ " دگھی دنکا سلنے کا بہیانہ "
موجود ہے۔ اُسکی توجہ خاصکر اشمنی کی جانب رہا کرتی تھی اور اسکا ایک خاص سبب تھا۔ اُسنے خیال کیا
کہ " مجھ ایسے کا جسم بالکل بوس و کنار کے لیے ہوا ہے۔ یہ میری پیاری وردبان (برج کی گوالن) ہے
اشمنی تو میری رادھکا ہے " اشمنی بھی خوش طبعی کی شائق تھی۔ اور اسکا مدن موہن لنگور سے کے ساتھ میر

۱۰‏ سنسکرت کی ایک نامی گرامی کتاب نحو و صرف موگد بابودیا دیاکرن کا الفاظ کی تعریفون کے متعلق پہلا اصول ہے۔

+ اسکی صحیح صورت یہ ہے۔ रामः

+ کشن جی جو تمام عالم کے محافظ سمجھے جاتے ہین اُنکے دس اوتارون مین سے ایک اوتار کرشن جی کا تھا۔ سری کرشن جی ہندؤن مین
بالکل ویسے ہی جیسے یونانیون مین کیوپڈ برج اپنی متھرا کی حسین ونازنین گوالنون کے ساتھ اُنکی ہنسی دل لگی اور انکے راز و نیاز سنسکرت گیتونکے
ذریعے سے نیکنامی کے ساتھ یاد کیے گئے ہین اور انکے باہمی تعشق تمام ہندؤن کے گھرون مین لوگونکی زبانون پر ہین۔ اُنکی خاص معشوقہ ورکبھا
بھانو کی بیٹی رادھکا جی تھین۔ ہندؤنکی الٰہیات یا دیومالا کی حیثیت سے نظر ڈالی جائے تو سری کرشن جی عشق کے دیوتا خیال کیے جائینگے
اور رادھکا جی سارے حسن و جمال کی دیوی سمجھی جائینگی۔

+ مدن موہن سری کرشن جی کا ایک ہزار لقبون مین سے ایک لقب ہے۔ اسکے معنی ہین وہ شخص جسکا حسن مدن یعنی عشق کے دیوتا کو فریفتہ کرے

کام دیتا تھا۔ اسی مذاق پر ہونیکی وجہ سے بمالا بھی اکثر لنگور کو نچانے آیا کرتی تھی۔ دگتیا اپنے دلمین کہتا تھا، دیکھو! یہ میری چندراولی ہے۔ اور کیون نہو۔ آخر کس بات کا خیال کر کے مین نے، وگھی مکانے کا پیمانہ، اسکا نام رکھا ہے۔ یہ رحم کے قابل بات ہے کہ بمالا نہین جانتی کہ اسکا حسن وجمال چندر روز سے نادھو جی کی قسمت آج بڑی بھاری خوشی کی منتظر ہے۔ وہ دیکھا بانو کی بیٹی اسکے پھوس سے چھائے ہوے جھونپڑے مین آنے کی جلدی کر رہی ہے۔

بارھوان باب

اشمنی کا سراپا

اس قصے کا پڑھنے والا بیشک متحیر ہے کہ دگتیا کی معشوقہ اشمنی کا حسن کیسا تھا۔ مین جیرت دفع کر کے اسکا اطمینان کرادونگا۔ مگر مجھ ایسے حقیر شخص کی یہ بڑی گستاخی ہے کہ اس راستے مین قدم رکھون جسمین اگلے مصنفین عورتون کے حسن وجمال کو بیان کر کے گذر رہے ہین۔ لہذا مین مناجات ہی سے شروع کرونگا۔

او الفاظ کی صدر نشین دیوی! او تو جو کنول کے پھول پر رہتی ہے! او جسکا چہرہ موسم خزان کے چاند کا سا خوبصورت ہے! او جسکے پاؤن کنول کے پھولون کے گچھے پر سبقت لیجاتے ہین اور جسکا سینہ اسکی عبادت کرنے والون پر مہربانی کا دودھ گراتا ہے! مجھکو اپنے سوسن کر ایسے قدمون کی پناہ مرحمت کر کیونکہ مین اشمنی کا حسن بیان کیا چاہتا ہون۔ اور جو خوبصورت دوشیزہ لڑکیون کا غرور توڑتی ہے! او تو جو بکثرت عمدہ بندش کر کے نازک مرکب الفاظ پیدا کرتی ہے! اپنے قدمون کے ایک زمین صرف ایک ہی مرتبہ مجھے پناہ مرحمت کر۔ کیونکہ مین ایک حسن بیان کرنے کو ہون۔ او تو جو وہ دودھ اور شہد دیتی ہے جسکی طالب علمون کو آرزو ہے! او تو جو جاہل پر بہت کم مہربان ہوتی ہے! او تو جو ذلیل کی بچانیوالی ہے! او تو جو اس خطرناک معجزے کا کوئی تھس اسکری بندی (گھسیٹ لکھنے کی رغبت) کی مان ہے۔ او تو جو بڑتلا مین علم کا چراغ روشن کرتی ہے! ایک دفعہ مجھپر ایسی مہربانی کر کہ مجھ مین جو ظلمت ہے وہ روشن ہو جاے۔ ماتا! مین جانتا ہون کہ تیری مہربانیان دو قسم کی ہین مین التجا کرتا ہون کہ میرے کمزور شانون پر اس طرح سوار ہونیکا بوجھ نہ ڈال جس طرح

+ سری کرشن جی کی سولہ ہزار معشوقہ عورتون مین سے ایک یہ بھی ہے۔ اور رادھکا جی کی ایک خاص رقیب ہے۔
+ سری کرشن جی کا ایک یہ بھی نام ہے۔
+ علم کی دیوی سرسوتی کی خدمت مین یہ ایک تمثیلی مناجات ہے۔
+ بڑتلا سے کلکتے کی گرب اسٹریٹ سے مراد ہے۔

تو نے کالیداس پر مہربانی کی تھی جسطرح رگھوونسا اور کمار سمبوا یا میگھا دوتا اور سکنتلا کے مضمون پر تو نے الہام کیا تھا۔ جس الہام سے کہ والمیکی نے اپنی رامائن بھیا بھبوتی نے اپنی مالائی تادھوا اور بھرابی نے اپنی کراترجونی ام کو مرتب کیا تھا۔ بلکہ میرے سر پر اُس قسم کی رحمت نازل کر جسنے مالی ساوجا تصنیف کرتے وقت سری ہرشا کے دل مین الہام کیا تھا جسنے بھارت چند رکو اپنی ودیا سے تمام بنگالے کے فریفتہ کر لینے کے قابل بنایا تھا جسنے دشرت رائے کے پیدا ہونے پر تبسم کیا تھا جو اب تک بڑتلا کے متولیون کے سینے روشن رکھتی ہے۔ اسلیے کہ اشمنی کا حسن بیان کیا چاہتا ہون۔ اشمنی کی لٹکتی ہوئی چوٹی سانپ کی اسی تھی۔ اس بات کو دیکھکر سانپ کا غرور ٹوٹ گیا۔ اُسنے کہا، جب اشمنی کی چوٹی نے مجھے بے آبرو کردیا تو روے زمین پر اپنا بدنصیب منہ دکھانے سے مجھے کیا فائدہ ؟ مین اپنی شرم کو زمین کے نیچے چھپاؤنگا۔" یہ کہکے بل مین گھس گیا اس پر خطر ماجرے کو برہمانے دیکھا۔ کیونکہ سانپ جو آدمیون کے کاٹنے کے واسطے پیدا کیا گیا تھا زمین مین غائب ہوگیا۔ یہ سوچکر برہمانے دُم پکڑکر اُسکو کھینچ لیا۔ سانپ نے یہ بات دیکھکر کہ زبردستی پھر اُسے اپنا منہ دکھانا پڑا غم کے مارے زمین پر سر ٹپکنا شروع کیا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسکا سر چپٹا پڑگیا۔ آجکل جو سانپون کے پھن ہوتا ہے یہ اُسی وقت سے ہے۔ بدر کامل نے اپنی گھٹتی ہوئی صورت اشمنی کے چہرے کے سامنے سے چھپالی۔ مارے شرم کے اپنے تئین طلوع ہونے کے قابل نہ پاکر وہ دیوتا تو فریاد رسی کے واسطے برہما کے پاس گیا۔ برہمانے کہا، کچھ خوف نہین جاؤ طلوع کرو۔ اب سے عورت کا چہرہ چھپا رہا کریگا، جب سے اُسکا چہرہ گھونگٹ مین رہنے لگا۔ دونون پیاری آنکھین کھنڈریچ چڑیا کی سی تھین۔ اس خوف سے کہ مبادا چڑیا پر پھیلاکر اُڑجاے خدا نے مصلحتاً پلک کی کھڑکی کے ایسے دو پلکون کے محافظ پیدا کیے کہ روکتے رہین۔ اُسکی ناک نے گرُڑ سے ہمسری کی۔ اس بات کے دیکھتے ہی گرُڑ اُڑکر سیدھا ایک درخت پر گیا۔ اُسی زمانے سے طیور صرف درختون ہی پر رہا کرتے ہین۔ ایک اور باعث سے انار کا درخت بنگالہ چھوڑکر پیشمنہ بھاگ گیا ہاتھی نے بھی اُسکا ساتھ دیا اور اپنی سونڈ لیے ہوے ملک برہما کو بھاگ گیا۔ فقط دھولاگیسم پہاڑ ہی باقی رہا تھا اُسنے خیال کیا، میری بلندی کیا ہوگی ؟ بہت ہوگی تو پانچ میل ہوگی۔ مگر یہ تو چھ میل اونچے ہین۔ اس بات پر نہایت ہی تردد کرنے سے اسمین حرارت پیدا ہوئی اسی سبب سے اپنے اوپر برف کا ڈھیر لگانے لگا۔ جب ہی سے اُسکے سر پر برف جمی رہتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ

---

* بھارت چند ایک بنگالی مصنف ہے جسنے اپنی ایک تصنیف سے ودیا سندرا کا خطاب حاصل کیا۔
+ یہ ایک تھوڑی لیاقت کا بنگالی گیت بنانے والا شخص ہے۔
+ برہما ہندوؤن کے اعتقاد مین خلاق عالم کو کہتے ہین۔
+ ہندوؤن کی دیومالا مین یہ چڑیا چڑیون بادشاہ بتائی گئی ہے۔

تقدیر کی دشمنی کے باعث اشمنی بیوہ تھی۔

دگیا کے جھونپڑے پر پہنچکر اُسنے دروازہ بند پایا۔ اندر ایک چراغ روشن تھا۔

اُسنے پکارا "مہراج! او مہراج!"

کسی نے جواب نہ دیا۔

"دگشائین جی! او گشائین جی!"

اب بھی کچھ جواب نہ ملا۔

"ارے مکار آدمی کیا کر رہے ہو؟ یہ سب چھوڑ دو۔! او مہاراج راسک داش!"

اب بھی جواب ندارد۔

دروازے کی درار سے اشمنی نے جھانکا۔ دیکھا کہ برہمن بھات کھانے مین مشغول ہے۔ اور اسی سبب سے اُسنے جواب نہین دیا۔ کیونکہ برہمنون کا قاعدہ ہے کہ کھاتے مین اگر بول دین تو پھر نہین کھا سکتے۔ اشمنی اپنے دل مین کہنے لگی "یہ بڑی پرہیزگاری کا دعویٰ کرتا ہے! مین امتحان کرونگی دیکھون بات کرکے کھاتا ہے یا نہین"

"ارے چھیلاؤن کے غلام!"

جواب ندارد۔

"او چھیلاؤن کے شاہزادے!"

جواب۔ "ہون!"

اشمنی نے دل مین کہا، جسوقت مُنہ مین چاول بھرے ہونگے اُسوقت جواب دیا ہے۔ اس بولنے کی سند نہین ہے۔

"ارے او چھیلا!"

جواب "ہون!"

اشمنی۔ "بھلے مانس پہلے بات کرلو پھر کھانا"

جواب۔ "ہو۔ او۔ اون!"

اشمنی۔ "یہان تک نوبت پہنچگئی؟ تم برہمن ہوکے اور یہ باتین کرو! مین سیدھی جاکے

گوگشائین بنگالے مین ویشنا و لوگون کے گرو کو کہتے ہین۔ ویشناو لوگ چیتنیوا کے پیرو ہوتے ہین جو بنگالیون مین ایک بڑا مذہبی مجتہد ہوگیا ہے۔ چیتنیوا اُسی زمانے مین تھا جس زمانے مین یورپ مین لوتھر تھا۔

† ہندوون کی چھوٹی ذات والون مین برہمنون کی ایسی ہی عزت ہے جیسی دیوتاؤن کی ہونا چاہیے۔ اور اسی لیے اُنکو لوگ مہاراج کہتے ہین۔

‡ راسک اُس شخص کو کہتے ہین جو عورتون سے ہنسی مذاق کرنے مین بڑا کامل ہو۔ اس لفظ کو مصنف نے اور مقامات پر بھی استعمال کیا ہے اور اس سے چھیلا مراد لی ہے۔

سوامی جی کو خبر کرتی ہون - مگر مین یہ تم کیسے لائے ہو ؟"

برہمن نے ایک خوف کے ساتھ چارون طرف دیکھا - مگر جب کسی کو نپایا پھر کھانے لگا -

اشمنی "یہ کیا ؟ پھر کیون کھاتے ہو اتم بات کر کے کھانا کھاتے ہو ؟"

دگیتا - "کیون ؟ مین نے کب بات کی ؟"

اشمنی نے قہقہہ لگایا -

دگیتا "سچ - سچ - سچ - نہین - تو پھر اب مین نہ کھاؤنگا "

اشمنی "بیشک نہین - تو اب اُٹھکر دروازہ کھول دو "

اشمنی نے درار سے دیکھا کہ برہمن رسوئی سے اب بالکل اُٹھنے ہی کو ہے -
بولی "نہین - نہین - جتنات رکھیا ہے اُسے ضرور پورا کرو "

دگیتا "نہین - یہ ہو ہی نہین سکتا - مین تو بات کر چکا ہون "

اشمنی "یہ کیا ؟ تمھین میری جان کی قسم - ضرور کھالو "

دگیتا "اے بھگوان ! بات کر کے مین کیسے کھاؤن ؟"

اشمنی "تو مین جاتی ہون - مجھے تم سے بہت سی راز کی باتین کہنا تھین - تم اُنکو نہ سنو گے - مین جاتی ہون "

دگیتا "نہین - نہین - اشمنی ! اتنی خفا نہو مین کھالونگا "

برہمن نے پھر کھانا شروع کیا - ابھی اُسنے دو ہی تین نوالے کھائے ہونگے کہ اشمنی کہنے لگی -
"ہان تمنے کھالیا - لے اب اُٹھکر دروازہ کھول دو "

دگیتا "بس یہی نوالہ مجھے اور کھا لینے دو "

اشمنی "تمھارا پیٹ تو کبھی کہے ہی گا نہین کہ مین بھر گیا ، اُٹھو - نہین تو مین یہ راز فاش کر دونگی کہ تمنے بات کر کے کھایا ہے "

دگیتا - "ایسا نکرنا - تم ٹھہری رہو - دیکھو مین اُٹھتا ہون "

برہمن گنڈُشا + مُڑک کر اُٹھا اور دروازہ کھول دیا -

تیرھوان باب

اشمنی کے غمزے

دروازہ کھُلنے کے بعد جیسے ہی اشمنی گھر مین داخل ہوئی دگیتا نے خیال کیا چونکہ میری پیاری معشوقہ آئی ہے -

+ کھانا کھانیکے پہلے اور بعد برہمن لوگ دہنے ہاتھ کی ہتھیلی مین تھوڑا سا پانی لیکر شُرک لیتے ہین اور جبکہ سنسکرت کے الفاظ پڑھتے جاتے ہین اسکو گنڈُشا کہتے ہین

لہذا مجھپر فرض ہی کہ ٹھیک عاشقانہ وضع سی خیر مقدم کہون - اسیکے مطابق اپنا ہاتھ اُٹھا کر آواز بلند کہا -

" ओं श्यामाहि वरद देव "

تجھپر ہو سلام او مبارک دیوی

اشمنی کہنے لگی " کسی شعر کا یہ بہت اچھا مصرع ہی - تمنے کہان سے پایا ؟ "

دگیتا " مین نے آج تمہارے لیے موزون کیا ہے "

اشمنی " تم چھباؤن کے شاہزادے کیے جاتے ہو "

دگیتا -

" रामका कोपिको बासा "

" ع - پہنتے ہین چھبیلا تو ریشم کے کپڑے

میری دلربا - ذرا تم بیٹھو جبتک مین اپنے ہاتھ دھولون "

اشمنی نے اپنے دل مین کہا " کمبخت بدنصیب ! تم ہاتھ دھوؤگے ؟ تمہین جھوٹا بھات نہ کھلایا ہو تو مجھپر لعنت "

اُسکے بعد بآواز بلند کہا - " یہ کیا ؟ تم ہاتھ دھونے کیون جاتے ہو ؟ کھاؤ بھی مرد آدمی "

دگیتا " یہ تم کہتی کیا ہو ؟ مین چوکے سے نہین اُٹھ چکا ہون ؟ کیا پھر کھانے لگونگا ؟ "

اشمنی " اور کیون نہ کھاؤگے ؟ ابھی بھات بچا نہین رکھا ہی ؟ لے جلدی کھاؤ "

دگیتا " بھلا مین کیسے کھا سکتا ہون ؟ تمکو تو جلدی ہی ایسی پڑ گئی " اور اسکے ساتھ ہی بھات کو للچاتی ہوی نگاہ سے دیکھا -

اشمنی " تو ضرور تمہین پھر کھانا ہوگا "

دگیتا " او بھگوان ! ارے مین گن شا مُنرک چکا ہون - مین چوکے سے اُٹھ چکا ہون - اور پھر کھانے لگونگا ؟ "

اشمنی " ہان - تم ضرور کھاؤگے - مین تمہین کھاتے دیکھونگی " یہ کہکر اشمنی نے برہمن کے ہاتھ پکڑے - اور زور کرکے رکابی کے پاس کھینچ لے گئی - اور بٹھا دیا -

دگیتا " ہائے غضب ! ہائے غضب ! یہ تمنے کیا کیا - ! یہ تمنے کیا کیا ! بِن منہ دھوئے مجھکو تمنے چھو نہین لیا ؟

اشمنی " اسمین کیا مضائقہ ہی ؟ عشق مین کس بات کی اجازت نہین ہی ؟ "

برہمن خاموش رہگیا -

اشمنی " لے کھاؤ "

دگیتا " گن شا مُنرک چکا - چوکے سے اُٹھ چکا - اسیطرح یہ ہوا کہ تم مجھے چھو چکی ہو - اور مین پھر کھانے لگون ؟ "

۱؎ یہ گیاتری کی طرف خطاب کرکے ایک بھجن ہی - اور گیاتری خود بھی سورج یعنی آفتاب کی مدح سرائی مین ایک بھجن ہی - مگر اب اسکو دیوی فرض کر لیا ہی

۲؎ چوکے سے اُٹھنے کے بعد پھر کھانا کھانے کی شاستر مین ممانعت ہی -

اشمنی "تم ضرور کھاؤ گے۔ یہ نہین جب تھوڑا رکابی سے مین کھاؤنگی تب تمھین کھانا ہوگا"
یہ کہکر اشمنی نے خوب ہاتھ بھر کے رکابی سے چاول نکالے اور جتنے منہ مین آسکے کھاگئی۔
برہمن ایک سکتے کے عالم مین رہگیا۔
منہ بھر چکنے کے بعد جو چاول ہاتھ مین رہگئے تھے انکو اشمنی نے پھر رکابی مین ڈال دیا اور کہنے لگی
"آؤ کھاؤ"
برہمن کے منہ سے کچھ بات نہ نکلی۔
اشمنی " سنے ادھر جھکو۔ سنو" اشمنی لے گیا تہی کے کان مین کچھ کہا۔
برہمن نے بڑی اونچی ایک جست بھری۔
دگیتا زور سے چلایا "واہ اب تو مین ضرور کھاؤنگا" اور مسوٹا بھات بالکل چیل کی طرح نگلنا
شروع کیا۔ ایک چشم زدن مین رکابی صاف ہوگئی۔ فراغت کر کے کہا "میری دلربا۔ اب ؟"
اشمنی " ایسے گھبرا گئے۔ ابے منہ دھوئے ؟"
دگیتا "ہان۔ ہان۔ مین منہ دھونے جاتا ہون۔ یہ کہا اور جھک کر ایسی جلدی جلدی منہ دھونے
لگا گویا کچھ سوجھتا ہی نہین ہے۔ کچھ منہ تو دھلا اور کچھ بھیگا تک نہین۔ ایک تولہ بھر چاول
دانتون کی ریخون مین رہ گئے۔ اور بولا "کہان ہے؟ میری دلربا۔ تمھارے لب شیرین کا
آب حیات کہان ہے ؟"
اشمنی " تمھارا ترا ہوا ہے پہلے منہ تو پونچھ لو"
اپنے انگوچھے کے کونے سے برہمن نے جھٹ ہاتھ منہ پونچھا۔
"میری دلربا۔ اب ؟"
اشمنی "ادھر آؤ"
دگیتا اشمنی کے پاس جاکے بیٹھ گیا۔
اشمنی " اپنا منہ میرے منہ کے پاس لاؤ"
دگیتا اشمنی کے منہ کے پاس اپنا منہ لے گیا۔
اشمنی " منہ کھولو"
دگیتا تو بالکل بے عذر اطاعت کرتا تھا۔ دونون ہونٹ ایک فٹ بھر جدا کر دیے۔ اشمنی نے اپنے
رومال مین سے پان کا ایک بیڑا نکال کر کھایا اور چبانا شروع کیا۔
دگیتا منہ پھیلائے بیٹھا رہا۔ جب اشمنی کا منہ پیک سے بالکل بھر گیا سب پیک اُسنے دگیتا کے
منہ مین تھوک دی۔ برہمن بڑی سخت دقتون مین پڑگیا معشوقہ نے ایک مرتبہ پیک عنایت فرمائی تھی

اس سبب سے اُگل دینے کو تو اُسکا دل نہین مانتا تھا۔ مبادا لوگ بودا کہنے لگین۔ نہ اُسکو نگل سکتا تھا کھانا کھانے کے بعد اتنی ایک پیک اکبارگی وہ کیونکر نگلے۔ غرض پیک اُسکے منہ مین ہی جسطرح نیلکنٹھ کے گلے مین زہر رہتا ہے۔ یہان پر موقع پاکر اشمنی نے خلال لیکے دگیا کی ناک مین کر دی۔ اس سے چھینک آئی۔ ساتھ ہی ساری آب حیات کی ایسی پیک مین اُسکا دُبلا چہرہ ڈوب گیا۔ اسلیے کہ اُسکے منہ سے بڑے زور سے جوش مار کر یہ نکلی تھی۔ اس تردد سے نجات پاکر برہمن نے اپنا منہ اور بدن دھونا شروع کیا۔ منہ دھوتا جاتا تھا اور کسی کا یہ عمدہ شعر پڑھتا جاتا تھا:—

" दक्षिणे पश्चिमे वापि न कुर्य्याद् दन्तधावनं "

کبھی اوتر طرف منہ کر کے دانت اپنے تم مانجو
کبھی پچھم طرف منہ کر کے بھی ایسا نہ تم کرنا

چودھوان باب

دگیا کو بھگا لیجانا

اُدھر اشمنی کو دیر ہونے سے بلا کی بے صبری بڑھتی گئی۔ زیادہ دیر تک انتظار کرنا خلاف مصلحت خیال کر کے خود دگیا ہی کو تلاش کرنے چلی۔ اسکو جھونپڑے مین داخل ہوتے دیکھکر اشمنی چلائی "خوب آئی! خوب آئی! چندراولی خوب آئی!"

دگیا "واہ کیا اچھا دن ہے! مین آج صبح کو اپنے بچھونے سے کس مبارک ساعت مین اٹھا تھا! فقط ایک ہی کافی تھی۔ اور دیکھو یہان دو دو آگئین۔ شاستر مین بھی ایسا ہی ہے:—

" एकश्चन्द्रस्तमो हन्ति न च तारासहस्रशोऽपि "

دفع کر دیتا ہے اک چاند اکیلا ظلمت
اور اگر سدہزار ہون تو کیا ہوتا ہے

اشمنی "اور تمنے سُنا بھی؟ ہمارے چمیلا نے اپنی ذات کھو دی"

چمیلا "یہ کیسے؟"

اشمنی "تمنے میرے جھوٹے چاول نہین کھالئے ہے؟"

دگیا "سچ پوچھو تو اسمین نقصان ہی کیا ہے؟ میرا کھانا کچھ جھوٹ نہین ہوا تھا۔ تم تو میری اچھی ماں

ہو نہایت ہی مشہور سمندر کے متھے جانے کے وقت چاند۔ آبحیات نکلنے کے ساتھ زہر بھی نکلا شیوجی نے زہر لیکر نیلکنٹھ کے منہ مین ڈالدیا کہ تمام مخلوق اُسکی مضرت سے محفوظ رہے مگر نیلکنٹھ نگل نہ سکا۔ اور زہر اُسکی حلق ہی مین رہا۔ اسی سبب سے اُسکا گلا نیلا ہو گیا۔

" एकश्चन्द्रस्तमो हन्ति न च तारासहस्रशोऽपि " دفع کر دیتا ہے اک چاند اکیلا ظلمت شام اور تارے جو ہزارون ہون تو کیا ہوتا ہے؟ اگلے ملک کے مشہور بادشاہ چندرگپت کے وزیر چانکیا کا یہ مشہور مقولہ ہے۔ دگیا نے ظرافت سے اسکو بدل کر پڑھا۔ اس عقلمند شخص کے مقولے ضرب المثل ہو گئے ہیں۔

بھاگیتی ہو۔ اور حال کھولو"

بمالا نے یہان پر اشمنی کے کان مین گھس پھسا کر کہا، کیا یہ نہ جانے گا؟"

اشمنی "ابھی تک تو مین نے اس سے اسکا تذکرہ ہی نہین کیا"

بمالا "تو اب مین ہی چھیڑ دونگی"

بمالا نے اسکے بعد دگیا کی طرف خطاب کرکے کہا، ارے او چھیلا! مجھکو تمسے ایک بڑی ضروری بات کہنا ہو"

دگیا "وہ کیا بات ہی؟"

بمالا "تم ہمین پیار کرتے ہو؟"

دگیا "یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے!"

بمالا "ہم دونون کو؟"

دگیا "دونون۔ دونون"

بمالا "جو مین کہونگی کروگے؟"

دگیا "بھلا اسمین شک کیا ہے؟"

بمالا "ابھی؟"

دگیا "ہان ابھی"

بمالا "اسیوقت؟"

دگیا "ابھی اسیوقت۔"

بمالا "تم جانتے ہو ہم دونون تمھارے پاس کیون آئے ہین؟"

دگیا "نہین مین نہین جانتا"

اشمنی "ہم تمھارے ساتھ بھاگ چلین گے"

برہمن ایک سکتے کے عالم مین رہگیا۔ اور تھوڑی دیر تک حیرت سے دیکھا کیا۔ بمالا نے بڑی مشکل سے ہنسی ضبط کی۔

بمالا "کیون چپ کیون ہو؟"

دگیا "نیا۔ نیا۔ نیا۔ ٹا۔ ٹا۔ ٹا۔ ٹا" (ایسا لفظ جسکے کچھ معنی نہین)

بمالا "تو تم نہ چلوگے؟"

دگیا "نیا۔ نیا۔ نیا۔ ٹا۔ ٹا۔ پہلے مجھے سوامی جی مہراج سے پوچھ آنے دو"

بمالا "اُنسے کیا پوچھوگے؟ یہ کیا کوئی تمھاری آتما کی کرپا کرم کا معاملہ ہی کہ مہاراج سے دریافت کرنے

نو بھاگیتی مہادیو جی کی بی بی کا نام ہی۔ مہادیو جی تمام قوت و عظمت کے دیوتا مانے جاتے ہین۔

دوڑے جاؤ ؟"

دگیا: "نہین تو مجھے پوچھنے جانیکی کچھ ضرورت نہین - مگر یہ تو بتاؤ کہ تم کس دن جاؤ گی ؟"

بملا: "کس دن! ابھی اسیوقت اور کب ؟ تم دیکھتے نہین ہو مین زیور ویور سب پہنکے آئی ہون ؟"

دگیا: "ابھی اسیوقت ؟"

بملا: "اور کیون نجائین ؟ تمکو انکار ہو تو کہدو ہم کسی اور کو تلاش کرنے جائین - مگر اتنا جان لو ہمارے دل تمھارے ہی پاس رہجاینگے -

گجاپتی سے زیادہ نہ رہا گیا کہنے لگا "بہت اچھا مین تیار ہون"

بملا: "تو اپنا انگوچھا لو"

دگیا نے نمابلی اوڑھا - بملا باہر نکلنے کو تھی اور برہمن بھی اُسکے ساتھ جانیکو تھا کہ برہمن نے کہا "رہیسری دلربا ؟"

بملا: "کیا کہتے ہو ؟"

دگیا: "کب تک ہم لوگ پلٹ آئینگے ؟"

بملا: "پلٹ آئینگے ؟ مین کیا کسی اچھی نیت سے جاتی ہون ؟ ہم تینون آدمی میان بی بی کی طرح کسی اور ملک مین رہینگے"

دگیا کو بڑی ہنسی آئی اور کہنے لگا "لیکن کیا یہ سب مال اسباب مین یہین چھوڑ جاؤنگا ؟"

بملا: "اسے تو تم ساتھ نہین لیجا سکتے"

دگیا: "پھول کے برتن آخر کچھ دام ہی دیکر لینا پڑینگے ؟"

بملا: "اسکا کچھ ڈر نہین - مین تمھین یہ سب مول لے دونگی"

برہمن پہلے غمگین تھا - مگر جب عورت کی محبت کا اقرار کر چکا تھا تو اُسکے جاتے رہنے کے خوف کے سبب سے نہ راضی ہوتا تو کیا کرتا ؟ آخر بہت سوچ سمجھکر کہنے لگا "اور کنگی پوتھی ؟"

بملا نے دلمین خیال کیا "برہمن کے پاس ایسی ایسی منون باتین ہین" کہنے لگی "جلدی چلو"

تدیا دگیا کے پاس علوم کی دو کتابین تھین - ایک سنسکرت کی نحو و صرف کی کتاب اور سندو شرع کے متعلق ایک رسالہ نحو و صرف کی کتاب لی اور کہا "اس کتاب سے ایسا کیا کام نکلیگا ؟ اسے تو مین اپنی اُنگلیون کی نوک پر لیجا سکتا ہون" تب دوسری کتاب لیکر اپنی کنگی مین رکھی اور درگا سری ہری

---

* نمابلی ایک قسم کی چادر ہوتی ہے جسکو اکثر بنگالی ہندو اوڑھتے ہین - اسمین ہری (کشن جی) کا نام ہر مقام پر ہوتا ہے -

+ کنگی کھجور کے پتون سے بنا ہوا ایک تھیلا سا ہوتا ہے - اسمین پوتھی وغیرہ رہا کرتی ہے -

+ عین سفر کے وقت برکت کے لیے ہندو لوگ یہ الفاظ کہا کرتے ہین - درگا سری ہری - درگا سے مراد طاقت کا دیوتا ہے - سری کشن جی کی بی بی کا نام ہے - اور ہری خود کشن جی کو کہتے ہین ++

کہکر بمالا اور اشمنی کے ساتھ باہر نکلا۔

اشمنی "تم بڑھو مین تھوڑی دیر مین تمسے آکر ملجاؤنگی"

یہ کہکر اشمنی گھر مین گھس گئی۔ بمالا اور گیاپتی روانہ ہوے۔ اندھیری مین کچھ نظر نہ آیا اور قلعے کے پھاٹک سے نکل گئے۔ تھوڑی دور آگے جاکر دگّیا نے کہا "یہ کیا؟ اشمنی نہین آئی؟"

بمالا "شاید وہ گھر سے باہر نہین آسکی۔ مگر فقط مجھی کو اپنے ساتھ رکھنے مین کیا تم نہین راضی ہو؟"

چھیلاؤن کا شاہزادہ خاموش تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک آہ کھینچکر کہا "ہای پھول کے برتن"۔

پندرھوان باب

دگّیا کی بہادری

بمالا نے جلد جلد قدم بڑھاکر موضع گڑھ مندران کو پیچھے چھوڑ دیا۔ رات نہایت ہی اندھیری تھی وہ ستارون کی روشنی مین ہوشیاری کے ساتھ چلی جاتی تھی۔ میدان مین پہنچکر پہلے اُسے خوف معلوم ہوا۔ اُسکا ساتھی ایسے سکوت سے جاتا تھا کہ ایک حرف بھی مُنہ سے نہین نکالتا تھا۔ ایسے وقت مین انسان کی آواز نہایت ہی دلپذیر اور خوش آیند ہوا کرتی ہے۔ اس سبب سے بمالا نے گیاپتی سے پوچھا "چھیلا کس سوچ مین ہو؟"

چھیلا "مین پھول کے برتنون کے خیال مین تھا" بمالا نے کچھ جواب تو نہین دیا مگر منہ بند کرکے بہت ہنسی۔ تھوڑی دیر بعد بمالا نے پھر زبان کھولی۔ پوچھا "دگّیا تم بھتنون سے ڈرتے ہو؟"

دگّیا چلا اُٹھا۔ "رام رام ارام اارے رام کا نام لو"

آگے بڑھکر بمالا سے اتنا قریب ہوگیا کہ فقط ایک گز بھر کا فاصلہ رہگیا۔

بمالا اپنے فقرے کے چلجانے پر مطمئن ہوکر بولی "اس راستے مین تو بھتنونکا بہت ڈر ہے" دگّیا اور آگے بڑھا اور بمالا کے دوپٹے کا آنچل پکڑ لیا۔

بمالا اپنی بات یون پوری کرنے لگی "اُس روز سیلشوارہ جی کا پوجا کرکے ہم پلٹے آتے تھے۔ کیا دیکھتی ہین کہ سڑک کے کنارے برگد کے نیچے ایک بھیانک صورت کھڑی ہے" دگّیا نے کیسی دانت کھینچی بمالا کو معلوم ہوگیا کہ برہمن بید کیطرح کانپ رہا ہے۔ اور سمجھی کہ اگر کچھ اور بیان کرونگی تو یہ بالکل ہلنے کے قابل نہ رہیگا اس خیال سے اُسنے یہ باتین چھوڑ دین۔ اور کہنے لگی "چھیلا تمھین گانا بھی آتا ہے؟"

دگّیا "ہان آتا ہے" "کیونکہ بھلا ایسے موقع پر کہین وہ چھیلا ہوسکتا ہے جسکے دلمین خوش آوازی کے نغمے علم کی کتاب کی طرح بند ہون؟"

ہ سورج بنسی خاندان کے بڑے بہادر راجہ رام چندر جی کا نام لینی سو ہندوون کے اعتقاد مین بھتنے ڈر کے بھاگ جاتے ہین

بمالا "تو مہربانی کرکے کوئی گیت گاؤ"

دگیا نے یہ گیت شروع کیا:-

"مری وہ گھڑی تھی کیون تمسے پیارے — نظر آئی جب شیام کی مجھکو صورت
کھڑے تھے وہ شاخون کے نیچے قدم کے — اُنھین دیکھا اور غیر تھی میری حالت"

یہ غیر معمولی آواز سُنکر ایک بیل جو سڑک کے کنارے پڑا جگالی کر رہا تھا اپنی جان بچا کے بھاگا - دگیا پھر گانے لگا:-

"لگا ذات مین داغ الفت مین تیری — پسند آگئی شیام ہی کی رفاقت
وہ کلغی لگائے وہ ہاتھون مین مُرلی — گئی گوری گیتان مین ہوتی ہون رخصت
وہ کہتے ہین ہنسکر وہ کہتے ہین ہنسکر — مری پیاری گوالن سراپا نزاکت
اہا ہا ہا اے نازنین تیری ہستی — گرا دونگا سر سے زر روئے محبت"

دگیا تھوڑی ہی دیر تک گایا تھا کہ یک بیک اُسکے کان کسی طرف فریفتہ ہوکر متوجہ ہوئے جس طرح کوئی بری خوش آوازی سے نغمہ سرائی کرے ویسی ہی خوش نوا جادو بھری نغمون کی آواز اچانک اُسکے کانون مین پہنچی - خود بمالا نے اونچی تانین لگا لگا کر گانا شروع کیا تھا -

دلگیر اور سحر آفرین نغمہ سرائی کے ساتون سُرات کے آسمان کی وسعت مین پھیل گئے - تانین موسم گرما کی ٹھنڈی ہوا پر سوار ہوکر دور تک جانے لگین -

دگیا نے اپنی آواز کم کرکے سننا شروع کیا - جب بمالا تمام کر چکی اُسنے کہا "اور"

بمالا "اور کیا ؟"

دگیا "مہربانی کرکے کوئی اور گیت گاؤ"

بمالا "کوئی بنگالی چیز گاؤن ؟-"

دگیا "ہان کوئی بنگالی چیز گاؤ"

"اچھا گاتی ہون" یہ کہکر بمالا نے پھر گانا شروع کیا -

گا ہی رہی تھی کہ اُسے اپنے دوپٹے کے کونے کا زور سے کھینچنا محسوس ہوا - پلٹ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ گیاپتی بالکل اُسکی ایڑیون کے پاس آگیا ہے - اور اُسکے دوپٹے کا آنچل زور سے پکڑے ہوئے ہے گویا اسمین اُسکی جان بچتی ہے -

بمالا نے متعجب ہوکر پوچھا "کیون ؟ کیا ہوا ؟ کیا بھتنا پھر نکل آیا ؟"

برہمن جواب تو نہ دے سکا مگر اُنگلی کے اشارے سے بتایا "وہ !"

---

† یہ بھی سری کرشن کا ایک نام ہے -

بمالا نے چپ ہوکر اُدھر دیکھا۔ سخت اور زور سے سانس لینے کی آواز کان مین آئی۔ اور سڑک کے پاس کوئی چیز نظر آئی۔ جراُت کرکے وہ اُسکے نزدیک گئی۔ دیکھا کہ ایک خوبصورت اور آراستہ گھوڑا زمین پر پڑا دم توڑ رہا ہے۔ بمالا نے پھر اپنی راہ لی۔ مگر اس آراستہ گھوڑے کو دیکھکر اُسکے دل مین ایک فکر پیدا ہوگئی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ خاموش چلی گئی۔ ایک میل بھر جانے کے بعد گیاپتی نے پھر اُسکا آنچل کھینچا۔

بمالا "کیا ہے؟"

گیاپتی نے اُسے کوئی چیز دکھائی۔

"یہ تو کسی سپاہی کی پگڑی ہے" یہ کہا اور پھر فکر مین ڈوب گئی۔

اپنے دل مین کہنے لگی "کیا یہ پگڑی اُسی شخص کی ہے جسکا وہ گھوڑا تھا؟ نہین ایسا نہین ہے پگڑی تو کسی پیادے کی ہے" اب چاند نکل آیا۔ بمالا اب تک خیالات مین کھوئی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد گیاپتی نے ہمت باندھکر پوچھا "میری دلربا۔ تم باتین کیون نہین کرتی ہو؟"

بمالا "تمھین سڑک پر کچھ نشان معلوم ہوتے ہین؟"

گیاپتی نے سڑک پر غور سے دیکھا۔

دگیا "ہان بہت سے گھوڑون کے سمون کے نشان معلوم ہوتے ہین"

بمالا "یہ تو تمنے ایسی بات کہی کہ جیسے کوئی ہوش وحواس مین نہو۔ ان نشانون سے کوئی بات تمھاری سمجھ مین آتی ہے؟"

دگیا "نہین"

بمالا "وہان ایک مرا ہوا گھوڑا۔ اُسجگہ کسی سپاہی کی پگڑی یہان گھوڑون کے سمون کے نقش۔ ان سب باتون سے کوئی چیز تمھاری سمجھ مین نہین آتی؟ مین بھی کس سے باتین کرتی ہون!"

دگیا "آخر بتاؤ۔ اسکا کیا سبب ہے؟"

بمالا "ابھی راہ سے بہت سپاہی گزرے ہین؟"

دگیا خوفناک ہوکر کہنے لگا "تو آؤ ہم آہستہ آہستہ چلین تاکہ ہمین اتنی دیر لگے کہ وہ زیادہ آگے نکلجائین" بمالا ہنسکر بولی "بیوقوف! یہ کیا کہتے ہو کہ وہ ہمسے آگے نکلجائین؟ نہین دیکھتے ہو ہم کس رُخ پر پڑے ہین؟ یہ سپاہی گڑھ مندران کیطرف گئے ہین" بمالا غمگین تھی۔

ویسے ہی شیلشوارہ کے شوالے کی سفید عمارت نظر آئی۔ بمالا دل مین سوچنے لگی اسکی کچھ ضرورت نہین کہ بدہمن کنور جی کو دیکھے۔ نہین بلکہ اسمین تو کسی برائی کے پیدا ہونیکا خوف ہے وہ سوچ رہی تھی کہ بدہمن سے کسطرح پیچھا چھوڑائے کہ خود گیاپتی نے اسکا سامان فراہم کردیا۔

برہمن پھر بالا کی پیٹھ کے پاس کھسک آیا اور اُسکا دوپٹہ پکڑ لیا۔

بمالا نے پوچھا "اب کیا ہے؟"

دگیا "وہ مقام کتنی دور ہے؟"

بمالا "کون مقام؟"

دگیا "وہ برگد کا درخت؟"

بمالا "کس برگد کے درخت کو کہتے ہو؟"

دگیا "جہان تمنے اُس روز دیکھا تھا؟"

بمالا "کیا دیکھا تھا؟"

دگیا "رات کو ہرگز اُسکا نام نہ لینا چاہیے۔"

اصل واقعے کو سمجھکر بمالا اِس موقعے کو کام مین لائی۔ اور ایک بھیانک آواز سے چلّائی "وہ ہا ہا!"
برہمن نے بڑی گھبراہٹ کے ساتھ پوچھا "مین منتین کر کے پوچھتا ہون۔ کیا ہے؟"

بمالا نے اُنگلی سے سیلشوارہ جی کے شوالے کے پاس برگد کیطرف اشارہ کیا اور خوف زدہ آواز سے کہا "وہ برگد کا درخت!"

دگیا نے ایک انچ بھی آگے کو حرکت نہ کی۔ اصل مین وہ آگے بڑھنے کے قابل ہی نہین رہا تھا۔ اور بید کی طرح کانپنے لگا۔

بمالا "آگے چلو"

برہمن نے کانپ کر جواب دیا "مین ذرا بھی آگے نجاؤنگا"

بمالا "مین بھی تو ڈر گئی ہون"

برہمن اب بھاگ جانے کی نیت سے ایک فٹ آگے بڑھا۔

بمالا نے درخت کی جانب دیکھا۔ اور اُسکے نیچے اُسے کوئی سفید چیز نظر آئی۔ سمجھ گئی کہ سیلشوارہ جی کے شوالے کا بیل ہے۔ مگر گیاپتی سے کہنے لگی۔

"دگیاپتی اپنے نگہبان دیوتا کا نام لو۔ اُس درخت کے نیچے کیا دیکھ رہے ہو؟"

دگیا نے شور مچایا "سہارے ابھی پرمیشر سنبھالے!" اور بھاگا۔ لمبی ٹانگین بڑی کام آئین۔ ایک ہی لمحے مین یہ مقام میل بھر پیچھے چھوٹ گیا۔

بمالا گیاپتی کی عادت سے خوب واقف تھی سمجھ گئی کہ سیدھا قلعے کے پھاٹک پر پہنچیگا۔ اسوجہ سے

یہ اسلیے منع سمجھا گیا کہ لوگون کے دلمین سمائی ہوئی ہے کہ رات کو بھتنون کا ذکر کرو تو فوراً اسجگہ آموجود ہوتے ہین۔ سانپون کی نسبت بھی ایسا ہی خیال اکثر
ہ مہیشر جی بیل پر سوار ہوا کرتے ہین۔ سیلشوارہ انھین کی مورت ہے۔ اسلیے ایک بیل وہان ضرور مخصوص کر کے رکھا جاتا ہے۔

اسبار رستے مین کچھ بھی نہ اندیشہ کیا اور شوالے جانے کے لیے آگے بڑھی۔
بمالا نے چلنے سے پہلے سب باتین سوچ لی تھین مگر ایک بات بھول گئی ”کنور جی آئے ہین کہ نہین؟“ اس خیال سے وہ بڑی دقت مین پڑ گئی۔ اُسے یاد آیا کہ کنور جی نے اپنے آنے کا بالکل یقین نہین دلایا تھا۔ اُنھون نے اسقدر کہا تھا کہ ”تم مجھے یہان پاؤ گی۔ اور نہ پاؤ تو جان لینا کہ پھر کبھی ملاقات نہوگی“۔ اس حالت مین کنور جی کے نہ آنے کا احتمال بہت غالب ہوگیا۔ اگر نہین آئے ہین تو یہ سب محنت اکارت ہی گئی۔

اپنے دل مین کہنے لگی ”ارے! مین نے پہلے ہی یہ خیال کیون نہ کرلیا؟ اور پھر مین نے برہمن کو کیون ہنکا دیا؟ آج رات کو مین اکیلی گھر کیسے جاؤنگی؟ سیلشوارہ جی جو تم کروگے وہی ہوگا!“

شوالے پر تم چڑھنا چاہو تو تمھین برگد کے درخت کے نیچے ہی سے ہوکر جانا پڑیگا۔ بمالا جب اُدھر سے گزری تو اُسے بیل نہ نظر آیا اور نہ کوئی سفید چیز دکھائی دی جو دور سے نظر آئی تھی۔ وہ بہت گھبرائی۔ کیونکہ بیل بھٹک کر کہین چلا گیا تھا۔ میدان مین کسی مقام پر ضرور ہوگا۔

بمالا کو معلوم ہوا کہ جیسے کسی آدمی کے خالی سفید کپڑے درخت کے اُسطرف دکھائی دیتے۔ مین اُسنے تنہ درخت کو غور سے دیکھا۔ اسوجہ سے اُسکو اور بھی ڈر معلوم ہوا۔ جلدی جلدی قدم بڑھا کر وہ شوالے کو چلی۔ جست کرکر کے زینون پر چڑھی اور بہت زور سے دروازے کو دھکا دیا۔ معلوم ہوا کہ مندر کے اندر سے بھاری آواز مین کسی نے پوچھا ”کون ہے؟“

خالی گنبد گونج اُٹھا۔ ”کون ہے؟“

اپنے امکان بھر ہمت باندھکے بمالا نے جواب دیا۔ ”ایک بھولی بھٹکی عورت“۔

دروازہ کھلا۔

اندر ایک چراغ روشن تھا۔ سامنے میان مین کی ہوئی تلوار ہاتھ مین لیے ایک لمبا تڑنگا آدمی کھڑا تھا۔ بمالا نے دیکھکر پہچانا۔

کنور جگت سنگھ

سولھوان باب

سیلشوارہ جی کے شوالے مین

شوالے مین داخل ہوکر تھوڑی دیر سستانے کے لیے بمالا بیٹھ گئی۔ اسکے بعد اسنے پہلے اپنا سر سیلشوارہ جی کی مورت کے آگے جھکایا۔ پھر کنور جی کی تعظیم کے لیے۔ اس سوچ مین کہ ایک دوسرے پر کیونکر مطلب ظاہر کرین کچھ دیر تک دونون چپ رہے۔ دونون کے دونون مضطرب تھے۔ کیونکہ

گفتگو شروع کرین ؟ - بمالا جو صلح و جنگ دونون امور مین کامل ہوشیار تھی اور ان امور مین زیادہ مناسب تھی مُسکرا کر بولی " کنور جی - سیلشوارہ جی کی دیا سے یہان مین نے تمھین پایا - رات کے وقت اس میدان مین آتے ہوے مین بہت ڈری - اب تمکو دیکھا میری جرأت پھر زندہ ہوگئی "

کنور جی " تمھارے یہان سب طرح خیر صلاح ہے ؟ "

بمالا کا یہ مطلب تھا کہ پہلے یہ یقین دریافت کرسکے کہ کنور جی حقیقت مین تلوتما پر فریفتہ ہین ؟ اور اسکے بعد اور باتین کرے - اس غرض سے کہنے لگی - " ہان جناب - خوشی ہی کا کام تھا کہ مین سیلشوارہ جی کا پوجا کرنے آئی ہون یہان آکر مجھے معلوم ہوا کہ دیوتا جی آپ ہی کی پوجا مین محو ہو رہے ہین اور میرا پوجا نہ قبول کرینگے - اس سبب سے مین آپ کی اجازت لیکر مین پلٹ جاؤنگی "

کنور جی " بہت اچھا - مگر تمکو تنہا نہ جانا چاہیے - مین گھر تک پہنچا دونگا "

بمالا نے دیکھا کہ کنور جی نے اپنا پورا وقت آلات جنگ کے کامون ہی کے نذر نہین کر دیا ہے - پوچھنے لگی " اور مجھے تنہا کیون نہ جانا چاہیے ؟ "

کنور جی " راہ مین خطرے ہین "

بمالا " تو مین مہاراج مان سنگھ کے پاس دوڑی جاؤنگی "

کنور جی " کیون ؟ وہان کیون جاؤگی ؟ "

بمالا " کیون ؟ مجھے اُنکے پاس ایک درخواست لیجانا ہے - اُنھون نے جو رسالدار مقرر کیا ہے وہ ہماری راہ مین جو خطرے ہین اُنھین بھی نہین دفع کر سکتا - وہ اس قابل ہی نہین ہے کہ دشمنون کو شکست دے "

کنور جی نے ہنسکر کہا " رسالدار جواب دیگا کہ دشمنون کے ہلاک کرنے کی تاب تو دیوتاؤن کو نہین ہے انسان کیا چیز ہے ؟ گواہ رہو وہ دشمن جسے مہادیو جی نے ریاضتون کے جنگل مین خاک کر دیا تھا پندرہ روز ہوے فقط پندرہ روز ہوے اُسی منمتھا نے خاص اس شوالے مین بڑا ظلم کیا - یہ طاقت ! "

بمالا نے ہنسکر پوچھا " یہ تو فرمایئے کسپر ظلم ہوا ؟ "

کنور جی " خود اسی رسالدار پر "

بمالا " ایسی خلاف قیاس بات کا مہاراج یقین ہی کیون ماننے لگے ؟ "

کنور جی " مین ایک گواہ رکھتا ہون "

بمالا " جناب وہ ایسا کون گواہ ہے "

* منمتھا عشق کا دیوتا ہے - مسنو شیو جی کی عبادت کرنیوالونکو گستاخی سے پریشان کیا تھا - شیو جی نے اسے خاک کر دیا مگر کسی طرح پھر وہ زندہ ہوگیا -

کنور جی "تم خوبصورت ــــ"
بمالا نے بات کاٹ کر کہا "آپ کی یہ ذلیل لونڈی بالکل بدصورت ہو جی چاہے تو مجھے بمالا کہیے "
کنور جی "بمالا ہی میری گواہ ہے "
بمالا "نہین - بمالا ایسی گواہی ہرگز نہ دیگی "
کنور جی "حقیقت مین - بہت ہی ٹھیک - وہ عورت جو زیادہ نہین پندرہ ہی روز مین اپنا اقرار بھول جاوے وہ کوئی بھی گواہی ہرگز نہ دیگی "
بمالا "کنور جی براہ عنایت میرا اقرار مجھے یاد دلائیے "
کنور جی "اپنی ساتھ والی کا نام اور خاندان بتانے کا اقرار "
بمالا نے ایکبارگی ڈنگی کی آواز کو بدلکر ایک پوری دلسوزی کی آواز سے کہا "کنور جی - آپ کی حیرت دفع کرنے مین مین پس و پیش کرتی ہون - مبادا اُسکی وجہ سے آپ کے دل کا آرام جاتا رہے "
کنور جی نے تھوڑی دیر تامل کیا - اور خوش طبعی کا مزاج بدل دیا - اور بولے "بمالا اسکا ضرور یقین ہو کہ اُسکا نام اور خاندان معلوم ہونے سے میری خوشی جاتی رہیگی ؟"
بمالا "جناب ہان "
کنور جی نے کچھ دیر غور کرنے کے بعد کہا " میرا یہ تعلق خاطر جس طرح ہو سکے تم دفع کر دو - جس برداشت کیے جانے قابل تردد کی مصیبت مین اُٹھا رہا ہون اُس سے زیادہ کوئی چیز تکلیف دے ہی نہین سکتی ہے - تسکو جس بات کا خوف ہے اگر وہ سچ نکلی تو بھی میری موجودہ تکلیف سے حق مین مناسب ہی ہوگی - کیونکہ اُس صورت مین اپنے دل کو کچھ تسلی دے سکونگا -
اسے بمالا - صرف حیرت مجھے برانگیختہ کر کے تمھارے پاس لائی ہے - اب مجھ حیرت مین پڑے رہنے کی قوت نہین ہو - ان پورے پندرہ روز مین سوا گھوڑے کی پیٹھ کے بچھونا جانتا ہی نہین ہون - اسکا سبب یہ ہی کہ جب سے مین نے تمھین دیکھا ہو میرا دل نہایت ہی بے آرام ہے "
اسی بات کا زبردستی اقرار کرانے کے لیے بمالا نے پہلے کوششین کی تھین - تھوڑا ہنت اور اقرار کرانے کی غرض سے اُسنے کہا "کنور جی - ملکی معاملات مین تم بڑے آزمودہ کار ہو - بھلا خیال تو کرو کہ اگر تمھارا دل کسی ایسی عورت کی محبت مین ڈوب جائیگا جسکا ہاتھ آنا ہی نہایت دشوار ہو تو تم یہ مصیبت اس لڑائی کے زمانے مین کیونکر برداشت کروگے - مین بمنت عرض کرتی ہون کہ ضرورت جنگ اور اپنے سنبھالنے دونون حیثیتون سے تمھین یہی مناسب ہو کہ میری ساتھ والی کو بھلا دو - اس طرح البتہ لڑائی کے ہنگامے مین تمھین کامیابی ہوگی "
نیچے کے ہونٹ پر ایک تبسم ظاہر کر کے جو دلی اضطراب کا نشان دیتا تھا - کنور جی نے جواب دیا

"آہ کیسے بُھلا دون؟ کیسے بُھلا دون! تمھاری ساتھ والی کی صورت کا بڑا گہرا نقش پہلی ہی نظر سے میرے دل مین بنگیا ہی۔ یہ دل جبتک خاک نہو جایگا اُس سے ہرگز اپنا پیچھا نہین چھڑا سکتا لوگ کہتے ہین میرا دل پتھر کا بنا ہی۔ تم جانتی ہو کہ جو نقش پتھر پر بنتا ہے وہ پتھر کے ساتھ ہی مٹتا ہی۔ بمالا- مین لڑائی کا حال کیا بیان کرون۔ جسوقت سے مین نے تمھاری ساتھ والی کو دیکھ لیا ہی لڑائی مین مین فقط مشغول تھا۔ خواہ مین لڑائی مین ہوا یا پڑاؤ مین ایک گھڑی بھر کے لیے بھی اُس پیارے چہرے کو اپنے دل سے نہین بھلا سکا۔ جب کبھی میرا سر کاٹنے کے واسطے کسی پٹھان نے اپنی تلوار بلند کی مجھے سب سے پہلے یہی خیال آیا کہ مین مارا گیا تو پھر اُس صورت کا دیکھنا کبھی نصیب ہوگا۔ یعنے جس نگاہ کو مین پہلی سمجھتا تھا وہ پچھلی نگاہ نکلی۔ اے بمالا- تمھاری ساتھ والی کے دیکھنے کے لیے مین کہان جاؤن؟"

اور زیادہ اقرار کرانے کی کیا ضرورت تھی۔ بمالا نے کہا "میری ساتھ والی کو تم گڑھ مندران مین پاؤ گے۔ وہ رندھیر سنگھ کی بیٹی پیاری ہور بتی تلوتما ہی"

یہ سُنکر جگت سنگھ کو ایسا معلوم ہوا گویا سانپ ڈس گیا۔ اُسنے تلوار پر سہارا دیکر سر لٹکا دیا۔ کچھ دیر تامل کرنے کے بعد ایک آہ کھینچکر کہا "اس تمام گفتگو سے تمھاری بات صحیح ثابت ہوئی۔ تلوتما میرے لیے نہین ہے۔ مین میدان جنگ مین جاتا ہون۔ وہان اپنی آیندہ عیش و عشرت کی امیدون کو دشمن کے خون مین ڈبو دونگا" کنور جی کے رنج و الم سے بمالا کا دل بھر آیا۔ کہنے لگی "اے عالی مرتبہ کنور جی- اگر سچی محبت کا صلہ دنیا ہی مین ملجاتا ہی تو تم ضرور تلوتما کا ہاتھ پکڑ سکوگے۔ اور تم یکبارگی اپنے دل مین مایوسی کو کیون راہ دیتے ہو؟ قسمت آج مخالف ہے تو کل موافق ہوجائیگی"

امید کی آواز نہایت ہی شیرین ہی۔ مصیبت سی مصیبت کے دن نرم آواز سے چپکے سے وہ انسان کے کان مین کہدیتی ہے "ابر اور طوفان ہمیشہ نہین رہینگے پھر تم کیون پڑے ہو؟ میری باتین سنو" امید نے بمالا کے منہ سے کہا "تم کیون پڑے ہو؟ میری باتین سنو"

جگت سنگھ نے امید کی آواز سنی "خدا کی مرضی کسے معلوم ہی؟ تقدیر کی لکھی ہوئی احکام کون پڑھ سکتا ہی؟ اس آفتاب کے نیچے غیر ممکن کون چیز ہی؟ اس دنیا مین کون غیر ممکن باتین تھین جو نہین ظاہر ہوئین؟" ہان کنور جی نے امید کی باتین سن لین۔ اور کہنے لگے "آج میرا دل نہایت ہی بے چین ہی۔ مین بالکل اس قابل نہین ہون کہ کوئی ٹھیک تدبیر نکالون۔ جو تقدیر مین ہی وہ ضرور واقع ہوگا۔ کیونکہ تقدیر کا کون مقابلہ کر سکتا ہی؟ اسوقت صرف اپنا ارادہ مین ظاہر کر سکتا ہون۔ اجگیہ سیلشوار جی کے سامنے مین عہد کرتا ہون کہ تلوتما کے سوا کبھی کسی اور کا ہاتھ ہرگز نہ پکڑونگا۔

مین نتیں کر کے تمسے کہتا ہون کہ جو کچھ مین نے کہا ہی اپنے ساتھ والی سے سب کہدینا۔ مہربانی کر کے اتنا یہی اس سے کہدینا کہ مین ایک دفعہ اور اوسکے دیدار کا متمنی ہون۔ مین قسم کھاتا ہون کہ ایسی عنایت کی پھر کبھی درخواست نہ کرونگا۔"

بمالا کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔

بمالا "جناب۔ میری ساتھ والی کا جواب آپ کو کیونکر معلوم ہوگا؟"

کنور جی "مین تمھین بار بار تکلیف دینے کی جرأت نہین کر سکتا ہون لیکن اسی شوالے مین آکر ایک دفعہ اور تم مجھسے ملو تو عمر بھر احسانمند رہونگا۔ جگت سنگھ کے ایک دفعہ اور ملنے کی تم امید رکھو۔"

بمالا "کنور جی۔ مین آپ کی لونڈی ہون۔ مگر رات کو اس سڑک پر اکیلے آتے ہوے مجھے بہت ڈر لگتا ہی صرف اقرار پورا کرنے کے خیال سے مین آج رات کو چلی آئی ہون۔ اب تو ملک بھر دشمنون کی وجہ مخدوش ہو رہا ہی۔ مین پھر آتے ہوے بہت ہی ڈرونگی۔"

کچھ دیر غور کر کے کنور جی نے کہا "اگر تمھارے نزدیک ہمین کوئی قباحت نہو تو مین تمھاری ساتھ گڑھ مندران تک چلا چلون۔ جو جگہ مناسب سمجھ کر تم بتادوگی مین وہان انتظار کرونگا۔ تمھاری ساتھ والی جو کہے وہ تم وہین آکر مجھے بتا جانا۔"

بمالا نے خوش ہو کر جواب دیا "اچھا۔ تو جناب آئیے۔"

دونون باہر نکلنے ہی کو تھے کہ اُنکے کانون مین شوالے کے باہر کسی کے ہوشیاری سے قدم رکھنے کی چاپ آئی۔

کنور جی نے متعجب ہو کر پوچھا "کیا تم کسی کو اپنے ساتھ لائی ہو؟"

بمالا "ایئن! نہین تو۔"

کنور جی "تو کسکے پاون کی آہٹ ہمین معلوم ہوی؟ مجھے خوف ہی کہ کسی نے ہماری گفتگو سن لی۔" اسکے بعد جگت سنگھ باہر نکلا۔ اور شوالے کے گرد چارون طرف دیکھا۔ مگر کسیکو نہ پایا۔

ستر ھوان باب

ویرا پنچمی*

سلیشوار جی کی مورت کے آگے تعظیماً سر جھکانے کے بعد جگت سنگھ اور بمالا دونون گڑھ مندران کو روانہ ہوے۔ تھوڑی دور تک خاموش چلے جانے کے بعد کنور جی نے کہا "بمالا۔

* یہ لفظ دو لفظون ویرا اور پنچمی سے مرکب ہی۔ ویر کے معنی پہلوان جیسے اب بھی کہتے ہین اور پنچمی ہینے کے عروج یا زوال کی پانچوین تاریخ کو کہتے ہین۔ ایسا کوئی برجا شاستر مین نہین بیان کیا گیا ہی۔

"مجھے ایک بات پر بڑی حیرت ہی۔ نہ جانے تم سُنکر کیا جواب دو گی"
بمالا "جناب وہ کیا بات ہی؟"
کنور جی "مجھے یقین ہے کہ تم ہرگز خادمہ نہین ہو"
بمالا نے ہنسکر پوچھا "آخر فرمائیے کس وجہ سے آپ ایسا خیال کرتے ہین؟"
کنور جی "رندھیر سنگھ کی بیٹی کے مہاراجہ انیر کی بہو نہو سکنے کا ایک خاص سبب ہی۔ یہ ایک بہت بڑے راز کی بات ہی۔ اگر تم خادمہ ہونے کے بہ نسبت کسی عمدہ درجے کی عورت نہوتین تو ممکن نہ تھا کہ اس بات کو سمجھ سکتین"
بمالا نے ایک آہ کھینچکر کہا "جناب۔ آپ کا قیاس ٹھیک ہی۔ مین خادمہ نہین ہون۔ گو خادمہ کی طرح زندگی بسر کرتی ہون جس طرح میری بُری قسمت زندگی بسر کراتی ہی بسر کرتی ہون۔ مگر قسمت کو کیون الزام دون؟ وہ تو ایسی بُری نہین ہے"
کنور جی نے خیال کیا کہ اس ذکر نے بمالا کے دلکو غم یاد دلا دیا اسوجہ سے یہ تذکرہ اُنھون نے چھوڑ دیا بمالا نے اپنی بات آگے کہنا شروع کی "کنور جی۔ ایک دن تمھین بتاؤنگی کہ مین کون ہون مگر ابھی نہین۔ یہ آواز کیا آرہی ہے؟ کیا کوئی ہمین بہکاتا ہی؟"
انسان کے پاؤنکی چاپ صاف صاف سُنائی پڑی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دو شخص آپسمین کانا پھوسی کر رہے ہین۔ جگت سنگھ اور بمالا اسوقت ایک میل بھر نکل آچکے تھے۔
کنور جی "مجھے نہایت خوف معلوم ہوتا ہے۔ ذرا جا کے دیکھ آؤن"
یہ کہکر جگت سنگھ کچھ دور تک قدم بڑھائے چلا گیا۔ اور ادھر اُدھر دیکھا بھی۔ مگر کوئی نظر نہ آیا۔ آخر پلٹ آیا اور بمالا سے کہا "مجھے خوف ہی کہ کوئی شخص ہمارے ساتھ ساتھ آرہا ہی ذرا ہوشیاری سے باتین کرنا چاہیے" دونون اسطرح باتین کرتے چلے کہ کوئی آواز نہ سُن سکا اور قلعے پر پہنچ گئے۔
کنور جی "تم قلعے کے اندر کیسے جاؤگی؟ رات بہت زیادہ آچکی ہی بیشک پھاٹک بند ہوگا"
بمالا "جناب آپ مطمئن رہیے۔ آنے سے پہلے ہی مین نے اِسکا بندوبست کر لیا تھا"
کنور جی نے ہنسکر پوچھا "کیا کوئی چور دروازہ ہی؟"
بمالا نے ہنسکر جواب دیا "چور کدھر گیا؟ یہان سیندھ موجود ہی"
کنور جی نے کچھ تامل کر کے کہا "بمالا۔ اب مجھے آگے جانے کی کچھ ضرورت نہین ہی۔ قلعے مین جو آم کا جنگل ہے اسمین مین انتظار کرونگا مین تم سے التجا کر کے کہتا ہون کہ میری طرف سے بڑی بڑی دلسوزی کے ساتھ اپنی ساتھ والی کی تم خوشامد کرنا۔ مین آرزومند ہون کہ میری آنکھونکو ایک تبہ

دیدار کی دولت اور حاصل ہو - چاہے پندرہ دن کے بعد ہو چاہے مہینا بھر کے بعد چاہے سال بھر کے بعد"

بمالا "یہاں پر آم کا جنگل چھپنے کے لیے کافی نہیں ہے ذرا آپ میرے ساتھ آئیے"

کنور جی "کہاں تک ؟"

بمالا "قلعے میں"

کنور جی نے ذرا تامل کر کے کہا "نہیں - بمالا مجھسے یہ نہو گا - مین بغیر مالک قلعہ کی اجازت کے قلعے مین ہرگز نہ داخل ہونگا"

بمالا "جناب - آخر آپ ڈرتے کیا ہین ؟"

کنور جی نے عجلت کے ساتھ کہا "راجاؤن کے بیٹے کہین جاتے ہوئے نہین ڈرتے ہین - مگر خیال کرو کہ کسی قلعے مین بغیر اسکے کہ مالک قلعہ کو خبر ہو مہاراجہ انبیر کا بیٹا چوری کرنے کے لیے کیونکر جا سکتا ہے"

بمالا "تمھین تو مین اندر لیے جاتی ہون"

کنور جی "مین بڑی عاجزی سے عرض کرتا ہون کہ اگر مین یہ دریافت کرون کہ تمھین میرے قلعے کے اندر بلانے کا کیا حق ہے تو تم یہ نہ خیال کرنا کہ کسی خادمہ کی طرح مین نے تمھاری تحقیر کی"

بمالا "جب تک یہ نہ معلوم ہوئے کہ قلعے کے اندر لیجانے کا مجھے کیا حق ہے آپ نہ چلیں گا ؟"

کنور جی "ہرگز نہین"

بمالا کنور جی کے کان کی طرف جھکی اور کچھ کہا -

کنور جی "تو بیوی جو تمھاری مرضی ہو - چلو"

بمالا "مین خادمہ ہون - اور مجھے محکوم رہنا چاہیے"

کنور جی "اب تم کیا کرو گی ؟"

جس راستے پر یہ جا رہے تھے قلعے کے پھاٹک کو گیا تھا - اُسکے پہلو پر آمونکا جنگل تھا جو پوری پر راستہ نہین نظر آتا تھا - اگر تم اُس طرف جانا چاہو جدھر دریاے اسو در قلعے کے نیچے بہا ہی تو تمھین اس جنگل ہی کے اندر ہو کے جانا پڑیگا - بمالا نے سامنے کا راستہ چھوڑ دیا اور کنور جی کو ہمراہ لیے ہوی جنگل مین گھسی - جنگل مین گھسکر سوکھے پتون کی ٹوٹنے کی کھڑکھڑاہٹ اور انسان کی پاؤنکی چاپ معلوم ہوی -

بمالا "دیکھو پھر!"

کنور جی "ذرا ایک دفعہ اور ٹھہر جاؤ - دیکھون کیا ہے"

کنور جی نے اپنی تلوار نکال لی اور آواز کے رخ پر چلو - مگر کچھ نظر نہ آیا - آم کے جنگل کے نیچے بہت سی جنگلی درختون اور جھاڑیونکی کثرت سے ایسی گھنی گتھیان پڑ گئی تھین اور درختون کیوجہ سے

ایسا گھٹا ٹوپ اندھیرا پھیلا ہوا تھا کہ کنورجی کو یہ بھی نہ بن پڑا کہ اپنے سامنے کدھر کو دیکھین۔ اُنکے دل مین آیا یہ بھی ممکن ہے کہ سوکھے پتون پر بعض جانورون کے چلنے سے آوازین آتی ہون۔ ہونے کو جو کچھ ہو مگر یہ سوچکر کہ شاید نکال ڈالنا ہی مناسب ہے وہ ایک درخت پر چڑھ گئے اور چارون طرف دیکھنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد انھین دور سے آدمیونکی دو سفید سفید پگڑیان نظر آئین۔ ایک آم کے لمبے درخت کی ٹہنیون سے اندھیرا پیدا ہو گیا تھا۔ جن لوگونکی پگڑیان نظر آتی تھین اُنکے بدن اُس اندھیرے مین چھپے ہوے تھے۔

کنورجی نے اُس مقام کو خوب پہچان لیا۔ اور گویا اُن لوگونکو دیکھکر اُنکی خاطر جمع ہوگئی۔ خوب ہوشیاری سے اُس درخت کو ایسا پہچان لیا کہ دوبارہ اگر دیکھین تو بھولنے کا احتمال ہی نہو۔ پھر چپکے سے اُترکر بمالا کے پاس آئے۔ اور جو کچھ دیکھا تھا تمام اُسکا حال بیان کیا۔ اور کہنے لگے ”کاش اسوقت میرے پاس دو برچھے ہوتے!“

بمالا: ”آخر فرمائیے تو آپ برچھے لیکر کیا کرینگے؟“

کنورجی: ”برچھے ہون تو ٹھیک معلوم ہو جاے کہ یہ کون لوگ ہین۔ ان علامات سے اچھا شگون نہین معلوم ہوتا۔ پگڑیون سے مین خیال کرتا ہون کہ بدمعاش پٹھان کسی بُری نیت سے ہمارے ساتھ ساتھ تھے“ فوراً بمالا کو وہ سڑک کے کنارے والا مرتا ہوا گھوڑا۔ پگڑی اور وہ گھوڑون کے سمون کے نشان یاد آ گئے۔

بمالا: ”تو از راہ عنایت ٹھہریے۔ مین آپ کو لیکے برچھے لادون“

یہ کہکر وہ قلعے کی نیو کے پاس گئی۔ اُس کمرے کے نیچے جسمین شام کو بمالا نے اپنا سنگار کیا تھا آمونکے جنگل کے رُخ پر ایک کھڑکی تھی۔ اُس کھڑکی پاس پہنچی۔ اپنے کپڑون سے کنجی نکالی پتون مین کھٹکا لگا تھا اُسکو کنجی لگا کر کھولا۔ ایک پٹیان پکڑ کے کھڑکی دیوار کی طرف ڈھکیلی۔ اس عجیب حکمت سے کھڑکی مع چوکھٹ بازو اور پٹیانون کے دیوار کے ایک شگاف مین چلی گئی اور بمالا کے اندر جانے کے لیے ایک دروازہ کھل گیا۔ کمرے مین جا کر اُسنے پتون کو پھر کھینچ لیا اور پہلے ہی کی طرح کھڑکی پھر اپنے مقام پر آگئی۔ بمالا نے دوسرے کھٹکے مین جو اندر کی طرف تھا کنجی ڈال کر گھمائی۔ فوراً کھڑکی اپنے مقام پر ایسی جم کے بیٹھ گئی کہ باہر سے کھولنے کی ہزار کوشش کیجاے نہ کھل سکے۔ بمالا جلدی جلدی قدم بڑھا کر سلاح خانے مین گئی۔ وہان جا کر داروغہ سلاح خانہ سے کہا ”جو کچھ مین مانگون اُسکا ذکر خبردار کسی سے نکرنا۔ مجھے دو برچھے دو۔ تمکو واپس ملجائینگے“

داروغہ: ”مائی برچھے لیکر کیا کروگی؟“

بمالا: ”مین آج ویرابھدر جی کا پوجا کرونگی۔ جو عورت یہ پوجا کرتی ہے اُسکو ایک بہادر بیٹا ملتا ہے۔

اس تیوہار مین ہتھیارون کی پوجا کرنا ہوتا ہی۔ مجھے تیار ہونے کی بڑی آرزو ہی۔ خبردار کسی سے اسکا ذکر نہ کرنا!" داروغہ کو جیسا سمجھایا گیا وہ سمجھ گیا۔ قلعے مین جتنے نوکر چاکر تھے سب سب سے زیادہ بمالا کی اطاعت کرتے تھے۔ یہ شخص ہے اسکے کہ کوئی لفظ زبان سے نکالے۔ گیا اور دو تیز برچھے نکال لایا۔ جس عجلت سے آئی تھی اُسی عجلت سے بمالا برچھے لیے ہوے کھڑکی کی طرف پلٹی پہلی ہی طرح کھڑکی کو کھولا اور جگت سنگھ کی جانب لپکی۔

یا تو جلدی کی وہا ہمی مین یا اس خیال سے بے پرواہ ہو کر کہ کام کرکے فوراً پلٹ آؤنگی جاتے وقت بمالا نے کھڑکی بند نہین کی۔ اور اس باعث سے راستہ خطرے مین پڑ گیا۔ کھڑکی کے قریب ہی آم کے درخت کی آڑ مین ایک مسلح شخص کھڑا ہوا تھا۔ اس واقعے کو اُسنے دیکھا۔ مگر جب تک بمالا نظر سے غائب نہولی اپنی جگہ سے کھسکا تک نہین۔ جب وہ غائب ہوگئی اس خوف سے کہ کوئی چاپ سن پائے اُسنے جوتے اُتار ڈالے۔ اور آہستہ آہستہ قدم رکھتا ہوا کھڑکی کے پاس پہنچا۔ اور جھانک کر دیکھا کہ کوئی ہے تو نہین۔ کوئی نہ نظر آیا تو چپکے سے اندر داخل ہوا۔ پھر اس کمرے کے دروازے سے وہ قلعے مین داخل ہوگیا۔ اُدھر کنور جی نے بمالا سے برچھے لیے اور پیشتر کی طرح وہ درخت پر چڑھ گئے۔ وہان سے اُنھون نے دوسرے درخت کیطرف جسے پہچان رکھا تھا دیکھا مگر اب فقط ایک ہی پگڑی نظر آئی۔ دوسرا شخص غائب ہوگیا تھا۔ کنور جی نے ایک برچھا بائین ہاتھ مین لیا اور دوسرے کو داہنے ہاتھ مین لیکے پگڑی کو تاک کر اپنے بازو کی پوری قوت سے مارا اسکے ساتھ ہی پتون کی ایک بہت بڑی کھڑکھڑاہٹ اور اُسکے بعد کسی چیز کی بہت زور سے گرنے کی آواز سنائی دی۔ پگڑی اب نہین نظر آتی تھی۔ جگت سنگھ نے قیاس کیا کہ اُسکے بے خطا نشانے نے اُس شخص کو شاخون سے نکالکر زمین پر گرا دیا۔ جگت سنگھ جھٹ پٹ درخت سے اُترا اور زخمی شخص کے پاس گیا۔ دیکھا ایک مسلح مسلمان سپاہی قریب المرگ ہی۔ برچھا اُسکی ایک آنکھ مین پیوست ہوگیا تھا۔

کنور جی نے غور سے دیکھا اور بالکل بیجان پایا برچھا اُسکی آنکھ مین ہوکر سیدھا دماغ مین اُتر گیا تھا۔ ایک پرچہ اُسکے تعویذ مین نکلا۔ جگت سنگھ اُسے لیکر چاندنی مین آیا اور پڑھنے لگا لکھا تھا:۔

"تمام متبعان قتلو خان اس رقعے کے دیکھتے ہی حامل رقعہ کی اطاعت کرین۔

راقم۔ قتلو خان"

بمالا نے فقط آواز سنی تھی۔ مگر یہ نہ سمجھی کہ کیا ہوا۔ کنور جی اُسکے پاس آئے اور سب حال بیان کیا۔ بمالا نے چلا کر کہا "افسوس! کنور جی۔ جو مین یہ جانتی تو لعنت تھی مجھ پر اگر تمھین برچھے لا دیتی۔

مین بڑی گنہگار ہون - اور آج رات کو جو خون کا گناہ ہوا ہے اُسکا کفارہ مدت تک نہ ادا کر سکونگی"

کنور جی "ہمارے دشمنون کی ہلاکت پر افسوس کا کون محل ہی؟ یہ تو بہت اچھا کام ہی"

بمالا "جبتک جو آدمی یہ خیال کرین - ہم عورتین ہین"

کچھ تامل کر کے بمالا بولی "کنور جی - اب زیادہ تاخیر مین قباحت ہی - چلو قلعے مین چلین - مین کھڑکی کھُلی چھوڑ آئی ہون"

جلدی سے قلعے کے نیچے پہنچکر بمالا کنور جی کو ساتھ لیے ہوے اندر داخل ہوی - داخل ہوتے وقت کنور جی کا دل دھڑکنے لگا اور پیر تھرتھرانے لگے - وہ شخص جسکے سر کا ایک بال بھی بڑی بڑی مخالفتون کے وقت نہ میلا ہوا اُسکے پیپے کانپنے سے کیسا شگون لیا جا سکتا ہی؟ اس عیش و عشرت کے مکان مین داخل ہوتے وقت اس لرزے سی اُسکو کیا فال لینا چاہیے؟ بمالا نے اُسی طرح کھڑکی بند کی - اور کنور جی کو اپنی خوابگاہ کے کمرے مین لے گئی - وہان پہنچکر کہنے لگی "آپ کے خلاف نہو تو مین ایک لحظہ ہی بھر مین پلٹ آؤنگی جبتک آپ اس پلنگ پر تشریف رکھیے - جناب - آپ کا دل اور کسی طرف نہ متوجہ ہو تو مہربانی سے یاد فرمائیے کہ مہادیو جی کا بچھونا فقط ایک لڈ کا پتا تھا"

یہ کہکر بمالا چلی گئی - تھوڑی دیر ہی کے بعد ایک پاس ہلی ہوے اور کمرے کا دروازہ کھُلا اور وہ اُس کمرے سے پکار کر کہنے لگی "عالی مرتبہ راجہ کے بیٹے - مہربانی کر کے یہان قدم رنجہ فرمائیے - اور آکے ایک بات سن لیجیے" کنور جی کا دل پھر دھڑکا اِ شاید کوئی تردد کی آواز نہ تھی اِ - وہ پلنگ سی اُٹھکر بمالا کے پاس گئے - کنور جی کے جاتے ہی وہ بجلی کی طرح تڑپکر باہر نکل آئی - کنور جی نے اپنے تئین ایک خوشبو سے مہکتے ہوی کمرے مین پایا - ایک چاندی کا چراغ روشن تھا - ایک کونے مین کوئی عورت گھونگٹ نکالے بیٹھی تھی - وہ تلوتما کے سوا اور کوئی نہ تھی -

اٹھّارھوان باب

ہوشیار آدمی اور بمالا کی ایک نہ چلنا

بمالا اپنے کمرے مین والیس آکر پلنگ پر بیٹھ گئی - اپنی غرض پوری کر لینے پر اُسکو چہرے سے نہایت ہی خوشی ظاہر ہوتی تھی - یہان ایک چراغ روشن تھا - بمالا کے سامنے ایک آئینہ لگا تھا - آئینہ

تلو شاستر مین لکھا ہی کہ عالم ہیولانیت یا بے انتظامی کے زمانے مین کشن جی برگد کے پتے پر سوئے تھے -

اُسکے کپڑے ویسے ہی صاف صاف نظر آئے جیسے رات کو پہنتے وقت تھے - ایک گھڑی تک بمبر آئینے مین وہ اپنی صورت دیکھا کی - وہی خوشنما پیچ و تاب چوٹی مین تھا - وہی کاجل کی سیاہی تابی آنکھون کے ڈورون مین تھی - وہی پان کا ہلکا ہلکا گلاب کا رنگ نیچے کے ہونٹ پر تھا وہی آویزے ادھر اُدھر لہرا لہرا کر گول گول رخسارون کو چھو رہے تھے - اُسوقت ایک جھجکنے کی ادا سے وہ بیٹھی ہوئی تھی - جسنے اُسکی اس ادا کو دیکھ پایا ہے کیا پھر بھی وہ شخص کسی جوان عورت کے عشق کو ترسے گا؟ بمالا نے ذرا مُسکرا کر اپنے حسن و جمال پر غور کیا - کیا اُسکو اس بات کے افسوس پر ہنسی آئی کہ بے مثل جگت سنگھ کو خود کوشش کرکے تو لائی اور تلوتما کے پاس بھیجدیا؟ نہیں! ارے کرنا در کنار اسپر تو وہ انتہا سے زیادہ خوش ہوئی تھی - اُسے اس بات پر ہنسی آئی تھی کہ عالم و فاضل دِگ گیا بے غرض گھر چھوڑنے پر کسی طرح راضی نہوا!

بمالا جگت سنگھ کا انتظار کر رہی تھی کہ ناگہان پاس کے آمون کے جنگل کیطرف سے تُرہی کی آواز بڑے زور سے اُسکے کان مین آئی - وہ سہم کر چونک پڑی کیونکہ تُرہی تو صرف بھاٹک پر بجائی جاتی ہے اور وہ بھی اتنی رات گئے نہین - شوالے کو جاتے ہوئے جو جو باتین دیکھی و سنی تھین ساتھ ہی اُسکے دل مین یاد آگئین - اُسنے فوراً قیاس کیا کہ یہ آواز کسی بُرے نتیجے کا مقدمہ ہے اور جھپٹ کر کھڑکی کے پاس جاکے باہر کی طرف دیکھا مگر کسی طرف اور خاصکر جنگل مین کچھ نہ نظر آیا - ایک تردد کے عالم مین وہ کمرے سے باہر نکلی - صحن برابر ہی تھا - اور صحن کے اُدھر دوسرے کمرون کی ایک اور قطار ملی گئی تھی - اُسمین کوٹھے پر جانے کا زینہ بھی تھا - بمالا کوٹھے پر چڑھ گئی اور ہر چہار طرف دیکھنے لگی - جنگل مین چونکہ گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا اسوجہ سے کچھ نظر نہ آیا - اُسکا تردد بڑھتا جاتا تھا - آخر کٹہرے کے پاس آئی اور کٹہرے پر سینہ رکھکر آگے سر جھکا کے اُس مقام کو دیکھا جو بالکل قلعے کے نیچے تھا - مگر اب بھی کچھ نہ معلوم ہوا - جھلکتے ہوئے ہرے پتے گویا ہلکی چاندنی مین نہائے ہوئے تھے اور اُسوقت جب ٹھنڈی ہوا کے جھونکے پتون پر آتے تھے گویا وہ ایک چمکتا ہوا سرخ لباس پہن لیتے تھے - جنگل کے نیچے بالکل تاریکی چھائی ہوئی تھی - چاندنی پتون مین سے نکل نکلکر کہین کہین زمین پر نظر آرہی تھی - چاند اور ستارے جڑے ہوئے آسمان کا عکس دریائے آمودر پر پڑ رہا تھا - کچھ فاصلے پر اُس پار عالیشان عمارتین آسمان سے ملی ہوئی نظر آتی تھین - اُن عمارتون کی چھتون پر ادھر اُدھر بعض پہرے والون کی صورتین نظر آجاتی تھین - بمالا کو جو کچھ نظر آیا بس یہی تھا - وہ مایوس ہوکر پلٹنے ہی کو تھی کہ معلوم ہوا جیسے کسی نے اُسکی پیٹھ مین ایک اُنگلی چبھوئی - وہ چونک پڑی پیچھے پھر کے جو دیکھتی ہے تو ایک انجان مسلح آدمی سامنے کھڑا ہوا ہے - بیحس و حرکت ہوکر تصویر

ننگی - مسلح آدمی نے کہا۔ خبردار شور نکرنا - آواز نکلی اور یہ تمھارا نازک بدن یہئے قلعے کے نیچے پھینکدیا! بمالا جس شخص کو اچانک دیکھکر ایسی بدحواس ہوی پٹھان سپاہیون کے سے کپڑے پہنے تھا۔ اُسکے پورے قیمتی کپڑون سے یہ بات بہت آسانی سے تسلیم کیجاتی تھی کہ کسی معزز عہدے پر ممتاز ہے - عمر نے تیس برس سے نہ تجاوز کیا ہوگا اور بہایت ہی حسین تھا۔ مرصع پگڑی اونچی پیشانی پر تھی - ہنوز بمالا اچھی طرح گھبرانے بھی نپائی تھی کہ اسے دیکھا یہ شخص خود جگت سنگھ سے ہمسری کا دعوی کرتا ہے - اسکا بدن جگت سنگھ کا سا بھاری بھر کم نہ تھا اور نہ سینہ ویسا چوڑا تھا - مگر ویسی ہی بہادری تھی اور ویسا ہی حسن و جمال تھا - اور نرمی و نازک بدنی پر ناز کرتا تھا - مونگے کا مرصع کارسیان مین کیا ہوا ایک دمشقی خنجر بیش قیمت داب مین بندھا تھا - ننگی تلوار ہاتھ مین تھی - مگر اسکے سوا اور کوئی ہتھیار اُسکے پاس نہ تھا۔

"خبردار! چلاؤ نہین - چلاؤ گی اور مین نے نیچے پھینک دیا!"

بمالا کی حیرت جو دل ٹھکانے کرنے سے تھوڑی دیر کے واسطے جاتی رہی تھی پھر عود کرآئی - سپاہی نے جب دوبارہ کہا تو وہ مطلب سمجھی - اُسکے پیچھے پاؤن کے پاس ہی چھت کا کنارہ تھا - آگے ایک مسلح سپاہی کھڑا تھا - وہ سمجھ گئی کہ سپاہی لوگ ایسے غافل ہوکر بات نہین کرتے ہین - اور نہ قتل کی دھمکی سے کوئی سخت اثر پڑیگا - ان سب باتون کا دل مین خیال کرکے وہ ہوشیار عورت کہنے لگی، "تم کون ہو؟"

سپاہی "میرا نام جاننے کی تمھین کیا ضرورت ہے؟"

بمالا "تم قلعے کے اندر کیون آئے ہو؟ کیا تمکو نہین معلوم ہے کہ چور کھونٹے سے باندھ دیے جاتے ہین؟"

سپاہی "اے دلربا مین چور نہین ہون"

بمالا "تم قلعے مین کیسے آگئے؟"

سپاہی "خود تمھاری مہربانی سے - جب تم کھڑکی کھلی چھوڑ کے چلی گئی تھین مین اندر چلا آیا - اور تمھاری بیداری مین یہان اوپر آیا"

بمالا نے اپنا ہاتھ پیشانی پر مارا - اور پھر پوچھا "تم کون ہو؟"

سپاہی "مجھے اپنا نام بتادینے مین پس و پیش کرنے کی کیا ضرورت ہے مین ایک پٹھان ہون"

بمالا "اتنے مین کیا ہوتا ہے؟ تمھاری قوم پٹھان ہے - مگر ہو تم کون؟"

سپاہی "خدا کے فضل و کرم سے میرا نام عثمان خان ہے"

بمالا "مین نے اس نام کا آدمی کبھی سنا تک نہین"

سپاہی "عثمان خان - قتلو خان کی فوج کا سردار"

بمالا کانپ اٹھی۔ اُسکے دل مین یہ فکر آگ کی طرح مشتعل تھی کہ کسی صورت سے بھاگ جاؤن اور یہ خبر رندھیر سنگھ تک پہنچاؤن۔ مگر اسکے سب ذریعے مسدود تھے۔ کیونکہ آگے تو قتلو خان کا سردار فوج راہ رو کے کھڑا تھا۔ کوئی صورت دیکھکر اُسنے خیال کیا کہ اسے جتنا زیادہ باتون مین لگائے رکھونگی اتنی ہی زیادہ چھٹکارے کی امید ہوگی۔ کسی وقت کوئی کوٹھون پر پہرہ دینے والا چوکیدار شاید ادھر آ نکلے۔ دل مین یہ ٹھہرا کر اُسنے پھر باتین شروع کین۔

بمالا " جناب۔ آپ قلعے مین کیون آئے ہین ؟ "

عثمان خان " ہمنے ایک قاصد بھیجکر رندھیر سنگھ سے یہ بات چاہی تھی کہ ہماری طرفداری کرے۔ جواب مین وہ لڑائی کا خواستگار ہوا اور چاہا کہ اپنی فوج سمیت ہم قلعے مین داخل ہون "

بمالا " آپ کا مطلب مین سمجھی چونکہ قلعے کے مالک نے آپ لوگون کا ساتھ دینے سے انکار کیا اور مغلون کا طرفدار ہوگیا ہے۔ اسلیے آپ اس قلعے پر قبضہ کرنے کو آئے ہین۔ مگر مین تو دیکھتی ہون آپ تنہا ہین۔

عثمان خان " ہان اسوقت تو مین تنہا ہی ہون "

بمالا " شاید اسی باعث سے آپ مجھے نہین جانے دیتے ہین "

بمالا نے یہ بات کہکر کوشش کی تھی کہ پٹھان کے ہاتھ سے بھاگ جانے کی امید پر مگر مغالطہ ہوئی۔ وہ یہ سمجھی تھی کہ نامردی کا الزام پٹھان کو بہت برا لگیگا اور اپنی بہادری ثابت کرنے کی غرض سے میرا راستہ چھوڑ دیگا۔ عثمان خان نے ہنسکر جواب دیا " اے دلربا۔ تمہارے پاس کوئی ایسی چیز نہین ہے جس سے خوف کیا جاسے۔ ہان ایک تمہاری ترچھی نگاہ۔ تو مین اُس سے بھی کچھ ایسا بہت نہین ڈرتا ہون لیکن تمسے میری ایک غرض ہے " بمالا حیرت مین پڑ گئی اور اپنی نظر جیسے عثمان خان کے چہرے پر جا دی۔

عثمان خان " مہربانی کرکے کنجی جو تمہارے دوپٹے کے کونے مین بندھی ہے مجھے دیدو۔ مین بڑا احسانمند ہونگا۔ مین ایسا تو مین لیس و پیش کرتا ہون کہ اپنی ہاتھ تمہارے بدن مین لگا کر تمہاری بے عزتی کرون "

بمالا نے آہستہ آہستہ ہنسکر جواب دیا " یہ تو عجیب بات کہی! ابھی ایک گھڑی بھر بھی نہین گذری ہوگی کہ آپ مجھے پھینک کے میرا بدن پاش پاش کردینے پر آمادہ تھے ؟ "

فوجی افسر نے کہا " ضرورت کے لیے کوئی قانون نہین ہے۔ اور اگر ضرورت پڑے تو مین اب بھی ویسا کرنے کو موجود ہوجاؤنگا "

بمالا کی سی ہوشیار عورت کو اس بات کے سمجھنے کے لیے زیادہ وقت کی ضرورت نہ تھی کہ اس سپاہی کو

ٹھڑی کی کنجی کی اشد ضرورت ہے۔ مگر یہ اُسکے ذہن مین نہ آیا کہ اُس سے کیا بہانہ کرے۔
جو شخص ایک چیز کے چھین لینے مین قدرت رکھتا ہے اگر وہ خوشامد کرکے مانگے تو جانو کہ ذلگی کر
اگر کنجی نہین دی گئی تو افسر زبردستی لے لیگا۔ بمالا کے مقام پر کوئی اور شخص ہوتا تو بیشک کنجی
حوالے کر دیتا مگر یہ ہوشیار عورت کہنے لگی ”اگر مین خوشی سے کنجی نہ دونگی تو جناب آپ کیونکر
لے لیجیگا؟“
یہ بات کہتے وقت بمالا نے دوپٹہ اُتار کر اپنے ہاتھ مین لے لیا۔
عثمان خان نے اسطرح پر کہ آنکھین دوپٹے ہی مین لگی ہوئی تھین کہا ”تم نہ دوگی تو تمہارے
بدن مین ہاتھ لگانے کی مسرت بھی حاصل کرونگا“
بمالا ”تو آپ ایسا ہی کیجیے“ یہ کہا اور دوپٹہ جنگل کیطرف پھینکا۔ عثمان خان کی نگاہ دوپٹے ہی پر
لگی تھی۔ جیسے ہی بمالا نے دوپٹہ پھینکا اُسنے ہاتھ بڑھا کے ہوا مین اُڑتا ہوا دوپٹہ پکڑ لیا۔
عثمان خان کی ہوشیاری پر بمالا کو حیرت ہوگئی۔
دوپٹہ لیکر عثمان خان نے بمالا کا بازو خوب مضبوط پکڑا۔ اسکے بعد دوپٹے کو دانتوں سے پکڑ کے
اُسسے کنجی کھولی اور اپنی ڈاب مین رکھ لی۔ عثمان خان کی دوسری حرکت نے بمالا کا چہرہ متغیر کر
دیا۔ اُسنے بمالا کے ہاتھ اُسی کے دوپٹے سے کٹہرے مین خوب کسکر باندھ دیے۔
بمالا ”یہ کیا کرتے ہو؟“
عثمان خان ”ضرورت جنگ اسی کی مقتضی ہے“
بمالا ”اس خراب حرکت کا نتیجہ تمھین جلد ہی ملجائیگا“
بمالا کو اس حالت مین چھوڑ کر عثمان خان چلا جاتا تھا کہ خود ہی پلٹا اور یہ کہکر ”عورت کی زبان کا کچھ اعتبار
نہین“ اُسکا مُنہ خوب اچھی طرح باندھ دیا۔ اسکے بعد اُتر کر اُس کمرے میں
گیا جو بمالا کے کمرے کے نیچے تھا۔ جس طرح بمالا نے کنجی پھرائی تھی اُسی طرح اُسنے پھرائی
اور کھڑکی کو ڈھکیل کے دیوار کے اندر کر دیا۔ جب راستہ ہوگیا تو عثمان خان نے آہستہ آہستہ
سیٹی بجانا شروع کی۔ فوراً ایک درخت کی آڑ سے ایک سپاہی نکل کر آیا اور قلعے کے
اندر داخل ہوگیا۔ اُسکے بعد دوسرا آیا۔ اسی طرح پٹھان سپاہیوں کی ایک بڑی جماعت
خاموشی کے ساتھ قلعے مین اُتر آئی۔ جو پچھلا آدمی آیا اُس سے عثمان خان نے کہا ”بس اور
آدمی نہ آئین تم سب باہر ٹھہرو۔ جسوقت میرا نعرہ سننا سب قلعے کے باہر سے حملہ کرنا۔ تاج خان کو
یہ حکم سنا دینا۔“
وہ شخص پلٹ گیا۔ عثمان خان سب سپاہیون کو ہمراہ لیکر خاموشی کے ساتھ کوٹھے پر چڑھا۔ جب

اُس مقام پر گز راجہان بالا بندی ہوی تھی کہنے لگا -
" یہ عورت بڑی ہوشیار ہو - اسکے ساتھ سلوک کرنا ٹھیک نہین ہو - رحیم شیخ !تم بطور محافظ کے اسکے پاس ٹھہرو - اسکا منہ کھول دو - مگر بھاگنے کی کوشش کرے یا کسی سے کچھ کہے یا چلا کے بات کرے تو یہ نہ خیال کرنا کہ عورت کا قتل کرنا اپنی ذلت ہو "
رحیم شیخ " حضور مین ایسا ہی کرونگا " اور وہین ٹھہر گیا -
کوٹھون کوٹھون ہوکر چھپان لوگ قلعے کے اطراف مین گئے -

اُنتیسوان باب

عاشق اور اُسکا کھو جانا

بمالا نے جب دیکھا کہ ہوشیار عثمان خان دور نکل گیا اُسنے پھر ہمت باندھی - کیونکہ اب اُسی امید بڑی کہ شاید اپنی چالاکی کی بدولت پھر آزادی حاصل کر سکے - وہ سوچنے لگی کہ کیونکر اپنی چالاکی کا اثر ڈالے -

محافظ جب تھوڑی دیر تک ٹھرا رہا بمالا نے اُس سے باتین شروع کین - محافظ ہو چاہے یا دُو کا بھیجا ہوا پیغمبر - ایک حسین عورت کے ساتھ باتین کرنے سے برضا مندی کون انکار کریگا ؟ پہلے تو بمالا نے بہت سے واقعات کے متعلق باتین کین - رفتہ رفتہ اُسنے محافظ کے بھی ملک وطن - معاش - رنج - اور راحت کی نسبت بہت کچھ پوچھنا شروع کیا - بمالا کو اُس سے اور اُسکو بمالا سے ایسی زیادہ دلبستگی ہوی کہ وہ شخص نہایت ہی مطمئن ہوگیا - موقع دیکھکر بمالا نے اپنے ترکش سے تیز تیر پھینکنا شروع کیے - ایک طرف اُسکی میٹھی میٹھی باتین دوسری طرف خوشگوار پھول کے ایسے تیرون سے اُسکا بخیطا انشانہ بادی کرنا دونون چیزون نے باتفاق دلگدازی کے لیے سبقت کرنا شروع کی - بمالا جب محافظ کے طریقے سے پہچان گئی کہ اُسکے مغلوب ہونے کا وقت قریب ہو اُسنے نرم اور شیرین آواز سے کہا " شیخ جی - مجھے بہت ڈر معلوم ہوتا ہو - مہربانی کرکے آپ میرے پاس نہ بیٹھ جائیے ؟ "

محافظ تو بخود ہو رہا تھا آکے بمالا کے پہلو مین بیٹھ گیا - کچھ دیر تک ادھر اُدھر کی باتین کرکے بمالا نے دیکھا کہ اُسکی دوا نے عمل شروع کردیا - کیونکہ جسوقت سے محافظ اُسکے پاس آکر بیٹھا تھا بمالا پر متواتر نظر بھر بھر کے نگاہ ڈالتا تھا -

بمالا " شیخ جی مین دیکھتی ہون آپ بالکل پسینے پسینے ہو رہے ہین - اگر ایک دفعہ میرے ہاتھ ہو بونا نیون کی دیوبانی مین یا دلو عشق کے دیوتا کہتے ہین -

کھول دیجیے تو تھوڑی دیر آپ کو پنکھا جھلوں بعد ازاں آپ پھر مجھے باندھ سکتے ہین"
محافظ کی پیشانی پر پسینے کا ایک قطرہ بھی نہین نظر آتا تھا - مگر بمالا نے دیکھ ہی لیا ہے - نہ دیکھا ہوتا تو ایسا کیون کہتی ؟ علاوہ برین ان ہاتھون سے پنکھا جھلا جانا کسکو مخطوظ ہونے کے لیئے ایسی مسرت نصیب ہوتی ہے ؟ -
ایسا کچھ خیال کرکے محافظ نے بمالا کے ہاتھ کھول دیے -
بمالا نے تھوڑی دیر دوپٹے کے آنچل سے محافظ کو ہوا دی - اور اسکے بعد بغیر اجازت یا ممانعت کا حال دریافت کیے اوڑھ لیا - محافظ کو اسکے باندھنے کا خیال بھی نہ آیا - اور حقیقت مین اسکا ایک خاص سبب تھا - دوپٹے نے رسّی کی جگہ کام دینے کے عوض جب بمالا کے بدن کی آرائش کی تو اسکا حسن و جمال جگمگانے لگا - وہ حسن و جمال جسے بمالا پہلے آئینے مین دیکھکر مسکرائی تھی اسنے اسوقت حیرت کے مارے محافظ کی زبان بند کر دی -
بمالا "شیخ جی - تمھاری بی بی تمھین پیار نہین کرتی ہین ؟"
شیخ جی "کس سبب سے تمنے ایسا خیال کیا ؟"
بمالا "اگر انکو محبت ہوتی تو اس موسم بہار کے زمانے مین رجبکہ سیل پانی تیزی کیسے موسم باران کی جانب سبقت کیا چاہتا ہے) تمھارے ایسے شوہر کی مفارقت کیسے گوارا کرتین ؟"
جواب مین شیخ جی نے زور سے ایک آہ کھینچی ! -
بمالا کے ترکش سے برابر تیر پر تیر چل رہے تھے -
بمالا "شیخ جی مجھے کہتے شرم آتی ہے - مگر مین تمھاری بی بی ہوتی تو تمھارے لڑائی پر جانے کا رنج مجھے کبھی نہ سہا جاتا"
محافظ نے پھر ایک آہ کھینچی - بمالا نے اپنی گفتگو پھر شروع کی -
"ای کاش تم میرے شوہر ہوتے !" یہان پر اُسنے ایک ہلکی سی آہ کی - اسکے ساتھ ہی ایک محبت بھری ترچھی نظر سے دیکھا - محافظ تحمل سے زیادہ پیچ و تاب مین ڈالا گیا تھا - رفتہ رفتہ بمالا کی طرف اسنے کھسکنا شروع کیا اور بمالا بھی اسکی طرف بڑھنے لگی - دونون کے بدن بالکل مل گئے - محافظ ایک وجد کے عالم مین تھا - بمالا نے اپنا ریشم کا سا گدگدا ہاتھ محافظ کے ہاتھ مین دیا - محافظ بالکل بے اختیار ہو گیا تھا -
بمالا "مین یہ بات کہتے شرماتی ہون - تم قلعہ فتح کرتے جاؤ گے تو مجھے پھر بھی یاد کرو گے ؟"
محافظ "کیا مین بھول جاؤنگا بھی ؟"

بمالا ''تو مین اپنے دل کی بات کہوں ؟''

محافظ ''ضرور کہو۔ بے فکری سے بیان کرو''

بمالا ''نہیں۔ مین نہ بیان کرونگی۔ تم اسکو سنو گے تو خیال کرو گے ؟''

محافظ ''نہین نہین۔ بیان کرو۔ مین تمھاری منت کرتا ہون تم مجھے اپنا ادنے غلام سمجھو۔''

بمالا ''مجھے اس بات کا تردد ہے کہ اس کمبخت شوہر کے نام کو داغ لگا کے تمھارے ساتھ کیسے بھاگ چلونگی ؟''

پھر اُسی محبت کی ترچھی نظر سے دیکھا۔ محافظ وفور مسرت سے اُچھل پڑا۔

محافظ ''این۔ تم ایسا کرو گی ؟''

دگیا۔ آؤ دیکھو اس آفتاب کے نیچے تمھارا سا عقلمند شخص اور بھی ہے!

بمالا ''اگر اپنے ساتھ لیجاؤ گے تو حقیقت مین مین بڑی خوشی سے تمھارے ساتھ چلونگی''

محافظ ''مین تمھین نہ لیجلونگا ؟ مین تو ہمیشہ تمھارے غلام کی طرح رہونگا۔''

بمالا ''تمھاری ہی محبت کے عوض مین مجھ سے کیا ہو سکتا ہے ! یہ ایک ذلیل چیز ہے۔ مہربانی کر کے اسے قبول کرو۔ یہ کہکر سونے کی زنجیر اُسنے اپنے گلے سے اُتاری۔ اور محافظ کے گلے مین ڈال دی۔ وہ شخص ایکبارگی ساتوین آسمان پر پہنچگیا۔ بمالا نے کہنا شروع کیا ''ہماری شاستر مین لکھا ہے کہ کوئی اپنا ہار دوسرے کے گلے مین ڈالدے تو دونون مین بیاہ ہو جاتا ہے۔ محافظ ایسا ہنسا کہ اُسکے دانت نکل پڑے۔

اُسنے چیخ کر کہا ''واہ ! تو اب بیشک ہماری شادی ہو گئی''

بمالا ''بیشک'' اور ایسا معلوم ہوا جیسے کسی فکر مین ڈوب گئی۔

محافظ ''این ؟ تم کس فکر مین ہو ؟''

بمالا ''نہین۔ مین خوشی کے لیے نہین مقدر کی گئی ہون۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تمھارے لوگ قلعے پر ہرگز نہ قبضہ کر سکین گے''

محافظ ''اسمین تو شک ہی نکرو۔ اسوقت سے قلعہ بالکل ہمارا ہی ہے''

بمالا ''آہ نہین۔ اس معاملے مین ایک خاص پوشیدہ بات ہے ؟''

محافظ ''مہربانی کر کے بتاؤ۔ وہ کیا بات ہے ؟''

بمالا ''جو تم قلعے پر قبضہ حاصل کر سکو تو مین تمپر وہ بات ظاہر کر دون''

محافظ منہ پھیلا کے سُننے کے واسطے تیار ہو گیا۔ بمالا نے ایسی صورت بنائی جیسی بیان کرنے سے انکار ہے۔ محافظ نے بےصبری سے پوچھا ''این ؟ وہ کیا بات ہے ؟''

بمالا "تم نہین جانتے ہو جگت سنگھ دس ہزار آدمیون کے ساتھ قلعے کے پاس ہی پڑا ہوا ہے یہ خبر سنکر کہ اس قلعے پر تم پوشیدہ طور پر آؤ گے تمھارے آنے سے پہلے ہی گاڑے مین بیٹھا ابھی تو وہ اپنے مقام سے حرکت بھی نکریگا۔ مگر جب قلعے پر قابض ہوجانے کے خیال مین فتحمندی کے بعد تم آرام مین پڑ جاؤگے وہ نکل پڑے گا۔ اور تمھین گھیر لیگا۔

محافظ خاموش رہگیا۔

اُسنے چیخ کر کہا " یہ کیونکر معلوم ہوا؟"

بمالا " قلعے مین کوئی نہین ہے جو اس خبر کو نجانتا ہو اور اسی طرح مین نے بھی سنا"

محافظ بیخودی کے عالم مین پڑگیا۔ آخر کہنے لگا " میری جان! آج کے دن تو تمنے مجھے بتادیا۔ مین جاکے رسالدار صاحب کو خبر کرونگا۔ ایسی اہم ضروری خبر سناکر مین انعام حاصل کرونگا۔ تم یہان ٹھہرو۔ مین ابھی پلٹ آؤنگا"

محافظ کے دل مین گویا بمالا کی وفاداری پر شک کا گمان بھی نہ تھا۔

بمالا " مگر تم جلدی آؤ گے؟"

محافظ " ابھی"

بمالا " دیکھو مجھے بھول نجانا"

محافظ " کبھی نہین۔ کبھی نہین"

بمالا " تمھین میری جان کی قسم۔ مین تیری منتون سے کہتی ہون کہ نہ بھولنا"

" تم ڈرتی کیون ہو؟" محافظ نے اتنا کہا اور چلدیا۔

جیسے ہی وہ نظر سے اوجھل ہوا بمالا وہان سے کھسکی۔

عثمان خان کا قول " فقط بمالا کی آنکھون سے خطرہ ہے" بمالا نے اسطرح ثابت کردیا۔

بیسوان باب

کمرے سے کمرے مین

بمالا نے آزادی حاصل کرتے ہی یہ خیال کیا کہ سب سے پہلے مجھپر فرض ہے کہ رندھیر سنگھ کو اس مصیبت کے جاپڑنے کی خبر پہنچاؤن اور اس خطرے سے ایسی عجلت کے ساتھ کہ سانس تک بھی نہین لیتی تھی اُسنے رندھیر سنگھ کے کمرۂ خوابگاہ کی طرف قدم اُٹھایا۔ ابھی آدھا رستہ بھی نہین طے کیا ہوگا کہ الااللہ کے نعرون کی صدا اُسکے کانون مین بھر گئی۔

بمالا گھبرا کر چلا اُٹھی " کیا یہ پٹھان سپاہیون کی فتح کا نعرہ ہے؟" اُسوقت ایک سخت

شور و ہنگامے کی آواز سنکر جس سے اُسکے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے اُسے یقین ہو گیا کہ قلعے کے سب لوگ جاگ اُٹھے ہین۔ بمالا دوڑ کر رندھیر سنگھ کی خوابگاہ کے پاس گئی تو وہان بھی اُسے وہی شور و ہنگامہ سنائی دیا۔ پٹھان لوگ دروازہ توڑ کر کمرے کے اندر داخل ہو گئے تھے۔

بمالا نے جھانکا تو دیکھا کہ رندھیر سنگھ نے جلدی سے کمر باندھکر دیوانہ وار ادھر اُدھر تلوار پھینکنا شروع کی تھی اُسکا بدن خون مین نہا گیا تھا اب اُسکی کوششین بیکار ہو گئی تھین۔ کیونکہ کسی طاقتور پٹھان کی لمبی تلوار کی ضرب سے اُسکی تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر تھوڑی دور پر جا گری رندھیر سنگھ قید کر لیا گیا تھا۔ جو کچھ دیکھا اور سُنا تھا اُسکے باعث مایوس ہو کر اُس جگہ سے روانہ ہوئی۔ یہ خیال کر کے کہ تلوتما کے بچانے کا ابھی موقع ہے وہ اُدھر جھپٹی۔ دیکھا کہ تلوتما تک پہنچنا آسان امر نہین ہے۔ پٹھان لوگ قلعے کے کونے کونے مین پھیل گئے ہین اب اسبات پر شک کرنے کا بالکل محل نہین رہا تھا کہ پٹھانون نے قلعے پر قبضہ کر لیا۔

بمالا نے دیکھا کہ تلوتما کے کمرے کو جاتے ہوے وہ پٹھان سپاہیون کے ہاتھ مین پڑ جائیگی۔ فوراً پلٹی۔ نہایت ہی بدحواس ہو کر وہ اپنے دل مین خیال کرنے لگی کہ ایسے عظیم الشان خطرے کے وقت مین تلوتما اور جگت سنگھ کو اس حادثے کی خبر کیونکر پہنچائے اس امر کو سوچ ہی رہی تھی کہ دیکھا کچھ سپاہی ایک اور کمرے کو لوٹ کر اس راہ سے آ رہے ہین۔ انتہا سے زیادہ دہشت زدہ ہو کر اُسنے جلدی سے ایک صندوق کے پیچھے اپنے تئین چھپا دیا۔ لوگ کمرے مین داخل ہوے اور لوٹنے لگے۔ بمالا نے دیکھا کہ ان لوگون کے ہاتھ سے بچنے کی کوئی صورت نہین ہے کیونکہ یہ لوگ جب اس صندوق کے پاس آئینگے مین یقیناً ظاہر ہو جاؤنگی۔ ہمت باندھکر تھوڑی دیر تک وہین ٹھہری رہی اور ہوشیاری کے ساتھ صندوق کے کنارے سے جھانک جھانک کر دیکھنے لگی کہ سپاہی کیا کرتے ہین۔ اُسکو ہمیشہ جرأت عطا کی گئی تھی۔ گو خطرے کا خوف تھا مگر اُسمین جرأت آگئی جسوقت سب سپاہی لوٹ مین مشغول تھے وہ اپنے چھپنے کی جگہ سے نکلی اور نظرون سے بچا بچا کر قدم رکھنے کی کوشش کی کہ وہان سے نکل جائے۔ لوگ جو لوٹ پر جھکے ہوے تھے اُنکی اُسپر نگاہ نہین پڑنے پائی۔ دروازے سے نکلنے ہی کو تھی کہ کسی سپاہی نے پیچھے سے آ کر ہاتھ پکڑ لیا۔ پلٹی اور دیکھا تو۔ رحیم شیخ! رحیم شیخ نے چلا کر کہا۔ "اب بھاگ کر اب تم کہان جاؤگی!"

پھر دوبارہ رحیم شیخ کے پنجے مین پڑ کر بمالا زرد ہو گئی۔ مگر لحظہ ہی بھر کے بعد اُسکی یہ حالت دور ہو گئی۔ تیز عقل کے زور نے اُسکے چہرے پر پھر بشاشت پیدا کر دی۔ دلمین کہنے لگی "خاص اس شخص کے ذریعے سے مین اپنی غرض حاصل کرونگی" اور رحیم شیخ سے کہا "اُٹھو! چپکے میرے ساتھ چلے آؤ۔"

یہ کہکر اُسنے رحیم شیخ کا ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیا۔ رحیم شیخ نے اسپر ذرا بھی ناراضی نہین ظاہر کی۔
جب دونون تنہا ہوے تو بمالا نے کہا "اے توبہ! تمھارا یہ حال! مجھے چھوڑ کے تم کہان چلے گئے؟ کوئی جگہ نہین باقی رہی جہان مین نے تمکو نہ ڈھونڈا ہو" پھر وہی محبت بھری ترچھی نگاہ! عالی حوصلہ شیخ جی کا غصہ بالکل تشریف لیگیا۔

شیخ جی "مین نے رسالدار صاحب کو تلاش کیا کہ جگت سنگھ کی خبر کردون۔ اُنکو نہین پایا تو لپٹ کر کوٹھے پر آیا۔ مگر تم نہ ملین۔ اسوقت ہر ایک مقام پر مین تمھین ڈھونڈ رہا تھا"

بمالا "تمھارے آنے مین دیر ہوئی تو مین اپنے دلمین کہنے لگی۔ تمنے مجھے بھلا دیا۔ اور اسی خیال سے تمھاری تلاش مین آئی ہون۔ مگر اب زیادہ تاخیر کی کون ضرورت ہے؟ تمھارے لوگون نے قلعے پر قبضہ ہی کر لیا۔ اور اب ٹھیک موقع ہے کہ ہم تم بھاگ چلنے کو تیار ہو جائین"

رحیم شیخ "آج رات نہین۔ کل صبحکو۔ بے رسالدار صاحب سے پوچھے مین کیونکر چل سکتا ہون۔ کل صبحکو اُن سے رخصت لیکر چلا چلونگا"

بمالا "اچھا تو چلو میرے زیور اور اور چیزون کو اپنے قبضے مین کر لو ورنہ اور سپاہی لوٹ لینگے"

رحیم شیخ "بہت اچھا"

رحیم شیخ کے ہمراہ لینے سے بمالا کی صرف یہ غرض تھی کہ اور سپاہیون کے ہاتھ سے محفوظ رہے۔ اور ایک اور واقعہ جو اُسکے تھوڑی ہی دیر بعد ہوا وہ بمالا کی چالاکی کے ساتھ انجام بینی کرنے پر دلالت کرتا ہے۔ دونون ابھی دور نہین پہنچے تھے کہ غارتگرون کے ایک اور گروہ پر انکا گزر ہوا۔ بمالا کو دیکھ کے سبنے شور کیا "جوان عورت! جوان عورت!"

رحیم شیخ "یارو۔ تم اپنے اور کامون کی طرف متوجہ ہو۔ ادہر نہ نظر ڈالنا"

سپاہی سمجھ گئے۔ اور اپنا ہاتھ روک لیا۔ اُنمین سے ایک بولا "رحیم شیخ۔ تم بڑے قسمتور ہو جو یہ عمدہ لقمہ تمھارے مُنہ سے رسالدار صاحب نہ اینٹھ لین"

رحیم شیخ اور بمالا دونون آگے بڑھے۔ بمالا رحیم شیخ کو اپنی خوابگاہ کے کمرے کے نیچے ایک کمرے مین لیگئی۔

بمالا "یہ میرا ہی کمرہ ہے۔ جو کچھ تمھین پسند ہو جمع کر لو۔ اسکے اوپر جو کمرہ ہے اُسمین مین سوتی ہون۔ وہان سے مین اپنے زیور اور اسی قسم کا اور مال و اسباب لے آؤنگی"

یہ کہکر اُسنے کنجیون کا گچھا رحیم شیخ کے آگے ڈالدیا۔

کمرے کو ساز و سامان سے مالا مال پاکر رحیم شیخ بڑے شوق سے صندوقون کو کھولنے لگا۔ اب اُسکے دل مین بمالا کی وفاداری کے متعلق شبہے کا نام بھی نہ تھا کہ کچھ متردد ہو بمالا نے کمرے سے

نکلکر باہر سے زنجیر لگائی اور دروازے مین قفل ڈالدیا۔ رحیم شیخ کمرے مین مقید رکھا گیا۔
اسکے بعد بمالا جلد جلد زینون پر چڑھنے لگی۔ اُسکے اور تلوتما کے کمرے قلعے کے اندرونی حصے مین بہت دور پر واقع تھے اسوجہ سے تاخت و تاراج کرنے والے سپاہی ابھی یہان تک نہین پہنچے تھے۔ نہین۔ بلکہ ابھی تک اسمین بھی شک تھا کہ تلوتما اور جگت سنگھ نے شور و ہنگامے کی آواز سنی کہ نہین۔ بعوض اسکے کہ اپنی حیرت و اضطراب کے جوش مین کمرے کے اندر چلی جاے بمالا دروازے کی ایک درز سے جھانک کر دیکھنے لگی کہ دونون عاشق و معشوق کیا کر رہے ہین فطرتی جوش پر کونسی بات غالب آسکتا ہے؟ بمالا اس خوف اور دہشت کے وقت مین اپنی حیرت و اضطراب پر غالب آسکی۔ جو کچھ اُسے نظر آیا۔ اُسپر پہلے وہ متعجب ہوی۔
تلوتما پلنگ پر بیٹھی تھی جگت سنگھ اپنی صاحب جمال معشوقہ کے پاس اُسکے سوسن ایسے ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیے کھڑا تھا۔ اور آنسو پونچھتا جاتا تھا۔
بمالا نے خیال کیا وہ شاید یہ رخصت ہوتے وقت آنسو بہا رہا ہے۔ خیر جو کچھ ہو یقیناً ان دونون کو اس مصیبت کی خبر نہین جو سر پر آیا چاہتی ہے۔ آہ! اس عالم مین فقط عشق ہی عالم ہے۔ اس عام شور و ہنگامے مین ان دونون کے کان بالکل بہرے ہو گئے اگرچہ سننے کی قوت دونو نمین موجود ہے۔

اکیسوان باب

جنگ و جدل

بمالا نے کمرے مین جا کر اس سر پر آئی ہوی آفت کی خبر جگت سنگھ کو پہنچائی پہلے اُسے بمالا کی بات کا یقین نہین آیا۔ مگر شور و ہنگامے کی آواز جو کانون مین گونج رہی تھی اُسنے جگت سنگھ کے شبہے دور کر دیے
بمالا۔ "جناب مہربانی کر کے بھاگ چلنے کی کوئی تدبیر جھٹ پٹ کیجیے ورنہ ہم سب یہین قتل کیے جائینگے!"
تھوڑی دیر تک جگت سنگھ فکر مین ڈوبا رہا۔ اُسکے بعد پوچھا "رندھیر سنگھ کیا کر رہے ہین؟"
بمالا۔ "وہ تو دشمن کے ہاتھ مین قید ہو گئے"
تلوتما نے ایک چیخ ماری۔ اور غش کھا کے پلنگ پر بیہوش گر پڑی۔
جگت سنگھ کا رنگ زرد پڑ گیا۔ زور سے شور کر کے کہا "سنبھالو سنبھالو آؤ دیکھو تلوتما کو کیا ہو گیا" بمالا نے جھپٹ کر گلاب کا کنٹر اٹھا لیا اور تلوتما کے منہ۔ گردن۔ اور پیشانی پر چھڑکنا شروع کیا۔ اگرچہ دل بیقرار تھا مگر اسکے ساتھ ہی اُسکو پنکھا جھلنے لگی۔ شور و ہنگامے کی آواز ساعت بساعت نزدیک بڑھتی آتی تھی۔ بمالا چلا اُٹھی "کنور جی لو

وہ یہان آتے ہین۔ اب ہم اپنی جان کیسے بچا سکینگے؟"

جگت سنگھ کی آنکھون سے شعلے نکلنے لگے۔ اُسنے چلا کر کہا "اے بھگوان! کیا تیری یہی مرضی ہے؟ میری قسمت مین یہی بدا تھا کہ ایسے خطرے کے وقت یہان عورتون کے ساتھ بند ہون!"

اس جملے سے مغرور بمالا کے غرور کو صدمہ پہنچا۔

وہ آنکھون مین آنسو بھر لائی۔ اور جواب دیا "کنور جی۔ دنیا مین اور ضرورت ہی کیا ہے؟ اگر مجھ سے کوئی بچانے کی تدبیر ہو سکی تو مین تلوتما کے برابر جان دونگی۔"

یہ بات کنور جی کے دل مین چبھ گئی۔ اُنھون نے جواب دیا "تلوتما کو اس حال مین چھوڑ کر مین کیسے چلا جاؤنگا؟ مین تلوتما کی حمایت مین جان دیدونگا۔"

شور و غل کی خوفناک آوازین ساعت بساعت نزدیک ہوتی جاتی تھین۔ اب ہتھیارون کی جھنکار بھی سنائی دینے لگی۔ بمالا چلائی "تلوتما۔ او تلوتما۔ ارے ایسے وقت مین تم بیہوش کیون پڑی ہوا مین تمکو کیسے بچاؤنگی؟" تلوتما نے اپنی آنکھین کھولین۔ بمالا کہنے لگی "تلوتما پھر ہوش و حواس مین آ گئی۔ کنور جی! کنور جی! ابھی اُسکے بچانے کا وقت ہے!"

کنور جی نے جواب دیا "آسمان اور زمین کوئی نہین ہے جو ہمکو فائدہ پہنچا سکے اب ہم کمرہ چھوڑ دین احتمال ہے کہ تمکو قلعے کے باہر نکال لیجا سکون۔ مگر افسوس! تلوتما کو مدد نہین پہنچ سکتی! بمالا! دیکھو! لوگ زینون پر چڑھ رہے ہین۔ سب سے پہلے مین اپنی جان دونگا۔ مگر افسوس تمکو اور خصوص ایسی ضرورت کے وقت کسی طرح نہ بچا سکونگا" بمالا نے جھٹ تلوتما کو اُٹھا لیا اور کہنے لگی "بہت خوب جناب۔ مین تلوتما کو لے چلونگی۔"

دم بھر مین بمالا اور جگت سنگھ دروازے پر پہنچے کہ ناگہان چار پٹھان سپاہی جھپٹ کر دوڑے جگت سنگھ نے کہا "بمالا ابھی بہت دیر ہے۔ اپنی پیٹھ سے اُتار کر میرے پیچھے بٹھا دو۔"

سپاہیون کا سامنے دیکھا اُن لوگون نے اللہ اللہ کا نعرہ مارا۔ اور شیرون کی طرح آگے جھپٹے زینے پر چڑھنے لگے تو وہ ہتھیار جو اُنکی کمرون مین لٹک رہے تھے اُنکے جھنجھناہٹ کی آواز نکلی۔ جگت سنگھ کی تلوار جو اُنمین سے ایک کے سینے پر بھرپور پڑی تو ان لوگون نے بمشکل اپنی نعرہ زنی کو موقوف کیا۔ وہ شخص ایک دہشت زدگی کی ساتھ چلا چلا کر آخر مر گیا۔ اس سے پہلے کہ کنور جی اُسکے سینے سے اپنی تلوار نکالین دوسری پٹھان کی برچھی کا پھل اُنکی گردن کی طرف آیا۔ مگر قبل اسکے کہ وار پڑے کنور جی نے بجلی کی طرح تڑپ کر پھرتی کے ساتھ بائین ہاتھ سے بیچ ہی مین روک لیا اور ایک ہی جھٹکا دیکر اُسی برچھی کی ضرب سے اپنے دشمن کو گرا دیا۔ جو دو پٹھان باقی

رہ گئے تھے۔ دونون نے ایک وقت مین ایک ہی ساتھ جگت سنگھ کے سر پر وار کیے۔ مگر بغیر اسکے کہ جگت سنگھ سانس لینے کے لیے بھی ذرا تامل کرے اُسنے ایک کا ہاتھ پہونچے کے پاس سے کاٹ ڈالا لیکن دوسرے کا وار نہ بچا سکا۔ اس دوسرے شخص نے بخلاف اسکے کہ سر پر حملہ کرے جگت سنگھ کے شانے پر ایک سخت وار کیا۔ جس طرح شیر شکاری کے تیر سے زخمی ہو اُسی طرح زخم کھا کر کنور جی کا جوش دونا ہوگیا۔ جیسے ہی پٹھان نے بمشکل دوسرا وار کرنے کی کوشش کی ویسے ہی اُنھون نے تمام قوت اور جرأت خرچ کرکے اپنی خون آلود تلوار دونون ہاتھون سے پکڑی اور آگے جھپٹ کر دشمن کا سر پگڑی سمیت کاٹ کر پھینک دیا۔ اُسی وقت اس شخص نے جسکا ہاتھ کٹ گیا تھا بائین ہاتھ سے اپنا تیز خنجر کمر سے نکال کر کھینچا اور کنور جی کے بدن پر وار کرنیکا قصد کیا۔

جیسے ہی کنور جی جھپٹ کر نیچے اُترنے لگے اُنکے تیار بازو مین خنجر بہت گہرا اُتر گیا۔ اس زخم کی سوئی کے چُبھ جانے سے بھی زیادہ وقعت نہ سمجھا اُس شخص کی کمر پر اُنھون نے ایسا سخت دھکا دیا کہ بڑی خوبصورتی کے ساتھ اُسے دور پھینکدیا۔ کنور جی نے پھرتی سے اسکا سر کاٹنے کا قصد کیا تھا کہ بیشمار پٹھانون نے اللہ اللہ کے نعرے بلند کرکے کمرے مین گھسنے کیواسطے ریلا کیا اب وہ سمجھ گئے کہ اور زیادہ لڑنے کا انجام یقیناً اپنا قتل ہونا ہے۔

اُنکے جسم سے خون ٹپک رہا تھا۔ اور خون کے کم ہونے سے ناتوان ہوتے جاتے تھے۔ تلوتما ابتک بمالا کی گود مین بیہوش پڑی تھی اور بمالا رو رہی تھی۔ تلوتما کے کپڑے کنور جی کے خون مین تر بتر تھے۔ اب کمرہ پٹھانون سے بھرا ہوا تھا۔

کنور جی نے تلوار پر زور دیکے ایک گھڑی بھر دم لیا۔

ایک سپاہی نے شور کرکے کہا "اے غلام۔ اب اپنے آپ کو ہمارے حوالے کردو۔ ہم تیری جان نہ لینگے" اس جملے نے گویا بھڑکتی ہوئی آگ مین اور لکڑیان ڈالدین۔ کنور جی شعلے کیطرح آگے جھپٹے اور اُس شخص کا سر کاٹ پیرون کے نیچے ڈالدیا۔ اسکے بعد اپنی تلوار کو ہوا مین جنبش دیکر بہ آواز بلند کہا۔

"اے جوانو دیکھو ایک راجپوت کس طرح جان دیتا ہے"

اُسکی تلوار بجلی کیطرح چمکی۔ یہ خیال کرکے کہ باقاعدہ جنگجوئی دیر تک نہین ممکن ہے اُنھون نے قصد کیا کہ دشمن کے جتنے زیادہ آدمی مارے جاسکین انکو مار کے مرجاؤن۔ اس نظر سے مخالف کی فوج کثیر مین اُنھون نے غوطہ لگایا۔ اور تلوار کو دونون ہاتھون سے بڑی مضبوطی کے ساتھ پکڑکر بغیر اسکے کہ اپنی جان کا کچھ بھی خیال کرین تابڑ توڑ وار پر وار کرنا شروع کیے۔ ایک دو تین ہر وار مین یا تو کسی پٹھان کو گرادیا یا زخمی کردیا۔ اب کنور جی پر مخالفون کے وار

اولون کی طرح بکثرت پڑنے لگے خون جاری ہونے کے سبب بازو ساعت بساعت سست پڑتے گئے۔ سر پھرانے لگا۔ آنکھونکے نیچے اندھیرا آگیا۔ اُنکے کانون مین فقط ایک آوازی جو ایسی صاف نہین سنائی دیتی تھی "خبردار کوئی کنور جی کی جان نہ لے۔ شیر کو زندہ کٹہرے مین بند کرلینا چاہیے۔

کنور جی اس سے زیادہ نہ سن سکے۔ یہ الفاظ عثمان خان نے کہے تھے۔

کنور جی کے بازو سنسنا گئے اور ڈھیلے ہوکر لٹک پڑے تھے۔ تلوار نے اُنکے نیچے سے زمین پر گرکر ایک جھنکار کی آواز دی۔ ایک پٹھان کی لاش پر جو اُنھین کے ہاتھ سے مارا گیا خود وہ بیہوش ہوکر گر پڑے۔

کوئی بیس پٹھان اُس ہیرے کے لینے کو جھپٹے جو کنور جی کی پگڑی مین لگا تھا۔ مگر عثمان خان نے کڑک کر کہا "خبردار! کنور جی کو ہاتھ نہ لگانا۔ ورنہ تمھاری جان کی خیر نہین۔ سب رُک گئے عثمان خان اور سپاہیون نے ملکر کنور جی کو اُٹھایا اور پلنگ پر لٹا دیا۔ اُسوقت سے ایک گھڑی پیشتر کا ذکر ہے کہ جگت سنگھ شادی کے بعد اس چارپائی پر تلوتما کے ساتھ بیٹھنے کی امید مین سراپا شوق ہو رہا تھا۔ وہی چارپائی اب اُسکے لیے تیرون کا بچھونا ہے۔

جگت سنگھ کو لٹا کر عثمان خان نے پوچھا "عورتین کہان ہین؟"

عثمان خان نے تلوتما اور بمالا کو نہین دیکھا۔ سپاہی جب کمرے مین دوبارہ گھسے تھے تو بمالا آیندہ کا حال سمجھکر اور کوئی ذریعہ نپاکر تلوتما کو لے کے چارپائی کے نیچے چھپ گئی تھی۔

عثمان خان نے اُنکو نہ پایا تو کہا "عورتین کہان ہین؟ قلعے مین تلاش کرو۔ خادمہ ایسی چالاک ہے کہ اُس سے خوف کرنا چاہیے۔ اگر وہ سہولت سے بھاگ گئی تو مین نہایت ہی برہم ہونگا۔ مگر خبردار! رندھیر سنگھ کی بیٹی کے ساتھ کوئی گستاخی نہو"

کچھ سپاہی قلعے کے اطراف مین گئے۔ دو ایک نے اسی کمرے مین ڈھونڈنا شروع کیا سب طرف ڈھونڈنے کے بعد ایک سپاہی نے چراغ لیکر چارپائی کے نیچے دیکھا۔ جسکی تلاش مین تھا اُسے پاکر کہنے لگا "حضور وہ یہان ہین؟"

عثمان خان نے شوق کے ساتھ پوچھا "وہ ہین؟"

جواب "حضور ہان ہین"

عثمان خان کا چہرہ چمکنے لگا۔

عثمان خان نے کہا "باہر نکلو ڈرو نہین"

پہلے بمالا نکلی۔ اور معاً تلوتما کو لا کے بٹھا دیا۔ تلوتما اب ہوش مین آچکی تھی۔ اور اسی سبب

وہ بیٹھ سکی ۔ تلوتما نے آہستہ بالا سے پوچھا «ہم کہاں ہیں ؟»
بالا نے کان میں کہا «کچھ ڈر و نہیں ۔ جلدی اپنا گھونگٹ نکال لو»
جس شخص نے عورتوں کو پایا تھا کہنے لگا «حضور عالی کو اس سے خوشی حاصل ہوی ۔ عورتوں کو میں ہی نے پایا ہے»
عثمان خان «تم انعام کے لیے کہتے ہو ۔ تمھارا کیا نام ہے ؟»
میرا نام کریم بخش ہی ۔ مگر اس نام سے مجھے کوئی نہیں جانتا ۔ اگلے زمانے میں میں مغلوں کی فوج میں تھا ۔ دلّگی کی راہ سے لوگ مجھے مغل سردار کہتے ہیں»
بالا کانپ اٹھی ۔ ابھی رام سوامی نے علم نجوم سے جو بات دریافت کی تھی وہ اُسے یاد آگئی ۔
عثمان خان «بہت اچھا ۔ میں یاد رکھونگا»

جلد اول تمام شد

جلد ثانی

پہلا باب

عائشہ

جگت سنگھ نے جب آنکھین کھولین تو اپنے تئین ایک نہایت ہی خوبصورت کمرے مین ایک پلنگ پر پڑا پایا۔ اسنے بہت غور کیا کہ پہلے بھی کبھی اس کمرے مین آیا ہون مگر کچھ یاد نہ آیا۔

یہ کمرہ نہایت ہی باشان وشوکت تھا اور بڑی دولتمندی کے ساتھ آراستہ کیا گیا تھا۔ سنگمرمر کی زمین تھی۔ اور اُسپر ایک نرم اور گدگدا فرش بچھا ہوا تھا فرش کے برابر خوبصورتی کے ساتھ گلاب پاش اور اور بہت سے چاندی سونے اور ہاتھی دانت اور اسی قسم کی اور بیش قیمت چیزون کے ظروف سجے ہوے تھے۔ دروازون کے سامنے نیلے پردے لٹک رہے تھے اور یہ پردے بل اسکے کہ کمرے مین لگائے جائین نہایت نرم بنائے گئے تھے کمرہ عمدہ عمدہ خوشبوؤن سے معطر کیا گیا تھا۔

کمرے مین بالکل موت کا ایسا سکوت تھا۔ ایک خادمہ چپ چاپ کھڑی پنکھا جھل رہی تھی پنکھا خوشبودار عرق چھڑک چھڑک معطر کیا گیا تھا۔ اور ایک خادمہ کچھ فاصلے پر ایک سکوت کے عالم مین جس و حرکت بت بنی کھڑی تھی۔ پلنگ مین ہاتھی دانت کی پچی کاری کا کام تھا۔ اور اُسپر کنور جی کے پہلو مین ایک عورت اُنکے زخمون کی دیکھ بھال کے واسطے کچھ سہیلیونکو ہمراہ لیے بیٹھی تھی پلنگ کے نیچے فرش پر ایک خوش پوشاک پٹھان پان چباتا جاتا تھا اور کوئی فارسی کتاب پڑھتا جاتا تھا۔ مگر بات کوئی نہین کرتا تھا کہ اس کمرے کا خاموشی کا عالم دفع ہو

کنور جی نے چارون طرف دیکھا - اُنھون نے کروٹ بدلنا چاہی مگر چونکہ زخمون کی وجہ سے بدن مین سخت درد ہو رہا تھا نہ بدل سکے۔

جو عورت پہلو مین بیٹھی تھی اُسنے نہایت شیرین اور نرم آواز سے کہا - جناب آپ چپکے آرام لیٹے رہیے۔ حرکت نہ کیجیے۔

کنور جی نے غفلت کے عالم مین پوچھا "مین کہان ہون ؟"

اُس عورت نے اُسی سُریلی آواز سے کہا "حضرت از راہ عنایت خاموش رہیے - جناب آپ حفظ و امن کے مقام مین ہین - تشویش نہ کیجیے - اور کچھ بولیے چالیے نہین"

پھر اُسی غفلت کے عالم مین کنور جی نے دریافت کیا "کیا وقت ہوگا ؟"

عورت "دوپہر ہوئی ہے - بس اب کچھ بات نہ کیجیے - مین آپ سے منت کرکے عرض کرتی ہون آپ بات چیت کیے جائینگے تو اچھے نہونگے - پھر مجھکو کمرہ خالی چھوڑکے چلا جانا پڑیگا"

کنور جی نے ذرا اپنے تئین سنبھال کر کہا "ایک بات اور - آپ کون ہین ؟"

عورت بولی "عائشہ"

کنور جی نے خاموشی کے ساتھ عائشہ کے چہرے کو بغور دیکھا - اُسکو کبھی پہلے بھی دیکھا تھا ؟ نہین عائشہ کو بائیسوان سال تھا - اُسکا حُسن ایک درجے تک نہایت دلربا تھا - مگر دو ایک الفاظ مین اُسکی تصویر کا خاکہ دکھانا نہین ممکن ہے - تلوتما بھی نہایت ہی حسین تھی مگر اُسکا حُسن اس کینڈے کا نہ تھا - اسوقت تک نوجوان نئی رہنے والی بالا کا حسن بھی لوگون کو فریفتہ کر چکا - مگر عائشہ کے بڑھے چڑھے حُسن کے آگے وہ بھی دعوے ہمسری نہین کر سکتی - بعض معشوقہ عورتون کا حُسن دلربا اس قسم کا ہوتا ہے کہ وہ موسم بہار کے گل یاسمن کی طرح بڑھے جوبنون سے اُمنگ پر آتی ہین - ہر ادا مین ایک شرمگینی پائی جاتی ہے - دلربا ہوتی ہین اور انکا حُسن ایک سنجیدگی کے ساتھ جگمگاتا ہے - اور نہایت ہی بھینی بھینی خوشبو آتی ہے تلوتما اسی قسم کی تھی - بعض عورتین اُس کنول کی طرح جو تیسرے پہر کو کھلا کرتا ہے بےخوشبو اور قریب بافسردگی اور آب و تاب کی خواستگار ہوتی ہین مگر تاہم دلچسپی اور حُسن کی پختگی پر پہنچ چکنے کے سبب سے حسین اور خوب شگفتہ ہونے کے ساتھ بڑے ناز و انداز سے ہوتی ہین - بالا کا حُسن و جمال ایسا ہی تھا - مگر عائشہ ایک نئے کنول کے پھول سے مشابہ تھی جو آفتاب صبح کی کرنون کے نازک اثر سے شگفتہ ہوا ہو - بڑے حسن و جمال سے جوبنون اور اُمنگون پر آئی ہوئی نہایت نازک خوشبو سے مہکتی ہوئی - شیرین اداؤن سے لبریز آفتاب حُسن چہرے پر چمکتا ہوا - نہ غنچہ سربستہ اور نہ قریب بافسردگی - اور گورا گورا رنگ

نے نظیر نورانیت سی جگمگاتا ہوا۔ آفتاب کی کرنین درختون کے ہرے ہرے پتّون پر پڑتی ہوتی تھین اور اُسپر بھی عائشہ کے ہنستے وقت اُسکا پیارا چہرہ شعاع وسینے لگتا تھا۔ اے اس کتاب کے پڑھنے والو کبھی تمنے حُسن کی آن بان کو دیکھا ہی؟ بہر تقدیر نہ بھی دیکھا ہو تو کچھ تھوڑا بہت سُن ضرور چکے ہو۔ بہت سی صاحب جمال نازنین عورتین اپنے حُسن نظر فریب سے چارون طرف سب چیزون کو منور کر دیتی ہین۔ اکثر لوگون کی حسینہ وجمیلہ بہو اُنکے گھر کو روشن کر دیتی ہے۔ سرزمین دُراجا[٭] مین اور جنگ لنبمتھا[+] مین دنیا تاریک ہو رہی تھی۔

غالباً میرے قصے کا معزز ناظر اب سمجھ گیا ہوگا کہ حُسن کی آن بان سے میری کیا مراد ہی۔ بمالا کا حُسن چمکتا تھا مگر اُسکی روشنی ویسی چراغ کی ایسی تھی۔ کچھ کچھ دُھندلی تیل کی کمی سے گُل ہونے کے قریب جو فقط گھر کے خانگی استعمال کے لیے کافی ہو سکتی ہی۔ اس چراغ کی روشنی ایک کمرے سے دوسرے کمرے تک پہنچیگی اُسکی روشنی مین تم اپنا کھانا پکا لوگے۔ اپنا بچھونا بچھا لوگے۔ اور اسی قسم کے اور کام بھی کر لوگے۔ مگر اس ڈر سے کہ کہین ہاتھ نہ جل جائے اسے چھو نہ سکوگے۔ تلوتما بھی اپنے حسن کی جھلک دکھاتی تھی۔ مگر اُسکے حُسن کی کرنین ہلال کی ہلکی شعاعون کے مثل صاف نازک او ٹھنڈی تھین لیکن اس قابل نہ تھین کہ روزانہ استعمال مین لائی جائین۔ وہ شعاعین تیز تھین اور ایسی معلوم ہوتی تھین جیسے دور سے آکے پڑتی ہین عائشہ اپنے حُسن سے جگمگاتی تھی۔ اور اُسکے حُسن مین دوپہر کے آفتاب کی پوری تجلی تھی۔ گویا اُسکے حُسن سے لو نکلتی تھی۔ ہزارون کرنین ڈالتی تھی۔ اور ایک خندۂ ناز کی جھلک جسپر پڑ جاتی تھی اُسکے دل پر نقش ہو جاتی تھی۔

کنول کو باغ کے ساتھ جو نسبت ہے وہی نسبت عائشہ کو اس قصے کے ساتھ ہے۔ اور اسوجہ سے اُسکی وضع اور اُسکا چہرہ ناظرین کے سامنے پیش کرنے مین مجھے تردد ہے اگر کوئی اعلےٰ حکمت کا قلم میرے ہاتھ لگجاتا تو مین وہ رنگ تیار کر سکتا جو نہ تو چمپا کے پھول کے مثل ہی نہ سرخ نا شگفتہ کنول کے سفید پھول کے مانند ہی بلکہ ایک دلگیر مجموعہ ان تینون رنگون کا ہی۔ اور مین اُسکی بے عیب گول نازک اور کھلی ہوی پیشانی کی اصلی تصویر کھینچ سکتا۔ پیشانی کا ہسکو بھی کیوپڈ کے چلنے کا میدان تھا جسپر اُسکے بالون کے دلربا خم ظاہر ہوتے تھے۔ اُن بالون کو بھلا اُسکی چکنی اور گول پیشانی پر اُسی لطافت سی پھیلا کر مین دکھلا سکتا ہون؟ بھلا اُسی طرح سے ان بالون کو اُسکے کانون کی طرف مین موڑ سکتا ہون؟ اسی طریقے سے بھلا مین اُن بالونمین

٭ دراجا وہ مقام تھا جہان سری کرشن جی حسین و نازنین عورتون سے عشقبازی کیا کرتے تھے۔

+ لنبمتھا ایک راکھشس کا نام ہے جسے کالی نے مار ڈالا تھا۔

اُسکی پیشانی پر مانگ نکال سکتا ہون ؟ بھلا اُن بالون کی اُسی صاف اور نازک وضع کو مین پیدا کر سکتا ہون ؟ بھلا مین اُسکی لٹکتی ہوئی چوٹی کے گندھنے کی وضع دکھا سکتا ہون - بھلا اُن سیاہ بھتاب ابروون کی مین تصویر کھینچ سکتا ہون ؟ بھلا مین دکھا سکتا ہون کہ دونون بھوین کس خوبصورتی سے ایک دوسرے کے چوم لینے کی کوشش کرتی تھین - اور کس طرح پیاری ترقی سے بڑھتے بڑھتے قبل اسکے کہ آدمی دور تک پہنچ جائین اپنی چوگان کی حد تک پہنچکر آہستہ آہستہ گھٹتے گھٹتے ایک نہایت ہی نازک نوک پر بالون کے قریب ختم ہوجاتی تھین ؟ بھلا ان سب چیزون کو مین دکھا سکتا ہون ؟ بھلا مین اُن نازک شوخ پلکون کی تصویر کھینچ سکتا ہون جو ابر کی طرح بجلی گراتی رہتی ہین ؟ بھلا اُن بڑی بڑی آنکھون کی وسعت - اُن اوپر اور نیچے کی پلکون کا نازک خم - اُس نیلگون رنگ کی نہایت خوشنمائی سے سُرخی مارتی ہوی جھلک - وہ کالی کالی پتلیان - وہ توتے کی چونچ کی ایسی ناک جسکے نتھنون پر نزاکت سے کچھ کچھ غرور نمایان ہوتا تھا - وہ لب شیرین جسے چشمۂ کوثر کہنا چاہیے - وہ سنگ مرمر کی ایسی گوری گردن جسپر اسکی چوٹی پڑی رہتی تھی - وہ خوب شگفتہ رخسارے جنپر اُسکے جھمکے ادھر اُدھر سے جھول جھول کر بوسے لینے کی کوشش کرتے رہتے تھے - وہ کُھلے ہوے نازک بازو جنپر جواہرات اپنی جھلک دکھاتے تھے - وہ اُنگلیان جو اپنی انگوٹھیونکے زردنگون کے عکس سے کچھ کچھ زرد نظر آتی تھین - وہ ہاتھ جو اپنے نازک رنگ سے غرور مین کنول کے پھول کی ہمسری کرتے تھے - وہ اُسکے اُبھرے سینے کا اُبھار اور آن بان جو اُسکے گلے کے ہار کے موتیونکی آب و تاب کو شرمائے دیتا تھا - وہ اُسکی صورت کا سب سے بڑھا ہوا جادو - بھلا ان سب چیزون کی تصویر مین دکھا سکتا ہون ؟ اے ناظرین - وہ پستہ قامت تھی - اُسکا قد لمبا نہ تھا -

اگر یہ سب باتین مجھسے ہو بھی سکین تب بھی مین ہاتھ مین قلم نہین لے سکتا - اس بے حقیقت دُنیا مین فقط عائشہ ہی کا حُسن ایک حقیقی چیز تھا - وہ خاص خدا کے ہاتھ کی بنائی ہوی صورت تھی - اُسکی دُزدیدہ نگاہ شام کی ہوا کے جھوکون سے ہلتے ہوے نیلگون کنول کے پھول سی مشابہ تھی - افسوس! جبتک خدا کی جانب سے الہام نہو مجھسے اُسکی تصویر کھینچنے کی کیونکر امید ہوسکتی ہی ؟ کنور جی نے عائشہ کی طرف دیکھا - معاً اُنکے دلمین تلوتما کا خیال گزرا اور اُنھین ایسا معلوم ہوا کہ گویا دل پر ایک تیر پڑا - خون بہت زور سے اُنکی رگون مین جوش مارنے لگا اور گہرے زخمون مین از سر نو بھر آیا - کنور جی نے اپنی آنکھین بند کرلین اور بیہوش ہوگئے - جو نازنین پلنگ پر بیٹھی تھی فوراً اُٹھ کھڑی ہوی - وہ شخص جو فرش پر بیٹھا کتاب دیکھتا جاتا تھا اور گھڑی گھڑی کتاب سے نظر اُٹھاکر محبت کی نگاہ سے عائشہ کو دیکھ لیتا تھا - جسوقت عائشہ

اٹھی اُسکے ہلتے ہوئے جھکوں کو دیر تک ایسی آنکھوں سے دیکھتا رہا جو کسی طرح سیری نہیں ہوتی تھین
عائشہ نزاکت سے اُسکے قریب آئی اور کان مین کہا "عثمان خان حکیم صاحب کے پاس بہت جلد آدمی بھیجو" یہ کوئی اور شخص نہ تھا بلکہ وہی شخص تھا جسکے ہاتھ سے قلعۂ گڑھ مندران فتح ہوا تھا یہ حکم پاکر وہ باہر گیا۔

عائشہ اُسنے چاندی کی تپائی پر سے ایک گلاب پاش اُٹھالیا اور کنور جی کی پیشانی اور چہرے پر چھڑکنے لگی۔

عثمان خان حکیم صاحب کو ساتھ لیکر تھوڑی دیر مین واپس آیا۔ حکیم صاحب نے بہت سی تدبیرین کین تو جا کے خون رُکا۔ اُنھون نے عائشہ کے ہاتھ مین بہت سی دوائین دین اور ہر ایک کو چھکر اُنکے استعمال کا طریقہ بتایا۔

عائشہ نے حکیم صاحب کے کان مین کہا "مہربانی کر کے فرمایئے کہ اس مریض کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے؟"

حکیم صاحب نے جواب دیا "بخار سے زرا کھٹکا ہے"

حکیم صاحب نے سب کو سلام کیا اور جانے لگے تو عثمان خان نے دروازے کے قریب جا کر اُنکو روکا اور آہستہ سے پوچھا "جناب انکی صحت کے بارے مین آپ کا کیا خیال ہے؟"

حکیم صاحب "آپ جانتے ہی ہین ۔ مجھے پوری امید نہین ہے۔ مگر جب ضرورت ہو مہربانی کرکے مجھے بلا لیجیے گا"

دوسرا باب

سنگدل نازنین

اُس رات کو عائشہ اور عثمان خان کنور جگت سنگھ کے پاس بہت دیر تک بیٹھے رہے اور کنور جی کا یہ حال تھا کہ ابھی ہوش مین تھے ۔ اور ابھی بیہوش ہو گئے ۔ حکیم صاحب بار بار آئے اور چلے گئے ۔

عائشہ جب تک وہان رہی بالکل کنور جی مین مصروف رہی ۔ بارہ بجے کمرے مین ایک سہیلی آئی اور کہنے لگی "حضور بیگم صاحب نے آپ کو یاد کیا ہے"۔

عائشہ "چلتی ہون" اور اُٹھ کھڑی ہوئی ۔ ساتھ ہی عثمان خان بھی اُٹھا۔

عائشہ ۔ "کیا تم بھی چلے؟"

عثمان خان "اب دیر ہو گئی ہے ۔ مجھے اپنے ساتھ ہی جانے دو"

عائشہ نے سہیلیوں سے کہا "دیکھو کنور جی کی خبر لیتی رہنا"، اور اپنی ماں کی محلسرا کی طرف قدم اُٹھایا۔

عثمان خاں نے راہ میں پوچھا "آج رات تم بیگم صاحب ہی کے وہاں رہوگی؟"

عائشہ "نہیں میں کنور جی کے یہاں پلٹ آؤنگی"۔

عثمان خان "عائشہ تمھاری نیک دلی کی کوئی برابری نہیں کرسکتا۔ کوئی بہن اپنے بھائی کے ساتھ وہ نکرےگی۔ جو تم اپنے باپ کے اس جانی دشمن کے ساتھ کررہی ہو۔ اسمیں زرا شک نہیں کہ تم اسے موت کے مُنہ سے چھینے لیتی ہو"۔

عائشہ نے ایک ادا کے ساتھ مسکرا کر خندہ پیشانی سے کہا "عثمان خان۔ خدا نے مجھے ایک عورت بنایا ہے اور اسی سبب سے سب سے پہلے مجھپر فرض ہے کہ بیماروں کی خدمت کروں در اصل اگر اس معاملے میں غفلت کروں تو بڑی گنہگار ہونگی۔ مگر میں اسکا دعویٰ نہیں کرتی ہوں کہ اپنے فرض ادا کرنے کی مجھے لیاقت ہے۔ لیکن تمھارے دلمیں کیا ترس آگیا کہ اپنے جانی دشمن کی صحت کے لیے روز اُسکی خبر لیتے رہتے ہو اور بڑی سخت جانفشانی کرتے ہو؟ یہ تو میدان جنگ میں تمہارا حریف ہے۔ اور ہمیشہ تمھارا غرور توڑنے پر آمادہ رہا۔ اور اُس شخص پر یہ سلوک کرتے ہو جو تمھارے ہی ہاتھ سے اس حالت کو پہنچا ہے۔ ایسے شخص کے ساتھ اس طرح پیش آنے سے تمھاری نیکنامی بڑھتی ہے"۔

عثمان خان کے چہرہ پر ناگہاں ایک نئی کیفیت پیدا ہوگئی اور کہا "عائشہ زرا دنیا پر نظر کرو۔ جسمیں تمھارا دلربا حسن وجمال بھی شامل ہے۔ تم یقین جانو کہ میری طبیعت ایسی نیک نہیں ہے، جیسا تم سمجھی ہوئی ہو۔ تم نہیں سمجھتیں کہ اگر جگت سنگھ اچھے ہوگئے تو ہمیں کیا فائدہ ہوگا؟ اور اگر ابھی مرجائیں تو ہمیں کیا حاصل؟ میدان جنگ میں مان سنگھ اپنے بیٹے کی بہ نسبت کسی کم مرتبے کا آدمی نہیں ہے۔ اگر ایک جنگجو نہیں ہے تو ہمارے مقابلے پر دوسرا اُٹھکھڑا ہوگا۔ لیکن جبتک کنور جگت سنگھ اچھے ہوں اگر ہم اُنھیں قید میں رکھیں تو ہم مان سنگھ کو دبا سکینگے۔ یقیناً وہ مجبور ہوجائینگے کہ اپنے نازوں کے پالے بیٹے کے چھڑانے کے لیے ہماری شرطیں منظور کرلیں نہیں شہنشاہ اکبر بھی ایک ایسے لائق افسر کے واپس لینے کی غرض سے صلح کی درخواستوں کو مناسب خیال کرینگے علاوہ بریں اگر ہم شریفانہ اخلاق سے پیش آکر جگت سنگھ کو اپنا ممنون بنالینگے تو وہ خود بھی اپنی احسانمندی کے سبب سے اس لڑائی میں ہمارے مناسب حال نتیجہ حاصل کرانے کی کوشش کرینگے اور اُنکی کوششیں بیکار نجائینگی۔ کنور جگت سنگھ کے چھوڑ دینے سے جو دولت ہاتھ لگیگی وہ ہم اور کسی طرح نہیں حاصل کرسکتے۔ غرض تم خیال کرو کہ

جگت سنگھ کی ذات ہمارے حق مین ایسی ہی مفید ہے جیسے کہ ہم میدان مین ایک فتح حاصل ہوجائے۔"

اسمین شک نہین کہ اُنھین خیالات کے باعث جگت سنگھ کے ساتھ عثمان خان اس برتاوے پیش آتا تھا۔ مگر اسکے سوا کچھ اور بھی سبب تھا۔ بعض لوگ اس خوف سے کہ انکو انسانی ہمدردی کے جوش کا الزام نہ دیا جاے اپنے تئین سنگدل ظاہر کرتے ہین۔ اور رحم دلی کی جانب ہمیشہ استہزا سے نظر کرتے ہین۔ گویا اُنکے نزدیک وہ ایک درجہ بزدلی ہے۔ جب اسپر اظہار کا دباو ڈالا جاتا ہے تو اس قسم کے الفاظ کی آڑ ڈھونڈنے لگتے ہین "جناب آپکی جو خوشی ہو اس بارے مین آپ کی مدد کرنیکو مین اپنا خیال بدل دونگا"

عائشہ خوب سمجھے ہوی تھی کہ عثمان خان اسی قسم کے لوگون مین سے ہے اُسنے ہنسکر کہا۔ "عثمان خان۔ جو تمھارے ایسے خودغرض اور دوراندیش ہین وہ جنت مین جاینگے نیکی کا بدلہ کچھ وہین خوب ملیگا"

زرا ٹالنے کی کوشش کرکے عثمان خان نے نیچی آواز مین کہا "اپنے خودغرض ہونے کو مین کسی اور موقع پر ثابت کرونگا" یہ سُنکر عائشہ نے اسطرح عثمان خان پر اپنی نظر ڈالی جسطرح ابر سے بجلی چمکتی ہے۔ عثمان خان نے پھر کہنا شروع کیا "مین ایک امید مین جیتا ہون آخر مین کب تک تمھارا آرزومند رہون؟"

عائشہ نے ایک سنجیدگی سے دیکھا۔ عثمان خان کی نظر اُن نئی نئی اداؤن پر پڑی جو اُسکی نگاہِ ناز سے پیدا ہوی تھین۔ اسکے بعد عائشہ کہنے لگی "اس بارے مین ابا جان سے کہو وہ تمھاری کسی بات سے انکار نہین کرسکتے ہین۔"

عثمان خان "مین نے اس بارے مین کوئی تدبیر اُٹھا نہین رکھی"

عائشہ "پھر اُنھون نے کیا جواب دیا؟"

عثمان خان "اُنھون نے بیگم صاحب سے کہدیا ہے کہ تمھاری شادی اُسکے ساتھ کردیے جسے تم خود منظور کرو۔ مگر آجتک مجھے تمھاری مرضی نہین معلوم ہوی"

عائشہ کا چہرہ پھر ایک خندۂ زیرلب سے چمکنے لگا۔ اور کہنے لگی "ازراہ عنایت بھلا یہ تو بتائیے کہ مرد کب اس قابل ہوے ہین کہ عورتون کے دل کی بات دریافت کرلین؟"

عثمان خان "اسکا کیا مطلب ہے؟"

عائشہ "اسکا یہ مطلب کہ مجھے تمھارے ساتھ محبت ہے" عثمان خان کا خوبصورت چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔ اُسنے پوچھا "یعنے تم مجھے اپنا آیندہ شوہر سمجھکر محبت کرتی ہو؟"

عائشہ "نہین۔ اپنا بہت ہی پیارا بھائی سمجھکر" عثمان خان کا چہرہ اُتر گیا۔ اور چلّا اُٹھا "خدایا! یہ مشکل کبھی حل ہوگی؟ اے پروردگار عالم! ایسے گلاب کے سے چہرے مین تو نے پتھر کا دل چھپا رکھا ہے!"

عائشہ کو اسکی ماں کی محلسرا مین پہنچا کر عثمان خان ایک پُر درد دل کے ساتھ اپنے مقام پر چلا گیا۔

تیسرا باب

"کیا تم تلوّن شعار ہو"

دوسری رات کو اُس کمرے مین جہان کنور جگت سنگھ پڑے ہوے تھے۔ عائشہ عثمان خان اور حکیم صاحب ایک سکوت کے عالم مین بیٹھے تھے۔ عائشہ پلنگ پر بیٹھی کنور جی کو پنکھا جھل رہی تھی۔ اور اسی قسم کے اور کامون مین مشغول تھی۔ حکیم صاحب گھڑی گھڑی کنور جی کی نبض دیکھتے تھے اور کنور جی بیہوش پڑے تھے۔ حکیم صاحب کہتے تھے "غالباً اب اگر بخار اُتر گیا تو انکا کام تمام ہو جائیگا۔ اور اگر نہ اُترا تو یقیناً یہ اچھے ہو جاینگے!"

بخار جلد جلد اُترتا جاتا تھا اور اسی سبب سے سب تشویش مین بحیص و حرکت ہو رہے تھے۔ حکیم صاحب بار بار کنور جی کی نبض دیکھکر کہتے تھے "نبض بہت سست ہے" "دیکھو اور سست ہو گئی" "پھر ذرا تیز ہوئی" بدحواسی کی آواز مین بار بار حکیم صاحب کی زبان سے ایسے ہی کلمات نکلتے تھے۔ ناگہان کنور جی کا چہرہ زرد پڑ گیا۔

حکیم صاحب "لو اب وقت آگیا" عائشہ اور عثمان خان نے ایک سکتے کے عالم مین اس جملے کو سُنا۔ حکیم صاحب اُٹھے اور جگت سنگھ کی نبض دیکھی۔

کچھ توقف کرکے کہا "حالت بُری ہے۔ نبض ٹھیک نہین چلتی" عائشہ کا چہرہ اور زرد ہو گیا۔

یکایک جگت سنگھ کا چہرہ سفید پڑ گیا۔ اور اُس سے ایک غیر معمولی کیفیت ظاہر ہوئی۔ مٹھیان جلدی سے بند ہو گئین۔ اور آنکھین ایک بالکل غیر معمولی طور پر حرکت کرنے لگین عائشہ سمجھی کہ قضا کا چھپٹا پڑنے کو کچھ دیر نہین ہے حکیم صاحب اپنی دوائین لیے تیار بیٹھے تھے۔ ان علامتون کو دیکھکر اُنھون نے مریض کا منہ کھولا۔ اور دوا ڈالدی۔ اب کنور جی کی حالت سنبھلنے لگی۔ رفتہ رفتہ چہرے پر پھر معمولی بحالی آگئی۔ اور اُسی استقلال ہو گیا۔

سفیدی جو سارے جسم پر پھیل گئی تھی جاتی رہی۔ خون نے پھر اپنی حرکت شروع کی۔

مٹھیاں کھل گئیں۔ اور آنکھیں آرام پا کے بند ہو گئیں۔ حکیم صاحب نے بڑی توجہ کے ساتھ نبض دیکھی۔ کچھ دیر نبض پر ہاتھ رکھنے کے بعد وہ خوشی سے چلا اٹھے "اب کچھ ڈر نہیں یہ اچھے ہو جائینگے۔"

عثمان خان نے پوچھا "بخار تو اتر گیا؟"

سقلیپیوس کے متبع نے جواب دیا "ہاں اتر گیا"

عائشہ اور عثمان خان دونوں نے خوش ہو کر دیکھا۔ حکیم صاحب نے کہا "اب کچھ ایسا زیادہ ڈر نہیں ہے اب میرے ٹھہرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ مریض کو یہ دوا ابھی اسی وقت اور پھر بارہ بجے دینا" یہ کہکر حکیم صاحب چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد عثمان خان بھی اپنے گھر گیا۔ عائشہ پہلے کیطرح پھر پلنگ پر بیٹھ کے کنور جی کی خدمت کرنے لگی۔ دوپہر سے کچھ پہلے کنور جی نے آنکھ کھولی۔ پہلے جس چیز پر انکی نظر پڑی وہ عائشہ کا بشاش چہرہ تھا۔ کنور جی کی کنکھیوں سے دیکھنے سے عائشہ سمجھ گئی کہ وہ دل ہی دل میں متحیر ہو رہے ہیں۔ کنور جی کی صورت سے معلوم ہوا کہ جیسے وہ کچھ بولنے کی کوشش کرتے ہیں مگر نہیں بولا جاتا۔

کچھ دیر تک عائشہ کی طرف دیکھکر انھوں نے پوچھا "میں کہاں ہوں؟" یہ پہلا لفظ تھا جو دو دن کے بعد انکی زبان سے نکلا۔

عائشہ نے جواب دیا "قتلو خان کے قلعے میں"

کنور جی نے ذرا ہوش میں آنے کی پھر کوشش کی۔

تھوڑی دیر تامل کرکے انھوں نے کہا "میں یہاں کیوں ہوں؟"

عائشہ پہلے تو چپ رہی پھر بولی "جناب آپ بیمار ہیں"

کنور جی نے سوچکر اور اپنا سر ہلا کر کہا "نہیں۔ میں قیدی ہوں" انکا چہرہ اب متغیر ہو گیا۔

عائشہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ اسنے دیکھا کہ کنور جی کے حواس میں آنیکی قوت پھر زائل ہوئی جاتی ہے۔

پھر کچھ تامل کرکے کنور جی نے پوچھا "از راہ عنایت بتاؤ تم کون ہو؟"

عائشہ "میرا نام عائشہ ہے"

کنور جی "میں نشستیں کرکے پوچھتا ہوں کہ عائشہ کون ہے؟"

عائشہ "قتلو خان کی بیٹی"

---

* ایک حکیم یونانی کا نام ہے۔

کنور جی پھر خاموش ہو گئے - اسکا یہ سبب تھا کہ دیر تک باتین کرنے کی اُنہین طاقت نہ تھی -
کچھ توقف کرکے کنور جی نے پوچھا - "مین یہان کتنے دنون سے ہون ؟"
عائشہ "چار دن سے"
کنور جی "گڑھ مندران ابتک تمھارے قبضے مین ہے ؟"
عائشہ "ہان جناب"
کنور جی "رندھیر سنگھ کا کیا حال ہوا ؟"
عائشہ "وہ قید مین ہین - آج اُنکا مقدمہ پیش ہوگا"
جگت سنگھ کا چہرہ زرد پر زرد ہوتا گیا -
کنور جی "قلعے کے اور لوگ کیسے ہین ؟"
عائشہ نے متردد ہوکر جواب دیا "مین اور کچھ نہین جانتی" -
کنور جی آپ ہی آپ کچھ بڑبڑانے لگے - ایک نام اُنکے مُنہ سے نکل گیا - عائشہ نے سُن لیا
"تلوتما"
عائشہ نزاکت سے اُٹھی اور حکیم صاحب کی دی ہوئی خوش ذائقہ دوا لینے کو گئی
کنور جی عائشہ کے بے نظیر حُسن و جمال اور ادھر اُدھر رخساروں پر ہلتے ہوئے جھمکون کو دیکھنے لگے -
عائشہ دوا لیکر واپس آئی - کنور جی نے پی لی اور کہا "بیہوشی کے عالم مین مین نے دیکھا -
جیسے جنت کی کوئی حور سرہانے بیٹھی میری خدمت کر رہی ہے کیا وہ تمھین ہو ؟ تلوتما ؟"
عائشہ "جناب آپ نے تلوتما کو خواب مین دیکھا ہوگا"

چوتھا باب

گھونگھٹ والی عورت

قلعے پر قبضہ کرنے کے دوسرے دن دوپہر کے وقت قتلو خان اسی قلعے مین اپنا دربار لگائے بیٹھا تھا - دونون طرف اہلِ دربار صف باندھے کھڑے تھے - سامنے آدمیون کا بہت بڑا ہجوم ایک سکوت کے عالم مین تھا - اُسدن رندھیر سنگھ کا مقدمہ فیصل ہونے والا تھا -
کچھ مسلح سپاہی رندھیر سنگھ کو لائے - اُسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا - مگر خوف کی کوئی علامت نہین پائی جاتی تھی - اُسکی چمکتی ہوئی آنکھون سے آگ کی چنگاریان نکلتی تھین - نتھنے پھولے ہوئے تھے - اور گویا اُسنے تیر چل رہے تھے - اسنے اپنے نیچے کا ہونٹ دانتون سے دبا لیا - جب وہ حاضر کیا گیا تو قتلو خان بولا "رندھیر سنگھ آج مین تمھاری نمکحرامی کو

ثابت کرونگا۔ تمنے میری طرف سے بغاوت کیون اختیار کی ؟"
رندھیر سنگھ کا چہرہ سُرخ ہوگیا اُسنے غصّے کو فرو کیا اور کہا "پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ مین نے کیا کیا ؟"
دربار کے ایک آدمی نے رندھیر سنگھ سے کہا "صاحب ادب سے باتین کرو"
قتلو خان "تمنے آدمی اور روپے میرے پاس کیون نہین بھیجے ؟"
بیباک رندھیر سنگھ نے جواب دیا "تم باغی ہو۔ لوگ تمھین ڈاکو کہین تو بجا ہی۔ مین تمھین روپیہ کیون دون ؟ اور کیون تمھارے لیئے فوج مہیا کرون ؟"
حاضرین دربار سمجھ گئے کہ رندھیر سنگھ آپ اپنی موت کا سامان کر رہا ہے۔
قتلو خان کا بدن غصّے سے کانپنے لگا۔ مگر اپنے غصّے پر فوراً غالب آجانے کا طریقہ اُسے خوب معلوم تھا۔ وہ نرا متانت کے ساتھ کہنے لگا "میری سلطنت مین رہکر تم کیون مغلون کی ملکی ؟"
رندھیر سنگھ "مین پوچھتا ہون تمھاری سلطنت کہان ہے ؟"
قتلو خان غضبناک ہوکر چلایا "سُن کافر۔ بدذات تو اپنی حد کو پہنچ جائیگا۔ تو اگر اپنی زندگی کی امید رکھے تو دیوانہ ہے۔ تیرے غرور نے تجھے کسی کام کا نہ رکھا"۔
رندھیر سنگھ نے تحقیر سے ہنسکر کہا "اے قتلو خان جسوقت مین تمھارے سامنے آیا تو مینے تمھارے ہاتھ سے رحم کی امید ہرگز نہین رکھی۔ اور دُنیا مین اُس جان کی کیا ضرورت ہی جو تم ایسے دشمن کے رحم سے بچائی گئی ہو ؟ اگر فقط میری جان لیکر تمھین اطمینان ہوجائے تو تمھاری مرضی کے موافق خوشی خوشی اپنی جان دیدونگا۔ مگر تمنے دھبّا لگا دیا ہے مجھپر اور میری ---- میری جان کی جان کو تمنے ----"
رندھیر سنگھ زیادہ باتین نہ کرسکا۔ اسکی آواز بند ہوگئی۔ آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے۔ بیباک اور غصّہ ور رندھیر سنگھ نے اپنا سر جھکا لیا اور بچون کی طرح رونے لگا۔
قتلو خان خلقی طور پر سخت دل تھا۔ ایسا سخت دل کہ نوع انسان کی تکلیف دیکھکر وہ خوش ہوگیا۔ اپنے مغرور دشمن کی حالت دیکھکر اُسکے چہرے سے خوشی ظاہر ہونے لگی۔
قتلو خان "رندھیر سنگھ۔ میرے ہاتھون سے کچھ چاہتے ہو ؟ اسکا یقین کرلو کہ تمھارا آخری وقت نزدیک ہے" آنسوون نے جلتے ہوئے دل کی ذرا تسکین کردی تھی۔ رندھیر سنگھ نے متانت کے ساتھ جواب دیا "بس اسکے سوا اور کچھ نہین کہ میرے قتل کا جلد ہی حکم دو"
قتلو خان "یہ تو ہوئے ہی گا۔ اور کچھ ؟"۔
رندھیر سنگھ "اس زندگی مین اور کچھ نہین"

قتسلوخان "آخری وقت اپنی بیٹی کو نہ دیکھو گے؟"
اس جملے پر حاضرین دربار غم سے خاموش ہو گئے۔
رندھیر سنگھ کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ اُسنے چیخ کرکے کہا "کیا اس بدنصیب کے پاؤں کے نیچے کچلنے کی بہ نسبت کسی اور بات سے تمھاری خاطر جمع نہو گی؟"
اسکے بعد رندھیر سنگھ نے ذرا کم جوش سے کہا "بس اب ایسا ہی کرو۔ میں اس عالم میں بے دست و پا ہوں لیکن دوسرے عالم میں خدا کی مسند عدالت کے سامنے تمھیں جوابدہی کرنا پڑیگی۔"
یہ بات قتسلوخان کے دل میں لگی۔ کیونکہ بھلا دنیا میں کوئی بھی ایسا گنہگار ہے جسکا دل اُس منتقم حقیقی کا نام سُنکر کانپ نہ اُٹھے؟
قتسلوخان "اب دیر کی ضرورت نہیں۔ جلاد تو اپنا کام کر"
آدمیوں کے بے انتہا ہجوم میں ایسا سکوت پیدا ہو گیا کہ کوئی سانس تک نہیں لیتا تھا۔ اسقدر سکوت تھا کہ سوئی بھی گرتی تو اسکی آواز سُنائی دے جاتی۔
محافظ رندھیر سنگھ کو قتلگاہ کی طرف لیچلے۔ ابھی وہ اُس مقام تک پہنچا نہ تھا کہ کسی مسلمان نے آکر اسکے کان میں کچھ کہا۔ رندھیر سنگھ سمجھ نہ سکا تو اُس شخص نے رندھیر سنگھ کے ہاتھ میں ایک خط دیا۔ تفکر اور بدحواسی کے عالم میں اُسنے خط کو کھولا اور دیکھا کہ بہالا کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اُسنے خط کو سُلکے پھینکدیا۔ اس پھینکدینے سے بہت بڑی ناراضی ظاہر ہوتی تھی۔ جو لایا تھا اُس شخص نے خط اُٹھا لیا اور چلا گیا۔ اسوقت ایک تماشائی نے جو قریب کھڑا تھا باہستہ دوسرے سے کہا "جناب شاید اسکی بیٹی کا خط ہے"
یہ جملہ سُنکر رندھیر سنگھ نے پلٹ کر کہا "میری بیٹی کا ذکر کون کرتا ہے؟ میری کوئی بیٹی نہیں ہے" خط لانے والا جاتے وقت محافظوں سے کہتا گیا۔ میری واپسی تک منتظر رہنا"
محافظوں نے کہا "حضور۔ بہت خوب"
خود عثمان خان خط لایا تھا۔ اور اسی سبب سے محافظوں نے حضور کہکر اُسکی طرف خطاب کیا۔ خط لیکر عثمان خان اندر کے کمرے کی دیوار کے پاس پہنچا۔ وہاں ایک عورت گھونگٹ نکالے کھڑی تھی۔ عثمان خان اُسکے پاس آیا اور ادھر اُدھر دیکھکر ساری سرگزشت بیان کی۔ وہ عورت بولی "آپ کو میں نے بہت ہی تکلیف دی مگر آپ کو ضرور یاد رکھنا چاہیے۔ یہ آپ ہی کی بدولت ہے جو ہم اس دہارے کو پہنچ گئے۔ اسلیے آپ کو موقع دینا چاہیے کہ میں پھر اسبارے میں کوشش کروں۔"
عثمان خان کچھ نہیں بولا۔ وہ عورت جو گھونگٹ میں مُنہ چھپائے ہوئے تھی۔ ایک ایسی آواز سے

جو جوش و خروش کی وجہ سے کانپ رہی تھی۔ کہنے لگی "اگر آپ اس سے انکار ہے تو سمجھیے تو مین بالکل بے یار و مددگار ہون۔ مگر خدا انصاف کرے گا"

عثمان خان "مائی تمھین نہین معلوم کہ کیسا خطرناک کام میرے سپرد کرتی ہو۔ اگر قتلو خان جان جائینگے تو مجھے جان سے مار ڈالینگے۔

عورت "قتلو خان! مجھے کیون دھوکا دیتے ہو؟ قتلو خان تو تمھارے ایک رونئین کو بھی ہاتھ نہین لگا سکتے"

عثمان خان "تم قتلو خان کو نہین جانتین۔ اچھا آؤ۔ مین تمھین قتلگاہ مین لیچلون"

جس وقت دونون قتلگاہ مین پہنچے۔ رندھیر سنگھ ایک برہمن سے جو فقیرون کے بھیس مین تھا باتین کر رہا تھا۔ رندھیر سنگھ اس عورت کو نہین پہچان سکا۔ عورت نے اپنے گھونگٹ کے اندر سے دیکھا اور برہمن کو پہچانا کہ ابھی رام سوامی ہین۔

رندھیر سنگھ "حضرات۔ اب مین آپ کی خدمت مین آخری سلام کرتا ہون! اسکے سوا اور کیا کہون؟ مین اس دنیا مین کسے رکھتا ہون کہ اُسکے ذریعے سے میری عبادتین مقبول ہون کسکے ذریعے سے مین عبادت کرونگا؟"

ابھی رام سوامی نے اپنی اُنگلی سے اُس عورت کی طرف اشارہ کیا جو گھونگٹ نکالے پیچھے کھڑی تھی رندھیر سنگھ اسکی طرف پلٹا۔ معاً اُسنے گھونگٹ اُلٹ دیا۔ اور اپنے تئین رندھیر سنگھ کے زنجیرون سے جکڑے ہوے پاؤن پر ڈال دیا۔ رندھیر سنگھ رکتی ہوی آواز سے چلایا "بمالا!" بمالا ایک جنون انگیز جوش کے ساتھ چیخ اُٹھی "میرے خاوند! میری جان! میرے وارث! آج اس بات کو مین چارون طرف مشہور کردونگی۔ مجھے کوئی نروکے گا۔ میرے شوہر! میری جان کی جان! تم کہان چلے؟ ہمین چھوڑ کے تم کہان چلے؟"

رندھیر سنگھ کی آنکھون سے گویا آنسوؤن کا چشمہ بہ نکلا۔

بمالا کو اپنے ہاتھون سے اُٹھا کر وہ چلایا "بمالا! میری معشوقہ! ہاے! تم ایسے وقت مجھے کیون رلاتی ہو؟ میرے دشمن خیال کرینگے کہ مین موت سے ڈر گیا"

بمالا خاموش تھی۔ رندھیر سنگھ نے آگے کہنا شروع کیا "بمالا رخصت! اس راہ مین تم بھی میری پیروی کرو۔"

بمالا "نہین — کچھ عرصے کے بعد" اس مقام پر بمالا ایسی آواز مین کہنے لگی جو سنی نہین جاتی تھی "پہلے مین اپنے قصور کا معاوضہ کرونگی"

رندھیر سنگھ کا چہرہ ایک بھڑکتے ہوے شعلے کیطرح چمک اُٹھا۔ وہ پوچھنے لگا "خود اپنے ہاتھ سے؟"

بمالا نے اپنے بائین ہاتھ کی اُنگلی سے داہنے ہاتھ کی طرف اشارہ کرکے کہا "خاص اسی ہاتھ سے اب مین اپنا سونے کا زیور بازوون سے اُتار ڈالون - اب اسکی کیا ضرورت ہے ؟" - یہ کہکر اُسنے اپنی چوڑیان اور اور زیور اُتار کے الگ پھینکدیے "یہ ہاتھ اب کوئی زیور نہ پہنین گے - مگر اب اسکے مقام پر لوہے کی کوئی باڑھ دار چیز ہوگی"

رندھیر سنگہ نے خوش ہوکر کہا "تم بیٹیک کامیاب ہوگی - خدا تمھاری مدد کرے گا"

جلاد چلایا "اب مین زیادہ نہین ٹھہر سکتا"

رندھیر سنگھ "بہت اچھا - بمالا - تم اب چلی جاؤ"

بمالا "نہین ایسا نہوگا - مین خاص اپنی آنکھون سے اُس وار کو پڑتے دیکھون گی جو مجھے بیوہ بناتا ہے - مین سارے شبہے تمھارے خون مین ڈبو دونگی"، اتنا کہکر بمالا کی آواز بالکل رُک گئی -

رندھیر سنگھ "یہی سہی"، اسکے بعد رندھیر سنگھ نے جلاد کی طرف اشارہ کیا - بمالا نے بلند کیے ہوے تبر کو آفتاب مین چمکتے دیکھا - اُسکی آنکھین خود بخود جھپک گئین - جب کھلین تو رندھیر سنگھ کا کٹا ہوا سر خون آلود زمین پر اُسکے آگے لڑھک رہا تھا -

بمالا بت بنی کھڑی رہی - نہ تو اسکے سر کا کوئی بال ہوا سے ہلتا تھا - نہ کوئی آنسو آنکھ مین تھا - بغیر جھجکے ہوے اُسنے کٹے ہوے سر پر اپنی نظر مضبوطی سے گڑو دی -

پانچوان باب

بیوہ

تلوتما کہان ہے ؟ ہاے ! بے باپ کی بیکس لڑکی کہان ہے ؟ بمالا کہان ہے ؟ قتلگاہ مین بمالا کہان سے آگئی تھی ؟ اور وہ مہیب حادثہ دیکھکر کہان چلی گئی ؟

رندھیر سنگہ نے آخری وقت اپنی پیاری بیٹی کی صورت کیون نہ دیکھنا چاہی ؟ فقط اُسکا نام لیتے ہی رندھیر سنگہ کی آتش غضب کیون بھڑک اُٹھی ؟ وہ کیون چلا اُٹھا ؟ "میری کوئی لڑکی نہین ہے"، بمالا کا خط اُسنے بے پڑھے کیون پھینکدیا ؟ -

زرا رندھیر سنگہ پر قتلوخان کے عتاب کو یاد کرو - اور دیکھو کیسا مہیب امر واقع ہوا ! -

"زنجیرون مین جکڑا ہوا شیر گرجا تھا" تمنے بھاگا یا مجھے اور میری ——— "

تم پوچھتے ہو "تلوتما اور بمالا کہان ہین ؟"، قتلوخان کی حرم سرا مین تلاش کرو - وہین پاؤ گے زمانے کی یہی رفتار ہے قسمت کا پہیا ایسی ہی بے رحمی سے پھرتا رہتا ہے ! جوانی حُسن

بھولا پن - صاف دلی - اور اور سب چیزین - غرض سب کو اُسکی بیرحمی کا دباؤ روند ڈالتا ہے - قتلو خان نے ایک قاعدہ مقرر کیا تھا کہ جب کبھی کسی گاؤن یا قلعے کی تاخت تاراج مین کوئی خوبصورت عورت گرفتار کیجائے تو وہ خود اُسی کے عیش و عشرت کے لیے بھیجی جاے - گڑھ مندران کی تاخت و تاراج کے دوسرے روز وہان گیا اور قیدیون کے بھیجنے اور وہان کچھ فوج متعین کرنے اور اسی قسم کے اور کامون مین مشغول تھا - بمالا اور تلوتما کو اپنی قیدیون مین دیکھکر اپنے محل کی رونق سمجھکے فوراً اُنھین حرم سرا مین بھیجدیا - اسکے بعد اور معاملات مین مشغول ہوا - اُسنے سنا تھا کہ راجپوتون کی فوج اپنے سردار کے قید ہونے کی خبر سُنکر حملہ کرنے کے ارادے سے قریب آگئی ہے اِس خیال سے اسکا حملہ روکنے کے واسطے ایک فوج مرتب کرنے مین مشغول ہوا - اور انھین معاملات کے سبب سے اسے اپنی نئی حرمون کی صحبت مین بیٹھکر عیش و عشرت کرنے کی فرصت نہین ملی -

بمالا اور تلوتما جُدا جُدا کمرون مین رکھی گئی تھین - اے ناظرین! اسطرف نظر ڈالنے سے کوئی فائدہ نہین - جہان اُمنگون بر آئی ہوی بے باپ کی دردمند لڑکی خاک پر لوٹ رہی ہے اور اُسکا جسم خاک آلودہ ہو رہا ہے - اُدھر دیکھنے سے کیا حاصل ؟ تلوتما پر نظر ڈالنے سے کیا فائدہ ؟ جس زمانے مین کلیون اور پھولون سے آراستہ کی ہوی تر و تازہ جھاڑی موسم بہار کے استقبال کے لیے حرکت کرتی ہوئی اندنون اُسکے مہکنے پر کون ہے جو شوق نہین ظاہر کرتا؟ اور گرمیون کی آندھی مین جب وہ اُس درخت کے ساتھ جس سے لپٹ کر بغلگیر ہوا کرتی ہے اُکھڑ کے گر پڑتی ہے تب کھڑے ہوے درختون کو چھوڑ کر اُسکی طرف کون جاتا ہے؟ لکڑہارا فقط اُسکی لکڑی کو لیجاتا ہے اور اُس جھاڑی کو پاؤن کے نیچے روند ڈالتا ہے -

اے ناظرین آؤ - اور کسی طرف چلین - آؤ دیکھین جہان کام کاجی - ہوشیار خوش - اور رنگین طبیع بمالا کے عوض ایک میلی کچیلی فکرمند اور گریہ و زاری کرنے والی بیوہ اپنی آنکھون کو ساری کے آنچل سے بند کیے بیٹھی ہے - کیا یہی بمالا ہی؟ بمالا! تمھارے بالون کی وہ آب و تاب کہان گئی؟ تمھارا سر اسقدر خون آلود کیون ہو رہا ہے؟ تمھاری عجیب و غریب بیل بوٹیدار ساری کہان ہے؟ تمھاری کُرتی جسپر جواہرات جگمگاتے تھے کیا ہوی؟ یہ کیا حال ہے؟ تمھارے کپڑے اسقدر میلے کیون ہین؟ از راہ عنایت بتاؤ کہ یہ اپنی چھوٹی ذرا سی ساری کیون پہنے ہو؟ وہ زیور اور وہ آویزے جو ادھر اُدھر لٹک کر تمھارے رخسارون کو چومتے رہتے تھے کہان گئے؟ تمھاری آنکھین کیون سوجی ہوی ہین؟ ہائے! وہ دزدیدہ نگاہ کہان ہے؟ یہ تمھاری پیشانی پر زخم کہان سے آگیا یہ خون کہان سے آیا؟

ان سب کا فقط ایک جواب ہی۔ بمالا اب بیوہ ہے۔ وہ عثمان خان کا انتظار کر رہی تھی۔ عثمان خان ایک ایسا شخص تھا۔ جسپر دراصل پٹھان ناز کرتے تھے۔ وہ لڑائی کے کام مین پڑ گیا تھا۔ گویا اسکا پیشہ ہوگیا تھا۔ اور اسی بنا پر جب کبھی اُسنے پوری کامیابی حاصل کرنے کا عہد کرلیا تو اُسکے متعلق کسی کام مین پس و پیش نہین کیا۔ مگر جب لڑائی کی احتیاج نہین باقی رہتی تھی وہ مغلوب پر غیر ضروری غصہ کرنے کا ذرا بھی روادار نہین ہوتا تھا۔ خود قتلو خان نے بمالا اور تلوتما کو اس حالت تک نہین پہنچایا تھا کہ وہ عثمان خان کے ہاتھ مین کچھ بھی نہ رہ سکین۔ یہ عثمان خان ہی کی مہربانی سے تھا کہ بمالا اپنے شوہر کے مرتے دم اُسکو دیکھ سکی۔ بعد ازان جب عثمان خان کو معلوم ہوا کہ وہ خود ویرندر سنگھ کی بی بی ہے اسکا مہربان دل یک بیک نرم ہوگیا۔ وہ قتلو خان کا بھتیجا تھا۔ اور اُسے اجازت تھی کہ اندر کے کمرون مین جہان چاہے جاے۔ یہ تو دیکھا ہی جا چکا ہے کہ قتلو خان کی حرم سرا کی ڈیوڑھی کے بعد آگے کوئی نہین جا سکتا تھا۔ خود اُسکے بیٹے تک نہین۔ عثمان خان تک نہین۔ مگر عثمان خان قتلو خان کا داہنا بازو تھا۔ یہ صرف اُسی کے بازو کی قوت سے تھا کہ قتلو خان کی حکومت دریاے امودر کے کنارے تک پہنچگئی۔ انھین سبون سے قلعے کے سب لوگ عثمان خان کی ویسی ہی اطاعت کرتے تھے جیسی خود قتلو خان کی۔ اور اسی صبح کو بمالا اپنے شوہر کو اُسکے قتل ہونے کے پہلے دیکھنے گئی تو کسی نے بھی نہین روکا تھا اس ماجرے کے دو روز بعد بمالا نے اپنے باقی زیور اُس لونڈی کو دیے جو اُسپر مامور تھی وہ پوچھنے لگی "بیوی آپ کا کیا حکم ہے؟"

بمالا "عثمان خان کے پاس جس طرح کل گئی تھین اُسی طرح مہربانی کرکے آج بھی چلی جاؤ۔ اور کہو بمالا عرض کرتی ہے کہ ایک مرتبہ اور اُسکے پاس ہو جایئے۔ اور کہنا یہ میری پچھلی درخواست ہے۔ اس قسم کی مہربانی کی پھر کبھی مین خواہش نہ کرونگی۔"

لونڈی گئی۔ عثمان خان کہنے لگا "میرے وہان جانے مین میرے اور اُنکے دونون کے لیے خطرہ ہے۔ کہنا مجھ سے ملنے کو خود وہی میرے یہان چلی آئین۔"

بمالا نے لونڈی سے پوچھا "مین کیسے جا سکونگی؟"

خادمہ "اُنھون نے کہا ہے اسکی تدبیر مین خود کر لونگا۔"

جب کچھ رات گزری عائشہ کی ایک لونڈی اندر آئی۔ اور اُس خواجہ سرا سے جو محلسرا کا نگہبان تھا کچھ کہکے بمالا کو عثمان خان کے پاس لے گئی۔

عثمان خان "فرمایئے اور آپ مجھ سے کیا چاہتی ہین؟"

بمالا: ”ایک چھوٹا کام۔ قوم راجپوت کے کنور جگت سنگھ زندہ ہین؟“

عثمان خان: ”ہان زندہ ہین۔“

بمالا: ”قید ہین؟“

عثمان خان: ”ہان قید ہین۔ مگر اب قید خانے مین نہین ہین۔ وہ اپنے زخمون کے مارے صاحب فراش ہوگئے ہین۔“

بمالا نے چیخ کر کہا: ”ان بدنصیب عورتون مین جو کوئی شامل ہوگیا اُسکی قسمت مین بھی بُری حالت ہی لکھی ہوئی ہے۔ یہ سب پرمیشر کے ہاتھ ہے۔ جب وہ ہوش مین آئین تو ازراہ عنایت یہ خط اُنھین دیدیجیے گا۔ ابھی اسکو اپنے ہی پاس رکھیے۔ بس یہی میری درخواست ہے۔“

عثمان خان نے خط واپس دیا۔ اور کہا: ”مجھے معاف رکھیے۔ یہ کام مین نہین کرسکتا۔ یون تو کنور جی جاہے جس طرح رکھے جاتے ہون۔ مگر اب وہ قیدی ہی سمجھے جاینگے۔ ایسے شخص کے پاس کوئی خط بے اُسکا مضمون دیکھے پہنچا دینا خلاف قاعدہ ہے۔ علاوہ برین یہ امر ہمارے حاکم کے حکم کے بھی خلاف ہے۔“

بمالا: ”جناب میرا اعتبار کیجیے۔ اسمین کوئی ایسی بات نہین جسکی وجہ سے یہ روک رکھا جاسکے آپ بغیر کسی قسم کا تردد کیے اسے پہنچا سکتے ہین۔ اور جناب جو آپ اپنے حاکم کا ذکر کرتے ہین تو یہ فقط کہنے کی بات ہے۔ خود آپ ہی اپنے حاکم ہین۔“

عثمان خان: ”اور باتون مین چچا کی مرضی کے خلاف مین کرسکتا ہون۔ مگر اس معاملے مین نہین۔ جب آپنے کہدیا کہ اس خط مین کوئی خدشہ نہین ہے تو مین اس بات کا اُتنا ہی زیادہ یقین کرسکتا ہون جس قدر کہ مجھ سے آپ سے ربط ضبط ہوگیا ہے۔ مگر اس بنا پر کسی قانون کو نہین توڑ سکتا۔ اس معاملے مین آپ کی خدمت کرنے کے متعلق مین بالکل بے اختیار ہون۔“

بمالا نے غمگین ہوکر کہا: ”بہتر۔ تو آپ اسے پڑھ سکتے ہین۔“

عثمان خان نے خط لیا اور پڑھنا شروع کیا۔

چھٹا باب

بمالا کا خط

”کنور جی!

ایک دن مین نے وعدہ کیا تھا کہ اپنی سوانح عمری آپ پر ظاہر کرونگی اُسکا وقت آگیا۔

مجھے تو امید تھی کہ جس وقت تلوتما تخت زبیر پر بیٹھے گی اُسوقت اپنی خاص سرگزشت بیان کرونگی۔ افسوس۔ وہ امید خاک مین ملگئی۔ آپ غالباً چندروز مین سن لینگے کہ دنیا مین نہ تلوتما ہے۔ نہ بالا ہے۔ ہماری زندگی کے دن گنے ہوے ہین۔

اسی سبب سے مین آپ کو یہ خط لکھتی ہون۔ مین بڑی گنہگار ہون۔ مین اپنی زندگی مین بہت گناہون کی مرتکب ہوی ہون۔ جب مین باقی نہ رہونگی۔ لوگ میری بُرائی کرینگے۔ میری یادگار بدنامیون کا کیا بڑا بوجھ ہوگا! اُسوقت کون ہوگا جو میرے نام سے بدنامی کا دھبا دھوئے گا؟ ایسا کون دوست ہے؟

ایک دوست ہے مگر وہ عنقریب دُنیا کو چھوڑ دے گا۔ اور ریاضتون مین مشغول ہوجائے گا۔ ابھی رام سوامی سے میرا مقصد نہ حاصل ہوگا۔ کنور جی۔ اسی لیے مین نے آخر مین ہمت باندھی تھی کہ آپ کے عزیزون مین شمار کیے جانے کی امیدون مین غرق ہوجاؤن۔ از راہ عنایت ایک دن ویسا ہی کیجیے گا جیسا ایک عزیز کرتا ہے۔ مین یہ کس سے کہہ رہی ہون؟ ہم کمبخت عورتون کی قسمتین شعلون کے مثل ہین۔ اُنھون نے اُن دوستون کو بھی جلادیا جو ہمارے پاس تھے جناب جہان تک ہوسکے اپنی ذلیل لونڈی کی التجا کو یاد رکھیے گا۔ لوگ جب کہنے لگین بمالا شہوت پرست تھی۔ بمالا لونڈی کے بھیس مین ایک بیوی تھی تو ازراہ عنایت آپ فرمادیجیے گا کہ بمالا ذلیل خاندان مین پیدا ہوی تھی۔ بمالا کمبخت تھی۔ وہ نفس کی پُرزور خواہشون مین پڑگئی تھی۔ وہ ہزارہا گناہون کی مرتکب ہوی تھی۔ مگر بمالا شہوت پرست نہ تھی۔ وہ جو اب جنت مین ہے اُسنے میری خوش نصیبی سے خاص مروجہ طریقے پر میرے ساتھ شادی کی۔ میرے خاوند نے ایک دن بھی میری نسبت بیوفائی کا گمان نہین کیا۔

یہ بات ایسی مشہور نہ تھی۔ اب اسکا کون یقین کرے؟ رہی یہ بات کہ بیوی ہوکر لونڈی کے بھیس مین کیون رہا کی سُنیے۔

ایک خاص برہمن ساسی سکھار ابھتاچاریا نامے گڑھ مندران کے متصل ایک گاؤن مین رہتا تھا۔ ساسی سکھار ایک دولتمند برہمن کا بیٹا تھا۔ اپنی جوانی کی عمر مین اُسنے پوری تعلیم پائی مگر تعلیم اسکے چال وچلن کے گناہ کو نہ دفع کرسکی۔ باوجود اسکے کہ بھگوان نے سب وصف اُسکو مرحمت کیے تھے۔ مگر اسکے مزاج مین ایک سخت غصہ پیدا کردیا تھا۔ معمول ہے کہ جوانی مین غصہ بہت ہوا کرتا ہے۔

اُن دنون گڑھ مندران مین ایک عورت رہتی تھی۔ وہ عورت اپنے شوہر کے گُم ہوجانے سے جو کہ جادو سے نگہ کے ہمراہیون مین تھا پژمردہ ہوگئی۔ وہ معمول سے زیادہ حسین تھی اُسکا

شوہر شہنشاہ دہلی کی فوج مین سپاہیون مین نوکر تھا اور گھر سے بہت دور تھا - اوس عورت اور ساسی سکھارا مین باہم محبت پیدا ہوگئی - تھوڑی دنون مین وہ عورت حاملہ ہوی - آگ اور گناہ زیادہ چھپ نہین سکتے ہین - ساسی سکھارا کی اس نالائقی کی خبر اُسکے باپ کے کانون تک پہنچی اُسکے بیٹے نے دوسرے خاندان پر جو دھبّا لگایا تھا اُسکے مٹانے کی غرض سے ساسی سکھارا کے باپ نے اُس عورت کے شوہر کو خط لکھا اور جلد ہی وطن مین بُلالیا - اُسنے اپنے نالائق بیٹے کو سخت ملامت کی - مان باپ کے ہاتھ سے اسطرح بےعزت ہوکر ساسی سکھارا نے وطن چھوڑ دیا -

وہ بنارس گیا وہان ایک ڈنڈی[1] کا شہرہ سنا کہ وہ عجیب وعزیب علم وفضل کا آدمی ہے اور اُس سے پڑھنا شروع کیا - چونکہ نہایت ہی ذہین شخص تھا اُسنے درشنا[2] مین کمال حاصل کرلیا اور علم نجوم مین بہت بڑی مہارت پیدا کی - اُستاد نے اُسے بڑے شوق سے پڑھایا -

ساسی سکھارا نے گھر مین ایک شودر عورت کو رکھ لیا تھا - اُس عورت کی ایک نظر فریب لڑکی تھی - برہمن کی تعظیم وتکریم کی غرض سے وہ نوجوان عورت اُسکا کھانا پکادیا کرتی تھی اور گھر کے اور کام بھی کردیتی تھی - اولاد کو چاہیے کہ اپنے مان باپ کے شرمناک واقعات کی پردہ پوشی کرے - اب مین اور زیادہ کیا بیان کرون ؟ اُس شودر لڑکی سے یہ کمبخت عورت پیدا ہوی -

یہ حال سنکر اُستاد نے اپنے شاگرد سے کہا کہ بیٹا - مین پاپی اور بدکار لوگون کو نہین پڑھاتا ہون - کچھ شرم ہے تو بنارس مین اپنا مُنہ نہ دکھلاؤ - ساسی سکھارا نے شرم کے مارے بنارس کو چھوڑ دیا - جب میرے نانا نے میری مان کی بےعزتی کا خیال کیا تو اُسے اپنے گھر سے نکالدیا -

میری غریب مان مجھے لےکر ایک جھونپڑے مین آئی - وہ محنت مزدوری کرکے اپنی اور میری زندگی بسر کرنے لگی - چند برس بعد جاڑون کے موسم مین ایک دولتمند پٹھان جو بنگالے سے دہلی جاتا تھا - وہ ٹھہرنے کے لیے بنارس مین جانا چاہتا تھا - جب وہ شہر مین پہنچا رات زیادہ آچکی تھی اور اُسنے کہین ٹھہرنے کی جگہ نپائی - اُسکے بال بچے ہمراہ تھے - ہمارے جھونپڑے کے قریب آکر اُسنے رات بسر کرنے کی اجازت چاہی - کہنے لگا کہ کوئی ہندو مجھے پناہ دینے پر نہین راضی ہوتا اِس بچے کو لیکر ہم کہان جائین ؟ یہ زیادہ سردی کی تاب نہین لاسکتا - میرے ساتھ بہت آدمی نہین ہین اور اِس جھونپڑے مین ہمارے لیے کافی جگہ نکل آئیگی - مین تمھین

[1] ڈنڈی اس پوجاری کو کہتے ہین جو شیوجی کا پوجا کیا کرتا ہو -

[2] ہندوون کا فلسفیانہ قانون -

خاطر خواہ انعام دونگا" پٹھان کسی ضروری کام کو بہت عجلت کے ساتھ دہلی جاتا تھا۔ صرف ایک نوکر ہمراہ تھا۔ میری ماں جیسی غریب تھی ویسی ہی رحم دل بھی تھی۔ خواہ روپے کی لالچ سے یا اُس بچے کے حال پر ترس کھاکر اُسنے پٹھان کو اپنے جھوپڑے مین رہنے کی اجازت دی۔ پٹھان چراغ جلاکر اپنے بال بچے سمیت ایک طرف سو رہا۔ دوسری طرف ہم پڑ رہے۔ بنارس کے باشندون کو اُن دنون لڑکے چرالیجانے والون کا نہایت ہی خوف سمایا ہوا تھا۔ مین اُس زمانے مین چھ برس کی تھی۔ تمام ماجرا تو نہین بیان کرسکتی اُتنا ہی بیان کرسکتی ہون جتنا اپنی ماں کی زبانی سنا ہے۔

آدھی رات کا وقت تھا۔ چراغ جل رہا تھا۔ ایک چور سیندھ دیکر اندر گھس آیا اور پٹھان کے لڑکے کو چرالیگیا۔ مین اُسوقت جاگ پڑی اور اُس حادثے کو دیکھا۔ مینے ایک ایسی چیخ ماری کہ سبکو جگا دیا۔

پٹھان کی جورو نے بچے کو اپنے پہلو مین نپایا تو وہ چلّا اُٹھی۔ چور اُسوقت باہر لڑکے کو لیے جاتا تھا پٹھان اس شخص پر جھپٹ پڑا۔ بال پکڑ کے اُسکو کھینچا۔ اور لڑکا چھین لیا۔ مجرم نے چونکہ نہایت ہی الحاح و زاری سے رحم کی درخواست کی لہذا پٹھان نے اُسکا ایک کان کاٹکر چھوڑدیا۔

یہانتک پہنچکر عثمان خان خیالات مین ڈوب گیا۔ اُسکے بعد بمالا سے کہا "پہلے تمہارا کچھ اور نام تھا نا؟"

بمالا "ہاں میرا ایک اور نام تھا۔ وہ مسلمانون کا ایسا نام تھا۔ اور اسی لیے میرے باپ نے بدل دیا"

عثمان خان "وہ کیا نام تھا؟ ماہرو؟"

بمالا نے متحیر ہوکر پوچھا "جناب آپ کو کیونکر معلوم ہوگیا؟"

عثمان خان "وہ لڑکا مین ہی ہون"

بمالا متحیر ہوگئی۔ اور عثمان خان نے پھر خط پڑھنا شروع کیا۔

"صبح کو جب پٹھان کوچ کرنے لگا اُسنے میری ماں سے کہا "تمہاری بیٹی نے جو احسان مجھپر کیا ہے مین ابھی اُسکا معاوضہ نہین کرسکتا۔ مگر تمہاری جو خواہش ہو مجھے بتادو۔ مین دہلی جاتا ہون۔ تم جو کہو دِلّی وہان سے بھیجدونگا۔ اگر روپیہ چاہتی ہو مین وہی بھیجدونگا" میری ماں بولی "مین روپیہ نہین چاہتی۔ مین محنت مزدوری کرکے اپنے دن اچھی طرح کاٹ لیتی ہون۔ لیکن اگر شہنشاہ یہ معمار اکھڑا شہر ——

پٹھان نے بات کاٹ کر کہا "ہاں میرا اثر ہے۔ شاہنشاہی دربار میں تمہارا جو کام ہو میں کر سکتا ہوں"

میری ماں نے کہا "تو آپ مہربانی کر کے کوشش کیجیے گا کہ اس لڑکی کے باپ کی کچھ خبر معلوم ہو۔ اور جو خبر معلوم ہو میرے پاس بھیجد یجیے گا"

پٹھان نے اس امر کا وعدہ کیا۔ میری ماں کو اُسنے کچھ نقد دینا چاہا مگر اُس نے انکار کیا۔ اس وعدے کے موافق پٹھان نے کچھ شہنشاہی عہدہ داروں کو میرے باپ کی خبر دریافت کرنیکے لیے مقرر کیا مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ اس واقعے کے چودہ برس بعد لوگوں کو میرے باپ کی خبر ملی۔ اور میری ماں کو اسکی اطلاع کر دی گئی۔ میرے باپ دہلی میں تھے۔ اُنھوں نے اپنا پہلا نام ساسی سکھا راجھٹا چار جیا بدلکر ابھی رام سوامی رکھ لیا تھا۔ جب یہ خبر ہمارے پاس پہنچی میری ماں اس دنیا سے کوچ کر چکی تھی۔ اگر جنت اُس عورت کے حصے میں آسکتی ہے جسنے بغیر متبرک طریقے اور مبارک رسموں کے شادی کر لی ہو۔ تو میری ماں ضرور جنت میں جائیگی۔ جب میں نے اپنے باپ کی خبر پائی بنارس مجھے اچھا نہ معلوم ہوا۔ اب ماں بھی زندہ نہ تھی۔ یہ خیال کر کے کہ روے زمین پر باپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے۔ اور جب وہ دہلی میں ہے تو میں کیوں بنارس میں رہوں؟ اپنے باپ سے ملنے کو تنہا روانہ ہوئی۔ پہلے تو مجھے دیکھکر ناراض ہوے مگر جب میں درد مندی سے روئی تو اُنھوں نے اپنی خدمت میں رہنے کی اجازت دی۔ اُنھوں نے میرا پہلا نام ماہرو بدل کر بمالا نام رکھدیا۔ میں بڑی جانفشانی سے اپنے باپ کی خدمت کرنے لگی۔ اس کام میں متواتر استقلال سے میں مصروف رہی۔ اُسکی محبت قائم رکھنے کی کوشش میں یہ سب خدمتیں بجالانے سے کوئی خود غرضی مقصود نہ تھی۔ اصل میں اُنکی خدمت کرنے سے میرے دلکو خوشی حاصل ہوتی تھی۔ میںنے جان لیا تھا کہ اُنکے سوا میرا کوئی نہیں ہے۔ میںنے خیال کیا کہ اُنکی خدمتگزاری کے سوا روے زمین پر میرے لیے کسی بات میں خوشی ہی نہیں ہے۔ خواہ میرے تعظیم و تکریم کرنے سے یا انسانی طبیعت کے کسی اور خاصے سے اُنکے دلمیں بھی میری طرف سے محبت پیدا ہو گئی۔ محبت بہتے دریا کے مثل ہے۔ جتنا زیادہ بہتا ہے اُتنا ہی زیادہ مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ جسوقت میرے پیارے شوہر قتلگاہ کی زمین پر قتل کا صدمہ اُٹھانے کو تھے اُسوقت مجھے معلوم ہوا کہ اُنکو میری محبت سمندر کی تھاہ سے بھی زیادہ گہری تھی۔

ساتواں باب

بمالا کا باقی خط

دوگنو رجی صاحب - مین آپ سے ابھی عرض کر چکی ہون کہ گرمھ مندر ان کی رہنے والی ایک غریب عورت میرے باپ سے حاملہ ہوگئی تھی - اُسکی قسمت میری مان کی قسمت سے ایسی مشابہ تھی گویا دونون کی ایک ہی قسمت تھی - اُسکے بھی ایک لڑکی پیدا ہوی - اور تھوڑے دنون کے بعد بیوہ ہو جانیکے سبب سے وہ بھی میری مان کی طرح محنت مزدوری کرکے بسر کرنے لگی یہ کچھ فرض نہین ہے کہ جو چیز پیدا ہو وہ اپنی اصل کے مشابہ بھی ہو - نازک درخت پہاڑون کے سینے پر پایا جاتا ہے - تیرہ و تارکان مین سے جگمگاتے ہوے جواہرات نکلتے ہین - زمین پر شعاعین ڈالنے والا تارہ غریب عورت کے جھوپڑے پر بھی چمکتا ہے - اُس بیوہ کی بیٹی گڑھ مندر ان مین اعلیٰ عزتون کا نمونہ خیال کیگئی - زمانہ عجیب وغریب امور پیدا کیا کرتا ہے - اُس بیوہ کی بدنامی کا داغ زمانے نے مٹادیا - اکثر لوگ یہ بات بھول گئے کہ اُسکی لڑکی پاکدامنی سے نہین پیدا ہوی تھی - بعض لوگون نے تو جانا ہی نتھا - چند لوگون کے سوا غالباً قلعے کا کوئی آدمی نہین جانتا تھا اور مین کیا بیان کرون؟ وہ حسینہ وجمیلہ لڑکی تلوتما کی مان ہوی -

جب تلوتما اپنی مان کے پیٹ مین تھی اُسی زمانے مین میری زندگی کا وہ خاص ماجرا واقع ہوا جو تلوتما کی مان کی شادی ہی سے پیدا ہوا تھا - اُنھین دنون مین ایک روز میرے باپ اپنے داماد کو جھوپڑے کے پاس لے آئے - اُنھون نے اپنے کسی چیلے کی طرح داماد کو باہر ہی ٹھہرایا - یہ ٹھیک ٹھیک حال مجھے اُس ولی کی زبانی معلوم ہوا ہے جس سے میری شادی ہوی تھی - جیسی ہی اُسپر میری نگاہ پڑی میرا دل میرے قابو مین نہین رہا - وہ ہر روز میرے باپ کے پاس آتا تھا - اور دیر تک ٹھہرتا تھا - بہت سے امور کے متعلق باتین کیا کرتا تھا اور مختلف حکایتین بیان کرتا تھا - میرے وجد مین آجانے والے کانون نے اُن شیرین نغمون کو یاد کرلیا - مین نے اپنے تئین دل وجان سے اسکے ہاتھ بیچ ڈالا - اپنا جسم اور اپنی جان دونون ایکدوسرے کا خیال دل مین رکھنے لگے - مینے اپنے دل کا حال اُس سے بیان کردیا - اُسکے چپکے چپکے باتین کرنے کا لوچہ نے کی آواز کی طرح ابتک میرے کانون مین بھرا ہوا ہے - اگرچہ مین نے اپنے دل کو سستا بیچ ڈالا مگر مان کی کمبخت قسمت ابتک میرے دل کے لیے بھی موجود تھی - مینے اُس ناشگفتہ موتی کے بیچ ڈالنے کا ارادہ کیا جو میرے جہیز مین تھا - یعنے اپنی بکارت نذر کرنا چاہی - مگر اس طریقے سے بھی اُسکی آتش شوق سرد نہین ہوی - جو ماجرا پیش آیا اُسکو میرے باپ بھی سمجھ گئے تھے - مین نے ایکروز اپنے باپ اور اپنے مالک کو آپسمین یہ باتین کرتے سن لیا -

میرے باپ نے کہا ' بملا کو چھوڑ کر مین نہین رہ سکتا لیکن ہان اگر وہ تمہاری بیاہتا بی بی

ہو جاے تو مین تمھارے ہی ساتھ رہون گا۔ مگر تمھارا اچھا اور ارادہ ہو تو۔ میرے مالک نے بات کاٹ کر کسی قدر برافروختگی کے ساتھ کہا "حضرت! بھلا مین شودر عورت کے ساتھ کیسے شادی کر سکتا ہون؟"

میرے باپ نے طنز کی راہ سے کہا "اور تم حرامی لڑکی کے ساتھ کیونکر شادی کر سکے؟"

میرے مالک نے ذرا افسوس کر کے کہا "جسوقت مینے اس سے شادی کی تھی اُسوقت یہ جانتا ہی نتھا کہ وہ ایسی ہے۔ مگر اب اصل و حقیقت جان بوجھکر بھلا مین کیسے ایک شودر عورت کے ساتھ شادی کر سکتا ہون؟ علاوہ برین آپ کی بڑی بیٹی کی ولادت اگرچہ ناجائز طور پر ہوی مگر وہ شودر نتھی"

میرے باپ نے کہا "غرض تم شادی سے انکار کرتے ہو۔ اچھا تو اب میری ملاقات کو تمھارا یہان آنا نامناسب ہے۔ تمکو جھونپڑے مین آنیکی ضرورت نہین۔ ملاقات کے لیے مین خود تمھارے گھر پر چلا آیا کرونگا"

اُس روز سے اُنھون نے یکبارگی آنا چھوڑ دیا۔ روز اُنکے آنے کا مین بڑے شوق سے انتظار کیا کرتی تھی مگر بیفائدہ۔ آخرکار (شاید زیادہ صدمہ مفارقت نہ اُٹھا سکنے کے باعث) اُنھون نے پھر آنا شروع کیا۔ اُنکی مفارقت کے زمانے مین مجھے معلوم ہوا کہ عاشق کسے کہتے ہین اسی وجہ سے اُنکی پچھلی ملاقاتون کے زمانے مین مینے قصد کر لیا کہ سابق کیطرح اب شرمناک نہ کرونگی۔ اسبات کو میرے باپ سمجھ گئے۔ ایکدن اُنھون نے مجھے بلایا۔ اور کہا " دیکھو۔ مینے جوگیون کی طرح زندگی بسر کرنا اختیار کر لیا ہے۔ یہ نہین ہو سکتا کہ ہمیشہ تمھارے ہی ساتھ رہون۔ مین سفر کو جایا چاہتا ہون۔ جب مین تمھین چھوڑ جاؤنگا تو تم کہان جاؤگی؟"

اپنے والد کی مفارقت کے خیال سے مین رونے لگی اور کہا "مین آپ کے ساتھ جاؤنگی" اور یہ کہتے ہی مجھے اپنے مالک کا خیال آگیا اور کہا " یا اکیلی رہونگی جس طرح پہلے بنارس مین رہا کرتی تھی"

میرے باپ نے جواب دیا "نہین بالا۔ مینے ایک عمدہ ترکیب سوچی ہے جب مین جاؤنگا تو تمھارے لیے ایک بہت اچھی حفاظت کی جگہ مہیا کر دونگا۔ تم مہاراجہ مالسنگہ کی نئی رانی کی خادمہ بنکر رہنا"

مین چلائی "صاحب۔ مجھے چھوڑ نہ دیجیے"

اُنھون نے جواب دیا "نہین۔ نہین۔ ابھی تو مین کہین نہین جاتا ہون۔ تم مانسنگہ کے

محل مین ابھی چلی جاؤ۔ فی الحال مین یہین رہونگا۔ اور ہر روز تم سے ملا کرونگا۔

تمھارے وہان رہنے کی طرف سے جب اپنی خاطر جمع کر لونگا تب اپنی ضرورت کو کہین جاؤنگا"۔

اے کنورجی! مین آپ کے گھر مین رہ چکی ہون۔ اس طریقے سے میرے باپ نے مجھے اپنے داماد کے سامنے سے دور کیا۔ اے کنورجی! مین بہت دنون تک آپ کے والد کے محل مین رہی ہون۔ مگر آپ اس بات کو نہین جانتے ہین۔ آپ اُن دنون صرف دس برس کے تھے۔ اور راجپوت کے محل مین اپنی والدہ کے پاس رہتے تھے۔ یہ اس زمانے کا ذکر ہے جب مین دہلی مین آپ کی نئی سوتیلی ماں کی خدمت مین مصروف تھی۔ بیشمار عورتین پھولون کے ہار کیطرح مہاراجہ مان سنگھ کے گرد رہا کرتی تھین۔ آپ اپنی سب سوتیلی ماؤن کو جانتے ہین؟ آپ کو راجہ جودھپور کی بیٹی رانی اُرمیلا یاد ہین؟ مجھپر اُرمیلا رانی کی جو مہربانیان تھین اُنھین کسطرح بیان کرون؟ اُنھون نے مجھے سہیلی یا خادمہ نہین سمجھا۔ اُنھون نے مجھے ایک پیاری بہن کی نگاہ سے دیکھا۔ اُنھین کی پرورش سے مینے عمدہ تعلیم پائی۔ یہ اُنھین کی مہربانی ہے کہ مجھے کاڑھنا اور سینا پرونا آگیا۔ اُنھین کے خوش کرنے کے لیے مین نے گانا اور ناچنا سیکھا۔ لکھنا خود اُنھون نے مجھے سکھایا۔ جو آپ کی خدمت مین یہ سطرین لکھنے کے قابل ہوئی یہ اُرمیلا رانی ہی کی عنایتون کا صدقہ ہے۔

اُرمیلا رانی کے مہربان ہاتھون سے مینے بہت اچھی قسمت پائی۔ اُنھون نے مجھے مہاراجہ صاحب سے ملایا اور اُنکی نگاہ مین بھی ویسا ہی پیارا بنادیا جیسی کہ مین خود اُنکی نگاہ مین تھی۔ مینے گانے اور ناچنے مین کچھ لیاقت پیدا کی تھی۔ مہاراجہ صاحب میرا گانا سنکر اور میرا ناچنا دیکھکر خوش ہوے۔ چاہے اسکا سبب جو کچھ ہو مگر وہ مجھے اس نظر سے دیکھتے تھے گویا مین خاص اُنکے خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ میرے باپ اکثر مہاراجہ صاحب کی ملاقات کو آیا کرتے تھے اور مہاراجہ صاحب اُنکی تعظیم کرتے تھے۔

رانی صاحب کے ساتھ مین بہت خوش تھی۔ فقط اس امر کا البتہ مجھے غم تھا کہ وہ شخص جسکے لیے اپنی عزت کے سوا ہر چیز دے دینے پر مین آمادہ تھی اُسکو ایک مدت سے نہین دیکھا تھا اُسنے اپنے دل سے مجھے کیا بھلا دیا تھا؟ نہین۔ کنورجی! آپ اُس سہیلی کو جانتے ہین جسکا نام اُثمنی تھا؟ بیشک جانتے ہونگے۔ مین نے اُثمنی سے دوستی پیدا کی۔ اپنے شوہر کی خبر لانے کے لیے مینے اُسے روانہ کیا۔ وہ اُنکی خبر لائی۔ اب مین کیا کہون کہ اُنھون نے جواب مین کیا کچھ کہلا بھیجا۔ مینے اُثمنی کے ہاتھ اُنھین خط بھیجا۔ اُنھون نے جواب لکھا۔ یونہین دن پر دن گزرتے رہے۔ جدائی کے زمانے مین اسطرح ہمنے آپسمین

باتین کین۔

اسی طریقے پر تین برس گزر گئے - اتنی بڑی مفارقت کے بعد بھی جب ہم مین سے ایک دوسرے کو کوئی نہین بھولا تو ہم سمجھ گئے کہ ہمارا عشق ہوا کے مثل نہین ہے بلکہ کنول کی طرح اسکی جڑ بہت گہری ہے۔

مجھے یہ نہین معلوم کہ کیون - مگر آخر یہ ہوا کہ میرے مالک کے ہاتھ سے صبر جاتا رہا - اُسنے ایکروز ساری باتین ہاتھ سے کھو دین - مین اپنے کمرے مین اکیلی سو رہی تھی ناگہان چونک کر دھندلی روشنی مین کیا دیکھتی ہون کہ میرے سرہانے کوئی شخص کھڑا ہوا ہے -

یہ شیرین آواز میرے کان مین آئی "میری جان ڈرو نہین - مین ہی ہون تمہارا عاشق" مین کیا جواب دیتی؟ تین برس کے بعد ملکر مین سب باتین بھول گئی تھی - مینے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور رونے لگی - جب بولنے کی طاقت آئی - مینے پوچھا "محل مین تم کیونکر آئے؟" اُنھون نے کہا "اشمنی سے پوچھو - بھشتی کا بھیس بدلکر اُسکے ساتھ مین محل کے اندر داخل ہوا"

مینے پوچھا "تو اب کیا کرین؟"

اُنھون نے کہا "کیون؟ تمہارا کیا مطلب ہے؟"

مین نے دل مین سوچا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ کیا تدبیر کرون؟ میرا خیال اُس طرف گیا جس امر کو میرا دل چاہتا تھا - مین اسی خیال مین تھی کہ ناگہان کمرے کا دروازہ کھلا اور مہاراجہ مانسنگھ سامنے آکر کھڑے ہو گئے -

اب تفصیل کی کیا ضرورت ہے؟ میرے مالک قید کر لیے گئے - مہاراجہ مانسنگھ نے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ اُنھین قانونی سزا دونگا - شاید آپ سمجھ سکتے ہین کہ اس سے مجھپر کیا گزری مین روتی ہوئی مہارانی اُرمیلا کے قدمون پر گر پڑی - مینے بے تکلف وہ امر کہدیا جو کہنے کے قابل تھا - سارے گناہ کا بوجھ مین نے اپنے سر پر لے لیا - اپنے باپ سے ملکر مین اُنکے قدمونپر بھی گری - مہاراجہ اُنکی تعظیم کرتے تھے وہ اپنا گرو سمجھکر اُنکا ادب کرتے تھے - مین نے خیال کیا کہ اُنکے کہنے سے وہ بیشک راضی ہو جاینگے - مین نے یاد دلایا کہ اپنی بڑی بیٹی کی تقدیر کا خیال کیجیے - مین خیال کرتی ہون کہ وہ مہاراجہ سے کچھ مشورہ کر چکے تھے - میری درخواستون کی جانب سے اُنھون نے اپنے کان بہرے کر لیے اور غضبناک ہو کر کہا کہ "بدبخت تو نے ایکبارگی شرم کو خدا حافظ کہدیا؟"

مہارانی اُرمیلا نے مہاراجہ کی خدمت مین میری حمایت کی نظر سے بہت سفارش کی - اُنھون نے

جواب دیا "میں پورکو معاف کر سکتا ہوں - اگر بمالا کے ساتھ شادی کر لینے پر راضی ہو جاے
جب میں مہاراجہ کی عرض بھی تو مین نے اپنے تئین تسلی دی - اس امر کی خواہش کی گئی تو میرے
مالک نے نہایت غصے مین آکر کہا "میں ہمیشہ قید کی حالت مین رہون گا - مین اپنی جان دیدونگا -
مگر شودر لڑکی کے ساتھ ہرگز شادی نکرونگا - آپ ہندو ہوکر کیونکر ایسی درخواست کرتے ہین"
مہاراجہ نے جواب دیا "جب مینے خود اپنی بہن شاہزادہ سلیم کے نکاح مین دیدی تو کون تعجب کی
بات ہے اگر ایک برہمن کی بیٹی کے ساتھ شادی کر لینے کی تم سے خواہش کرون" میرے مالک
نہین راضی ہوے - اُنھون نے کہا "مہاراج جو کچھ ہونا تھا ہوا - براہ عنایت آپ مجھے چھوڑ دیجیے -
مین پھر کبھی بمالا کا نام بھی نہ لون گا"
مہاراجہ نے جواب دیا "تو اپنے گناہ کا تم کیا کفارہ دیتے ہو؟ تم بمالا کو چھوڑ دوگے تو دوسرا بھی
اُسے ایک بعزت عورت سمجھکر نہ قبول کریگا"
امیر سنگھ دو دن مستقل رہے - آخر کار جب قید رہنے کی ذلت کی مصیبتین نہ برداشت کیجا سکین وہ
نیم راضی ہو گئے - اور کہا "اگر بمالا سہیلیون کیطرح رہنے پر راضی ہو - اگر وہ زندگی بھر اس شادی
کی نسبت یاد نہ دلاے - اگر وہ میری بیاہتا بیوی بننے کی کبھی کوشش نکرے تو مین ایک شودر لڑکی کے
ساتھ شادی کر سکتا ہون اور جو نہین تو ہرگز نہین"
فوراً ان سب باتون پر مین راضی ہوگئی - مینے دولت اور نام مین سے ذرا بھی خواہش نہین کی -
مین تو فقط اپنے مالک کے نام کی دیوانی تھی - میرے والد اور مہاراجہ دونون راضی ہو گئے -
اور مین ایک سہیلی کی وضع مین اپنے شوہر کے گھر آئی -
میرے شوہر نے مجبور ہو کر میرے ساتھ شادی کی تھی - کون ہے جو اسطرح شادی کر لینے کے بعد
اپنی بیوی کو محبت کے ساتھ رکھے گا؟ مین شادی کے بعد اپنے شوہر کی آنکھ مین کھٹکنے لگی - اور اُنکی
اگلی محبت ایکبارگی جاتی رہی - وہ تمام بےعزتیان یاد کرکے جو مان سنگھ کے ہاتھ سے اُنھین اٹھانا پڑی
تھین وہ میری طرف بہت کم متوجہ ہوے - اُنکی اہانت کرنیکو بھی مینے محبت خیال کیا - اسی طرح
کچھ زمانہ گزر گیا - مگر ان سب باتون کے بیان کرنے سے کیا حاصل؟ مین نے خاص اپنی
سرگزشت کے سوا اور کچھ نہین بیان کیا - کچھ دنون بعد اپنے شوہر کے دل مین مین نے
پھر محبت پیدا کر لی - مگر ابتک امبیر کے راجہ کی طرف سے کچھ کدورت اُنکے دل مین باقی تھی -
تقدیر مین یہی لکھا تھا ورنہ یہ سب معاملات کیون واقع ہوتے؟ مگر جو مجھے کرنا تھا کر چکی - یہ جو کچھ
تکلیف ہے صرف وعدہ پورا کرنے کے لیے نہین ہے -
بہت لوگون کا خیال ہے کہ مین والی گڑھ مندران کے گھر مین رہی اور اپنی عزت برباد کی

جب مین باقی رہونگی آپ میری عزت پرسے بدنامی کا دھبا دھوئین گے۔ اسی خیال سے مجھے اس خط کے لکھنے کی تحریک کی۔

اس خط مین مین نے وہی سرگزشت بیان کی جو خاص مجھ سے متعلق تھی۔ مین نے اُسکا حال ایک جگہ بھی نہین بیان کیا جسکے لیے آپ پریشان ہو رہے ہین۔ آپ یہ خیال کر لیجیے کہ اُسکا نام صفحۂ زمین سے مٹا دیا گیا۔ مہربانی کر کے اس بات کو بھول جائیے کہ تلوتما نے دنیا مین کبھی سانس بھی لی تھی۔

اس خط کو پڑھ سکر عثمان خان نے کہا "بائی تمنے میری جان بچائی ہے۔ مین اُسکا معاوضہ کرونگا"۔

بالا نے ایک آہ بھر کر کہا "افسوس! میرے لیے اب آپ کیا کر سکتے ہین؟ میرے لیے آپ کیا کر سکتے ہین؟ ہان فقط ایک امر ——"

عثمان خان "مین بسر وچشم بجالاؤنگا۔ بالا کی آنکھین روشن ہو گئین۔ اور بولی "عثمان خان آپ کیا کہتے ہین؟ اس جلے ہوے دل کو آپ کیون دھوکے مین ڈالتے ہین؟"

عثمان خان نے اپنی اُنگلی سے ایک انگوٹھی اُتاری اور کہا "یہ انگوٹھی لو۔ دو ایک دن مین تو کچھ نہین ہو سکتا۔ قتلو خان کی سالگرہ ہونے والی ہے۔ وہ عیش و عشرت کا دن ہوگا۔ وہان خوشی مین مست ہو جاینگے۔ اُس رات کو مین تمھین آزاد کر دونگا۔ آدھی رات کو محلسرا کے پھاٹک پر آنا وہان اگر کوئی شخص اس انگوٹھی کی ایسی دوسری انگوٹھی تمھین دکھائے تو اُسکے ہمراہ باہر چلی آنا۔ مجھے امید ہے کہ بغیر کسی قسم کی روک ٹوک کے تم بھاگ سکوگی۔ مگر یہ سب خدا کی مرضی پر منحصر ہے"۔

بالا نے چیخ کر کہا "بھگوان آپ پر دیا کرے۔ بس اور مین کیا کہون؟"

اُسکی آواز بند ہو گئی۔ اس سے زیادہ کچھ اور نہ کہہ سکی۔ بالا ادا کر کے رخصت ہونے کو تھی کہ عثمان خان نے کہا "ایک بات مین تمھین سمجھائے دیتا ہون۔ اکیلی آنا۔ اگر تم کسی اور کو ساتھ لوگی تو تمھارا کام نہ نکلے گا۔ نہین بلکہ اسمین خطرہ ہے"۔

بالا سمجھ گئی کہ عثمان خان تلوتما کو ساتھ لینے سے منع کرتا ہے۔ اُسنے اپنے دل مین خیال کیا "یہ اچھا اگر ہم دونون نہ جاینگے تو تلوتما اکیلی چلی جائیگی"۔ اسکے بعد وہ عثمان خان سے رخصت ہوئی۔

آٹھوان باب

صحت

زمانہ بھاگا جاتا ہے۔ تمھین جو کچھ کرنا ہے کرلو۔ زمانہ بھاگا جائیگا اور زمانہ ٹھہرے گا۔ چاہے تم جس حال مین ہو زمانہ بھاگے جائیگا اور اُسکے لیجانے والے نہ ٹھہرینگے۔ اے رہروان غربت! کیا تمھین آندھی پانی سے بُرا سابقہ پڑا ہے؟ کیا بادل برسے زور شور سے تمھارے سر پر گرج رہے ہین؟ کیا تم پانی مین تربتر ہو رہے ہو؟ کیا تمھارے آفت رسیدہ بدن کو اون نے بیدردی سے اپنا نشانہ بنا لیا ہے؟ اسے دوست زرا صبر کرو۔ یہ دن بھی چلا جائے گا اور نہین ٹھہرے گا۔ تھوڑا انتظار کرو۔ یہ نحوس دن گزر جاسے گا "ایک اچھا دن آنیوالا ہے" آفتاب پھر طلوع کریگا۔ کل کے منتظر رہو۔

کسکے دن نہین جاتے ہین؟ کسکے دن اُسیر ہمیشہ مصیبت برقرار رکھنے کے لیے رُکے رہتے ہین؟ بھائی! پھر رونا کاہے کا؟ کسکے دن ہمیشہ اُسکی عیش و عشرت قائم رکھنے کے لیے ٹھہر گئے؟ پھر شکایت کاہے کی؟

کسکے دن نہین جاتے ہین؟ تلوتما خاک پر لوٹ رہی ہے۔ اس حال مین بھی دن چلے جاتے ہین اپنے شوہر کے خون کا بدلہ لینے کے خیال نے بمالا کے سینے مین گھر کر لیا ہے۔ اور اس خیال کے سانپ نے اپنی ذات سے اسکے رگ و ریشے مین اپنا زہر پھیلا دیا ہے۔ اس سانپ کے کاٹنے کے بعد کی ایک گھڑی بھی برداشت کے قابل نہین ہوتی ہے۔ خیال کرو کہ کتنی گھڑیون کا ایک دن ہوتا ہے! ابھی تک بمالا کے برے دن نہین گئے؟

نعمت خان قتلو خان عیش و عشرت کی گود مین آرام کر رہا ہے اُسکے دن خوشی مین گزر رہے ہین۔ مگر وہ بھی گزرے جاتے ہین اور ٹھہرنے والے نہین ہین۔

جگت سنگھ بستر بیماری پر پڑا ہوا ہے کون نہین جانتا کہ بیمارون کا زمانہ کس قدر سست قدم اُٹھا کر چلتا ہے؟ مگر اس حال مین بھی کچھ دن گزر گئے ہین۔

ہان کچھ دن گزر گئے ہین۔ رفتہ رفتہ جگت سنگھ اچھا ہونے لگا۔ کنور جی موت کے پنجون سے چھوٹ کر روز بروز سنبھلنے لگے۔ پہلے اُنکے بدن کے زخم اچھے ہو گئے۔ اسکے بعد بھوک کھلی۔ پھر طاقت آگئی۔ اور جو جو طاقت آتی گئی وہ وہ فکر بڑھتی گئی۔

اُنکا پہلا خیال تھا "تلوتما کہان ہے؟" جو جو زیادہ سنبھلے وہ وہ ہر آنے جانیوالے سے بیتاب دل کے ساتھ تلوتما کے حالات پوچھنے لگے۔ مگر کسی نے قابل اطمینان جواب نہین دیا۔ عائشہ جانتی نہین ہے۔ عثمان خان کہتا نہین ہے۔ نوکر اور سہیلیان یا تو جانتی ہی نہین ہین یا ممانعت کے باعث کہتی نہین ہین۔ بچھونا کنور جی کے حق مین کانٹون کا بچھونا تھا۔

کنور جی کو جو دوسرا خیال آیا اسنے اُنھین اپنی حالت کی طرف متوجہ کیا کہ "اب کیا ہوگا؟"

اس سوال کا ٹھیک جواب کون دیسکتا ہی؟ کنورجی سنے دیکھا کہ وہ قیدی ہین - عائشہ اور عثمان خان کی مہربانی سے قیدخانے کے عوض وہ ایک خوب آراستہ اور خوشبو کی لپٹی سے مہکتے ہوے کمرے مین رہتے تھے - نوکر اور سہیلیان اُنکی خدمت کرتی تھین - مانگنے سے پہلی ہی اُنکے لیے ہر چیز تیار رہتی تھی - عائشہ کسی بہن سے بھی زیادہ اُنکی خدمتگزاری کرتی تھی - باوجود اسکے دروازے پر ایک دربان پہرے کو تعینات تھا - کنورجی کی یہ حالت نظر آتی تھی جیسے کوئی چڑیا سونیکے پنجرے مین بند کی گئی ہو اور اُسے بہت عمدہ دانہ اور نہایت شیرین پانی دیا جاتا ہو - کب وہ رہائی پاتینگے؟ رہائی پانے کی اتبک کیا صورت تھی؟ اُنکی فوج اندنون کہان تھی؟ اپنے افسر سے محروم رہکر وہ کس حال مین رہتی ہے؟ -

کنورجی کا اور خیال عائشہ کی قدر و منزلت کے متعلق تھا "یہ دلفریب اور دلربا صورت یہ مجسّم مہربانی اور نیکی کی صورت - کیونکر اس کرۂ خاک پر اُتر آئی!"

جگت سنگھ نے دیکھا کہ عائشہ نہ آرام جانتی ہے - نہ تھکنا جانتی ہے نہ غفلت جانتی ہی - وہ برابر اُنھین کی خدمتگزاری مین مشغول رہتی ہی - اُس زمانے تک جبتک کنورجی بیمار رہے روز صبح کے وقت سنئے طلوع کیے ہوے آفتاب کیطرح اُسے وہ ایک گلدستہ ہاتھ مین لیے پیاری چال سے آتے دیکھتے رہے - کنورجی روز دیکھتے تھے کہ اُسوقت سے غسل کرنے اور ناشتہ کرنے کے معمولی وقت تک وہ اُنھین کے کمرے مین ٹھہرتی تھی اور چلی جاتی تھی - روز دیکھتے تھے کہ ان کامون سے فراغت کرکے وہ بہت جلد پلٹ آتی تھی - اور اُسوقت سے سوا تھوڑی دیر کے لیے بعض ضروری کامون مین مشغول ہو جانے کے جبتک بیگم صاحب کسی سہیلی کے ہاتھ بُلا نہ بھیجتین اُنھین کی خدمت مین رہتی تھی - کون شخص بستر بیماری پر نہین پڑا ہی؟ لیکن اگر کسی کی قسمت مین یہ ہو کہ ایک نورانی صورت کی لڑکی سرہانے بیٹھکر اُسکی خدمت کرے اور اپنے سونے کے ایسے نازک ہاتھون سے پنکھا جھلے تو وہ اقرار کریگا کہ بیماری کوئی ناگوار چیز نہین ہے -

اے قصے کے ناظرین! جگت سنگھ کیطرح آپ اپنی صورت کو بشاش بنانا چاہتی ہین؟ اچھا تو اپنے خیال مین آپ اُسکے بستر بیماری پر لیٹ جائیے - آپکا دل سخت تکلیف کی مصیبت اُٹھا رہا ہو دشمنون کے ہاتھ مین اپنے تئین مقید خیال کیجیے - اسکے بعد خیال کیجیے کہ بڑی دولتمندی سے آراستہ کیا گیا نہایت نازک طور پر ٹھنڈا اور مہکتا ہوا کمرہ ہی - اپنی نگاہ دروازے کیطرف لگائیے ناگہان آپکے چہرے سے خوشی کے آثار نمایان ہونے لگتے ہین اُس طرف سے کوئی آتا ہی جو اس دشمنی کے مکان مین آپ کو اس نگاہ سے دیکھتا ہے جیسے کوئی بھائی کو دیکھے - وہ ایک عورت ہی نوجوان عورت - عورت نہین ایک خوب اچھی طرح کھلا ہوا کنول کا پھول - دور بڑی مہ

آپ نظر جمائے اُسے دیکھ رہے ہین ۔ دیکھیے اُس صورت مین کیا حسن و جمال ہے ۔ قد کچھ لونبی سا لمبا اور سب عضو اُسی کے مناسب ۔ بالکل ایک دیوی جسمین دیویون کے سب اوصاف موجود ہین ۔ بالکل ایک بادشاہزادی جسمین دینی تقدس کی پوری آب و تاب موجود ہے ۔

دیکھیے اپنی رفتار مین کیسی صاحب جمال جلوہ ہوتی ہے ۔ آپ نے ہاتھی کی چال کا تذکرہ سنا ہے؟ وہ کیا چیز ہے؟ راج ہنس کے چلنے کا حال آپ سن چکے ہین؟ اُس لڑکی کی چال کو دیکھیے ۔ آواز کے نغمے سے موسیقی کی گتین نکلتی ہین ۔ آپکا دل اُسکی رفتار کی آواز کو یاد کر لیتا ہے ۔

دیکھیے اُسکے ہاتھ مین گلدستہ ہے ۔ آپ دیکھتے ہین کہ اُسکے ہاتھون کی بے انتہا چمک کے آگے پھولون نے اپنا رنگ کھو دیا ہے؟ آپ دیکھتے ہین کہ سونے کی زنجیر اُسکے گلے کی جھلک کے آگے ماند پڑ گئی ہے؟ ہائے یہ کیا ہے؟ آپ کی آنکھین پلک جھپکانا کیون بھول گئین؟ آپ اُسکے گلے کا دلربا انداز دیکھتے ہین؟ آپ دیکھتے ہین کہ اُسکی سنگ مرمر کی ایسی گردن پر کالے بالونکی چمکدار لٹین کس خوبصورتی سے پڑی ہوئی ہین؟ آپ دیکھتے ہین کہ کس پیاری ادا سے اُسکے جھمکے جھول رہے ہین؟ نہایت خوشنمائی سے اُسکے سر کا جھکا ہونا آپ نے دیکھا؟ یہ فقط اُسکے قد کی ایک خفیف درازی کے باعث سے ہے ۔ آپ اسقدر گھور کے کیون دیکھتے ہین؟ عائشہ اپنے دل مین کیا خیال کرے گی؟

جتنے دنون تک جگت سنگھ کی بیماری خدمت اور خبر گیری کی محتاج تھی عائشہ روز بلا ناغہ اُسکی تیمارداری مین مشغول رہی ۔ جو جو کنور جی اچھے ہوتے گئے ویسے ویسے عائشہ کا ملاقات کو آنا کم ہوتا گیا اور جب وہ بالکل اچھے ہو گئے تو کبھی اتفاقاً ہی اُنکے پاس آ گئی ۔ ایک بہت بڑے وقفے کے بعد صرف دو یا تین مرتبہ ملنے کو آجاتی تھی ۔ اور جب آتی عثمان خان کو ہمراہ لیے آتی ۔ جس طرح جاڑے کے موسم مین کسی کانپتے شخص کے بدن پر سے آفتاب آہستہ آہستہ جاتا ہے اور دیر لگاتا ہے اُسی طرح جب جگت سنگھ اچھا ہو گیا تب عائشہ غائب ہو گئی ۔

ایک دن شام کے وقت کنور جی کھڑکی کی راہ سے قلعے کے اُسطرف دیکھ رہے تھے ۔ لوگ اپنے کام یا اپنی خوشی مین مشغول اپنے اپنے ٹھکانون کو جا رہے تھے ۔ کنور جی غمگینی کے ساتھ اپنی اور اُنکی قسمتون کا مقابلہ کرنے لگے ۔ ایک مقام پر کچھ لوگ کسی شخص یا کسی چیز کے گرد حلقہ باندھے کھڑے تھے ۔ کنور جی کی نظر اُدھر جا پڑی ۔ اُنھون نے قیاس کیا کہ لوگ کسی کھیل تماشے مین مشغول ہین اور بڑی توجہ سے کچھ سن رہے ہین ۔ جو شخص یا جو چیز بیچ مین تھی اُسے کنور جی نہین دیکھ سکے ۔ پہلے انھین تعجب معلوم ہوا ۔ تھوڑی دیر بعد کچھ سننے والے چلے گئے ۔ اور کنور جی کی حیرت جاتی رہی ۔ انھون نے دیکھا کہ ایک شخص چند شخصون سے جو یوگی کے مشابہ تھے کچھ

پڑھ پڑھ کر لوگون کو سنا رہا ہی۔ پڑھنے والے کی صورت دیکھکر کنورجی کو پھر حیرت ہوگئی۔ اُسکا قد انسان کے قد کے برابر نتھا بلکہ کسی متوسط درجے کی بلندی کے اُس تاڑ کے درخت کے برابر ہوگا جسکو آسمان کی آگ نے نقصان پہنچا دیا ہو اور پتے کٹ کے گر گئے ہون۔ وہ شخص اتنا ہی لمبا اور اتنا ہی چوڑا تھا۔ مگر تاڑ کے درخت پر اُسکی سی بڑی بھاری سونڈ کے برابر ناک نہین لدی ہوئی تھی۔ اُسکی شکل اِس وضع کی واقع ہوئی تھی۔ جیسے ایک لمبے نکڑے پر اُسکی صورت بنی ہوئی ہے۔ کنورجی اُسکے ہاتھ اور سر اور لمبی ناک کی طرح طرح کی وضع جن چیزون کو پڑھنے کے ساتھ حرکت ہوئی تھی دیکھنے لگے۔ اب عثمان خان آگیا۔

جب دونون مین صاحب سلامت ہوچکی تو عثمان خان نے کہا "کنورجی صاحب۔ جناب گھر کی مین آپ کس چیز کو اسقدر غور کر کے دیکھ رہے ہین؟"

کنورجی نے جواب دیا "لاڑی کے کندے کی ایسی ہر کوئی چیز۔ آپ کا جی چاہے تو آپ بھی دیکھیے"

عثمان خان نے اس شخص کو دیکھکر کہا "کنورجی صاحب۔ کیا اس شخص کو آپ نے پہلے نہین دیکھا ہے؟"

کنورجی "نہین"۔

عثمان خان "جناب۔ یہ آپ کے برہمنون مین کا ایک شخص ہے۔ اسکی باتین بڑے مزے کی ہوتی ہین۔ مین نے اسے گڑھ مندران مین دیکھا تھا"۔

کنورجی کو زیادہ فکر پیدا ہوئی "یہ گڑھ مندران مین تھا؟ یہ کیا تلوتما کا کچھ حال نہ بیان کرسکیگا؟" ذرا گھبراہٹ کے ساتھ اُنھون نے پوچھا "صاحب اسکا نام کیا ہے؟"

عثمان خان نے تھوڑی دیر تک غور کر کے کہا "اسکا نام زبان پر لانا مشکل ہے۔ وہ آسانی زبان مین نہین آتا۔ گنا پت؟ نہین۔ گنا پتی؟ گیا پت؟ نہین گیا پتی؟ اور کیسا؟"

کنورجی "گیا پتی؟ یہ تو بنگالی نام نہین ہے۔ حالانکہ مین دیکھتا ہون وہ اسی ملک کا باشندہ ہے"

عثمان خان "صحیح! یہ بنگالی ہے۔ بھٹا چارجیا ہے۔ اسنے کچھ خطاب پایا ہے۔ علم۔ علم اور کیسا؟"

کنورجی "نہین صاحب۔ بنگالی خطابون مین علم کا لفظ کبھی نہین ہوتا ہے۔ علم کی بنگالی ودیا ہے۔ اسکا خطاب ودیا بھوشن یا ودیا بگشن ہوگا"

عثمان خان "ہان۔ ہان۔ ودیا۔ اور کچھ اور۔ ٹھہرو — بنگالی زبان مین

ہاتھی کو کیا کہتے ہیں؟"

کنور جی "ہستی"۔۔

عثمان خان "اور کیا؟"

کنور جی "کرتی - دنتی - ورنا - ناگا - دگیا ——"

عثمان خان "ہاں! یہی ہے - اس شخص کا نام گیاپتی ودیادگیا ہے"

کنور جی "ودیادگیا! عمر بھر میں جتنے خطاب سنے ہیں اُن سب سے عجیب! سوا اسکے نام کے کوئی چیز اس خطاب کے مقابل نہیں ہو سکتی - حیرت کے سبب اس شخص سے بات کرنے کو میرا دل چاہتا ہے"

عثمان خان نے گیاپتی کی گفتگو بھی کچھ تھوڑی دیر سنی تھی - اور انہیں کچھ مضائقہ نہ دیکھا کہ کنور جی اُسکے ساتھ باتیں کریں - اسوجہ سے اُسنے جواب دیا "کچھ مضائقہ نہیں"

اسکے بعد دونوں کمرے میں چلے گئے اور ایک نوکر کے ہاتھ گیاپتی کو بُلا بھیجا -

نواں باب

دگیا کی زبانی خبریں

نوکر گیاپتی ودیادگیا کو ہمراہ لے کے آیا تو کنور جی نے پوچھا "صاحب آپ برہمن ہیں؟"

دگیا نے اپنے ہاتھ کو ہلا کر کہا -

(جس زمانۂ دراز سے دیوتاؤں نے رہنے کے لیے ہمالیہ پہاڑ کو منتخب کر لیا جس مدت سے اس دنیاوی کیڑے کو دریائے گنگا شاداب کرتا ہے اس عالم ناپائدار میں کوئی حقیقی امر تو شسرے کا گھر ہے) جگت سنگھ کو بے اختیار ہنسی آیا چاہتی تھی - مگر انھوں نے ضبط کیا اور سر جھکا لیا - گیاپتی نے دعا دی "مہابت خان بابو پر خدا دیا کرے!"

کنور جی نے کہا "میں مسلمان نہیں ہوں - میں تو ہندو ہوں"

دگیا نے دل میں کہا "یہ دغاباز! بیشک یہ مسلمان ہے - فقط مجھے دھوکا دینا چاہتا ہے اسمیں اسکی کچھ غرض ہے - ورنہ مجھے بلاتا ہی کیوں؟" اُسنے غمگین ہوکر اور کانپ کر کہا "مہابت خان بابو - میں آپ کو جانتا ہوں - آپ کی روٹیوں پر جیتا ہوں - میرے ساتھ بُرا سلوک نہ کیجیے میں بڑی عاجزی سے عرض کرتا ہوں - صاحب میں آپ کا زر خرید غلام ہوں" -

جگت سنگھ نے ذرا تامل کیا۔ اسکے بعد بولا " مہاراج آپ برہمن ہین اور مین راجپوت ہون۔ میرے ساتھ یہ باتین مناسب نہین ہین۔ آپ کا نام گیانی ودیا دگیا ہی؟"

برہمن نے دل مین کہا "ہان دیکھو۔ یہ میرا نام جاننا چاہتا ہی۔ پرشیر جانے یہ مجھپر کیسا مصیبت ڈالے گا!" اور پھر دونون ہاتھ جوڑکر چلایا " مہابت شیخ جی مجھپر رحم کیجے۔ مین غریب آدمی ہون۔ مین ہاتھ جوڑکر آپ کے آگے التجا کرتا ہون"

برہمن کو نہایت خوف زدہ دیکھکر جگت سنگھ سمجھ گیا کہ ممکن ہی نہین کہ میری غرض کے موافق یہ سیدھی طرح جواب دے۔ اس خیال سے اسکو اور باتون مین لگانے کے لیے اسنے پوچھا " یہ آپ کے ہاتھ مین کون پوتھی ہے؟"

برہمن " نائک بیر کی تصنیف ہی۔ جو آپ کی خوشی ہو سرکار"

جگت سنگھ " تم برہمن ہوکے نائک بیر کی تصنیف لائے ہو؟"

برہمن " ہان ہان اُسی زمانے مین مین برہمن تھا مگر اب نہین ہون"

کنور جی یک بیک متعجب اور برافروختہ ہوگئے۔ اور کہا " تم کیا کہتے ہو؟ کیا تم گڑھ مندران مین نہین رہتے ہو؟"

دگیا نے دل مین کہا " ارے! موت اور عذاب! اسے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ مین دھیر سنگھ کے قلعے مین رہتا تھا! یہ میرے ساتھ بھی وہی کرے گا جو دھیر سنگھ کے ساتھ کیا" یہان پر برہمن کے آنسو جاری ہوگئے۔

دگیا نے زور زور سے اپنے ہاتھ مل ملکر چلا کے کہا " مہابت خانصاحب مجھپر رحم کیجے۔ مینت کرکے کہتا ہون مجھے مار نہ ڈالیے نہین۔ مین آپ کا غلام ہون"

کنور جی " تم اپنے ہوش و حواس مین ہو؟"

دگیا " ہان سرکار! مین آپ کا غلام ہون۔ حضور مین بالکل آپ کا بندہ ہون"

جگت سنگھ نے دگیا کی دلجمعی کی غرض سے کہا " مہاراج ڈریے نہین۔ براہ عنایت اس کتاب مین سے ہمین کچھ پڑھکر سنائیے"

برہمن گانے کے طریقے پر پوتھی پڑھنے لگا۔ اسکی آنکھین آنسوون سے نم تھین آواز جسطرح گانے کے قابل نہ تھی اوسی طرح چلانے کے بھی قابل نہ تھی جس طرح نائک کا وہ لڑکا گاتا ہو جسکی تھوڑی ہی دیر ہوئی مالک نے گوشمالی کی ہو۔

جب وہ تھوڑی دیر پڑھ چکا کنور جی نے پوچھا " برہمن ہوکر تم نائک بیر کی کتاب کیون پڑھتے ہو؟"

برہمن نے گانے سے ٹھہر کر کہا " مین ابھی نیا مرید ہوا ہون"

کنور جی نے پوچھا "اسکا کیا مطلب ہے؟"

گیاپتی "جب مسلمان بابو تلعے مین داخل ہوئے۔ تو انھون نے مجھسے کہا آؤ برہمن ہم تیری ذات خراب کرینگے اسکے بعد مجھے کھینچ لے گئے۔ اور مرغ پکو کھانے پر مجبور کیا"

کنور جی "پکو کیا؟"

گیاپتی "دھوپ مین سُکھاے اور گھی مین پکائے ہوے چاول"۔

کنور جی دگیا کا مطلب سمجھ گئے کہ پلاؤ کو کہتا ہے۔ اور کہا "ہان آگے بیان کرو"

دگیا "تب انھون نے مجھسے کہا پڑھو کلمہ٭"۔

کنور جی "کلمہ - ہان پھر؟"

دگیا "تب انھون نے کہا تم مسلمان ہوگئے جب ہم مین مسلمان ہون؟"۔

کنور جی نے یہان پر آکے پوچھا "قلعے کے اور لوگون کا کیا حال ہے؟"

دگیا "اور سب برہمنون کا حال بھی میرا ہی سا ہے"۔

کنور جی نے اپنی نظر عثمان خان پر گڑا دی۔ اُسنکے اس سکوت اور برہمی کو سمجھکر عثمان خان نے کہا "کنور جی صاحب۔ اسمین مضائقہ ہی کیا ہے؟ ہمکو یقین ہے کہ صرف اسلام ہی ایک دین ہے اور اُسکا پھیلانا چاہیے کسی طریقے سے ہو گناہ نہین سمجھتے ہین بلکہ اسمین ثواب کے امیدوار ہوتے ہین"۔

پیشتر اسکے کہ کنور جی عثمان خان کو کچھ جواب دین کہنے لگے "مہاراج وہ تو یاد گیا ---"

دگیا "آپ کی مرضی ہو تو آپ شیخ دگیا کہیے"۔

کنور جی "بہت اچھا۔ مہاراج شیخ دگیا قلعے کے کسی اور رہنے والے کا کچھ حال آپ جانتے ہین؟"

کنور جی کی غرض سمجھکر عثمان خان تشویش مین پڑ گیا۔

دگیا "ابھی رام سوامی بھاگ گئے ہین"

کنور جی دل مین سمجھے کہ اگر مین کچھ دریافت کرنا چاہونگا تو یہ ضرور ٹھیک ٹھیک بتا دیگا۔

اُنھون نے پوچھا "رندھیر سنگھ کا کیا حال ہوا؟"

برہمن نے جواب دیا "نواب صاحب نے اُنھیں مروا ڈالا"۔

کنور جی کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اُنھون نے عثمان خان سے پوچھا "یہ کیا کہتا ہے؟ کیا برہمن جھوٹ کہتا ہے؟"

عثمان خان نے سنجیدگی سے جواب دیا "اُنکا فیصلہ ہونیکے بعد نواب صاحب نے باغی سمجھکر اُنھیں قتل کر ڈالا"

٭ کلمہ مسلمانون کا مذہبی جملہ ہے۔ دگیا اُسے کلمی کہتا ہے۔ بنگالی گھرون مین یہی نام مروج ہے

کنور جی کی آنکھوں میں سے آگ کے شعلے نکلنے لگے۔
کنور جی نے عثمان خان سے کہا "مجھے آپ سے ایک بات دریافت کرنے کی اجازت ہے؟ یہ امر آپ کی راے سے کیا گیا تھا؟"
عثمان خان "نہیں۔ میری راے کے خلاف تھا"
کنور جی نے کچھ دیر تامل کیا۔ عثمان خان نے موقع پاکر دگیا سے کہا "اب تم جاؤ"۔
دگیا اُٹھا اور جانے کو تھا کہ کنور جی نے اسکا ہاتھ پکڑ کے روک لیا۔ اور کہا "ایک بات اور۔ ہمالا کہاں ہے؟"
برہمن نے ایک آہ بھری اور زور اچلایا بھی۔ اور کہا "وہ اب نواب صاحب کی حرم سرا میں ہے"
کنور جی نے عثمان خان پر بجلی کی ایسی ایک نگاہ ڈالی اور پوچھا "یہ بھی سچ ہے؟"
عثمان خان نے بغیر اسکے کہ کنور جی کو کچھ جواب دے برہمن سے کہا "اب تمہارا یہاں کیا کام ہے؟ بس چلے جاؤ" کنور جی نے برہمن کا ہاتھ اس مضبوطی سے پکڑ لیا کہ اسکو سوا ٹھہرنے کے کچھ چارہ ہی نہ تھا۔
انہوں نے کہا "ذرا تھوڑی دیر اور ٹھہرو۔ ایک بات اور۔ باقی جو کچھ پوچھنا تھا میں پوچھ چکا" اسوقت کنور جی کی آنکھیں شعلے کی طرح بھڑکنے لگیں "ایک بات اور تلوتما؟"
برہمن نے جواب دیا "تلوتما بھی اب نواب صاحب کی حرم سرا میں ہے۔ وہ دونوں امن و امان کی حالت میں ہیں اور بڑی دلجمعی سے رہتی ہیں"۔
کنور جی نے برہمن کا ہاتھ زور سے اُدھر کو جھٹک کر چھوڑ دیا۔ وہ اپنی خوش قسمتی سمجھکر سر پر پاؤں رکھکر بھاگا۔
عثمان خان شرمندہ تھا۔ اُسنے نیچی آواز سے کہا "میں فقط ایک افسر ہوں"۔
کنور جی نے کہا "آپ شیطانوں کے افسر ہیں"۔

دسواں باب

"اے پیاری صورت دل سے نکل جا"

اس امر کے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں کہ ساری رات جگت سنگھ کی آنکھ تک نہیں جھپکی۔ اُسکا بچھونا بچھوؤں سے بھرا ہوا تھا۔ اُسکا دل رنج و تکلیف سے جلا کیا۔ وہ تلوتما جسکا بیشتر یہ حال تھا کہ اُسکے مرجانے سے جگت سنگھ پر قابل برداشت مصیبت پڑ جاتی۔ وہی تلوتما اب تک زندہ بچگئی! بس صرف یہی بات تھی جسکا جگت سنگھ کو افسوس تھا۔

ایسا کیون ہوا؟ تلوتما ابتک زندہ رہی اور وہ نازک پھول۔ وہ پریوش شیرین ادا۔ وہ نازنین۔ وہ مورت جو جگت سنگھ جس طرف دیکھتا ہے اُسکی نگاہ کے سامنے آجاتی ہے۔ ایسی صورت کو قبر چھپالیگی یہ دینا ––– یہ وسیع دینا اُس صورت کا کچھ نشان بھی نہ باقی رکھے گی؟ اسے جانگزا خیال! اسے نہ برداشت کیے جانے کے قابل گھڑی! جگت سنگھ کی آنکھین ––

"اشک برساتی ہین بس جسطرح اشجار عرب
گوند برساتے ہین جو پڑتا نہ دامن ––"

اس وقت ناخدا ترس قتلو خان کی عیش و عشرت کے کمرے کا خیال اُسکے سینے مین مشتعل ہوجاتا ہے۔ وہ اس نازک صورت کو اس بدکردار کی گود مین دیکھتا ہے اور پھر اسکا دل جوالا مکھی پہاڑ کی طرح جل اُٹھتا ہے۔

وہ تلوتما جسکی صورت اُسکے دل مین محفوظ تھی وہ اب ایک پٹھان کے مکان مین رہ رہا ہے! وہی تلوتما اب قتلو خان کی حرم ہے!

بھلا کوئی راجپوت پھر بھی ایسی عورت کے ہاتھ مین اپنی عزت دیسکتا ہے؟ بھلا جو راجپوت ایسی صورت کو خود اپنے ہاتھون دل سے نکالنے مین پس وپیش کرتا ہو وہ اپنی ذات مین لائق سمجھا جاسکتا؟

اس صورت نے جگت سنگھ کے دل مین خوب گہری جگہ پکڑلی تھی۔ اور اُسکا نکالنا گویا خود دل کا نکال دینا تھا۔ ہاے! وہ پیاری صورت کیسے ہمیشہ کے لیے دل سے مٹادیجاے؟ بھلا یہ ممکن ہے؟ جبتک کہ اسکے پریشان دماغ مین حافظہ موجود ہے۔ جبتک کہ گوشت اور خون باقی ہے۔ اُسوقت تک وہ صورت اُسکے دل اور اُسکی جان پر حاکم رہیگی۔

دل کی بھڑاس نہ نکلنے اور انھین پریشان خیالات نے کنورجی کی عقل زائل کردی۔ اُنکی قوت حافظہ بیکار ہونے لگی۔ رات تمام ہونے کو تھی۔ اور کنورجی ابتک اپنے ہاتھ پر سر رکھے بیٹھے تھے۔ سر پھر رہا تھا اور خیال کرنے کی قوت بالکل ہاتھ سے جاچکی تھی۔

اسی وضع پر بیٹھے بیٹھے بدن درد کرنے لگا۔ دل کے بے انتہا اضطراب نے جسم مین حرارت پیدا کردی وہ کھڑکی کے پاس چلے آئے۔ موسم گرما کی ٹھنڈی ہوا پیشانی مین لگی۔ چارون طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ آسمان پر ہلکا ہلکا ابر پھیلا ہوا تھا۔ تارے نہین نظر آتے تھے۔ صرف یہان وہان کوئی دھندلے مین جھلملاتا ہوا تارہ بھاگے جاتے ہوے ابر کی آڑ سے جھانک رہا تھا۔ اندھیرے کے باعث ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فاصلے کے درختون نے اپنے تئین ایک دوسرے مین ملادیا ہے۔ نزدیک کے درختون کی پھنگیون پر بے انتہا جگنو جواہرات کی طرح چمک رہے تھے۔ سامنے کے

ایک تالاب مین درختون اور آسمان کی صورت اندھیرے کے باعث آپسمین ملی ہوی معلوم ہوتی تھی۔ رات کی ہوا نے جوا بروں سے ٹھنڈک چھا رہی تھی جگت سنگھ کی جسمانی حرارت کو کچھ تسکین دی۔ وہ اپنا ہاتھ سر پر رکھے کھڑکی مین کھڑے رہے۔ نہ آنکھ لگنے کے باعث وے بے انتہا اضطراب مین وہ مبتلا ہو گئے تھے۔ علی الاتصال خوشگوار ہوا کے جھونکون نے تھوڑی دیر کے لیے اُنھین فکر سے نجات دی اور خیالات کو کچھ کچھ سکون ہوا۔ جو چھری اُسوقت تک اُنکے دل کو چاک کر رہی تھی بہ نسبت اُسکے کم تکلیف دینے والی مایوسی کی چھری سے بدل گئی امید کے چھوڑنے مین تکلیف ہوتی ہے۔ مگر جب یک بیک دل مین مایوسی قائم ہوجاتی ہی تو اتنی تکلیف نہین باقی رہتی ہے۔ ناامیدی کی اذیت اُس گھونسے کے مثل ہے جو نہایت تکلیف دیتا ہو۔ مگر زخم سے ویسی تکلیف نہین ہوتی اگرچہ وہ کام تمام کر دیا کرتا ہے۔ ناامیدی سے جو کم درد ہوتا ہے جگت سنگھ اب اُسکو برداشت کر رہا تھا۔ اُسنے بے تار ونکے آسمانکی تیرہ و تار صورت دیکھی اور اُسکے بعد چشم پُر آب سے اپنے بے نور دل کی تاریکی کو دیکھا۔ گزشتہ حالات زیادہ آ آکر آہستہ آہستہ اُسکے دل کو چونکانا شروع کیا۔ بچپن۔ نوجوانی اپنی تمام خوشیونکے ساتھ اُسکی نظر کے سامنے پھر گئی۔ وہ اپنے خیالات مین گم تھا۔ رفتہ رفتہ بہت زیادہ مغرق ہو گیا۔ آخر جسم ٹھنڈا پڑنے لگا۔ ان مصیبتون کے تکان سے وہ آناً فاناً بدحواس ہونے لگا۔ اُسے نیند معلوم ہوی اور ویسے ہی کھڑکی کو چھوڑ کر چلا آیا۔ سوتے مین کنورجی نے ایک خواب دیکھا۔ وہ ایک نہایت ہی ایذارسان اور مضطرب کرنیوالی حالت تھی۔ خواب مین بےچین بےچین ہو گئے۔ چہرے سے جان کندنی کے آثار ظاہر ہوے ہونٹ جلدی جلدی چلنے لگے۔ پیشانی پر پسینا آگیا۔ مٹھیان کس گئین۔

چونک کر جاگ پڑے اور جلدی جلدی کمرے مین ٹہلنے لگے۔ اسبات کا بیان کرنا مشکل ہے کہ اسحالت مین اُنھون نے کیا مصیبت اُٹھائی۔

جب کمرے کی دیوارین صبح کے آفتاب کی ضو سے ہنس رہی تھین جگت سنگھ زمین پر بے بچھونے اور تکیے کے لمبا لمبا پڑا سو رہا تھا۔

عثمان خان نے آکر جگایا۔ جب وہ اُٹھا تو عثمان خان نے سلام کیا اور ایک خط ہاتھ مین دیا۔ کنورجی نے خط لے لیا اور بے کچھ کہے عثمان خان کی صورت دیکھنے لگے۔ عثمان خان سمجھ گیا کہ کنورجی دل مین متحیر ہین۔ یہ خیال کر کے کہ اسوقت کسی ضروری امر کے ظاہر کرنیکا موقع نہین ہی اُسنے کہا کہ کنورجی۔ آپ کے نیچے پڑے ہونیکا سبب دریافت کرنیکے لیے مین متحیر نہین ہون مجھے اسبات پر کچھ حیرت نہین ہے۔ اسکے لکھنے والے سے مینے وعدہ کیا تھا کہ اس خط کو آپکے پاس پہنچا دونگا۔ جس سبب سے مین اس خط کو ابتک آپکے پاس پہنچانے سے باز رہا وہ سبب اب نہین

باقی ہے - جناب - آپ کو بہت باتین معلوم ہی ہوگئین - خط کو [illegible] آپ [illegible] سے واقف ہون
فرصت کے وقت پڑھ لیجیے گا - شام کو مین پھر مزاج پرسی کو آؤنگا [illegible] گے
تو مین راقم خط کے پاس پہنچا دونگا" یہ کہکر عثمان خان نے خط کنور جی کے پاس چھوڑ دیا اور چلا گیا -
تنہائی مین جب کنور جی کے ہوش و حواس بجا ہوے تو انھون نے [illegible] پڑھنا شروع کیا
جب اول سے آخر تک پڑھ چکے تو آگ جلائی اور خط کو اسمین ڈالدیا - جبتک خط جلتا رہا وہ اپنی نظر
اسی طرف لگائے رہے - جب بالکل خاک ہوگیا انھون نے اپنے دل سے کہا [illegible] مین پھونک
کر اس یادگار کے نیست و نابود کر دینے پر تو مجھے کامیابی ہوی - حافظہ بھی اسی اذیت کے ساتھ
جل رہا ہے - مگر وہ کیون نہین خاک ہو جاتا؟"

اسکے بعد کنور جی نے اپنے صبح کے معمولی فرائض ادا کیے - پوجا کر کے اپنے حافظ دیوتا کی طرف
نہایت ادب سے سر جھکایا اور ہاتھ جوڑ کر اوپر کی طرف دیکھکر کہا -

"اے پتلا! اپنے غلام کو چھوڑ ندے - مین وہی کام کرونگا جو کوئی چھتری کرتا ہے - مین فقط تیری
دیا چاہتا ہون مین اپنے دل سے کم ذات ملیچھ کی حرم کو بھلا دونگا - اس کوشش مین میری جان
جاتی رہیگی مگر مین دوسرے عالم مین تجھے پاؤنگا - مینے وہی کیا جو انسان کر سکتا ہے - اور وہی
کرونگا جو انسان کر سکتا ہے - اے دلون کے بھید جاننے والے! میرے دل کے سب کونون مین
دیکھ کہ کہین مجھے اب تلوتما کا خیال ہے - اُسکے دیکھنے کی اور خواہش ہے - فقط اُسکی یاد مجھپر
بے انتہا عذاب کر رہی ہے - اُسکی آرزو کو مین نے چھوڑ دیا - مگر کیا اُسکی یاد سے پیچھا چھڑانے کے
قابل مین کبھی ہونگا؟ اے پتا! مجھپر رحم کر - ورنہ یہ ظالم یاد مجھے کہین کا نرکھیگی"
یہ صورت دل سے مٹا دی گئی ہے -

اے تلوتما! اے لڑکی! زمین پر پڑی ہوی تم کیا خواب دیکھ رہی ہو؟ وہ اکیلا تارہ جسکی طرف
ہولناک تاریکی مین تم دیکھ رہی تھین اب اپنی روشنی تمپر نہ ڈالیگا - وہ بیڑہ جسکو اس زور و شور
کے طوفان مین اپنی جان بچانے کے لیے تمنے پکڑلیا تھا تمھارا ہاتھ اُسپر سے پھسل گیا - وہ بیڑہ
جسپر سمندر سے پار ہونے کے لیے تمنے اپنی قسمتین لاد دی تھین تہ سے لگ گیا ہے -

گیارھوان باب

نقل مکان

عثمان خان حسب وعدہ شام کو آیا اور کہنے لگا "کنور جی صاحب - آپ اُس خط کا جواب
بھیجنا چاہتے ہین؟"

کنورجی نے جواب لکھ رکھا تھا - جسکو اب عثمان خان کے حوالے کیا - عثمان خان نے اس خط کو لیا اور کہنے لگا "جناب - از راہ عنایت مجھے معاف فرمایئے - ہمنے یہ قاعدہ مقرر کر رکھا ہے کہ قلعے کے کسی رہنے والے کا خط جبتک پہلے خود اُسکا مضمون دیکھکر اپنی خاطر جمع نکرلیں اُسوقت تک کسی دوسرے کے پاس پہنچانے کی ہم اجازت نہ دین"۔

کنورجی نے نرم نگینی سے جواب دیا "اس امر کے کہنے کی کوئی ضرورت نتھی - جناب - آپ خط کو پڑھ سکتے ہین"۔ عثمان خان نے خط کو کھولا اور پڑھا - اُسمین فقط ذیل کی سطرین تھین ! -

"او بدنصیب عورت ! تمھاری درخواست کو مین نہ بھولون گا - لیکن اگر حقیقت مین تمہین اپنے شوہر سے محبت تھی تو تمکو ضرور اُسکا ساتھ دینا چاہیے - اور اسی طرح اس داغ کو مٹاؤ جو تمہارے نام پر لگا ہے -

جگت سنگھ"

عثمان خان نے یہ خط پڑھکر کہا "کنورجی تم بڑے سنگدل ہو"

کنورجی نے کڑکھائی سے جواب دیا "ہان صاحب - مگر یقیناً پٹھانون سے کم"۔

عثمان خان کا چہرہ سُرخ ہوگیا - اور ترشروئی سے بولا "جناب باوجود ان سب باتون کے پٹھانون نے آپ کے ساتھ کوئی ایسا کمینہ پن کا سلوک نہین کیا"۔

کنورجی ساتھ ہی برہم اور شرمندہ ہوگئے - اُنھون نے کہا "نہین صاحب - مین اپنا تذکرہ نہین کرتا ہون - یقیناً آپ نے میرے ساتھ نہایت مہربانی سے سلوک کیا - اور اگرچہ آپ نے مجھے قید کرلیا ہے مگر میری جان مجھے بخش دی - آپ نے اُس شخص کے کاری زخمونکو اچھا کیا ہے جو آپ کی فوجون کو ہلاک کر رہا تھا - جسے زنجیرون مین جکڑا جانا چاہیے تھا اور قید خانے مین محبوس ہونا چاہیے تھا وہ آپ کی مہربانیون سے ایک مہکتے ہوئے کمرے مین رہتا ہے - صاحب - اس سے زیادہ آپ کیا کرسکتے ہین ؟ مگر میری یہ عرض ہے کہ آپ مجھے ایسے احسان کی حالت مین رکھتے ہین جس سے مین گھبرایا جاتا ہون - کچھ میری سمجھ مین نہین آتا کہ تسلیون کی کیا غایت ہے جناب - اگر مین قیدی ہون تو مجھے قید خانے مین بھیجیے اور اس مہربانی کے جال سے نجات دیجیے - اور اگر قیدی نہین ہون تو فرمایئے اس سونے کے پنجرے مین رکھنے کا کیا نتیجہ ہے ؟"۔

عثمان خان نے اطمینان کے ساتھ جواب دیا "کنورجی - بُری ساعت کے لیے آپ اسقدر بیصبر کیون ہو رہے ہین ؟ بُرا وقت کسی کی درخواست پر نہین منحصر رہتا - وہ خود بخود آجاتا ہے"۔

کنورجی نے بے پروائی کے ساتھ جواب دیا "اِس تمہارے پھولون کے بچھونے کا پتھر کے بچھونے کے ساتھ بدلجانا راجپوت لوگ کوئی بُرائی نہین خیال کرتے ہین"۔

عثمان خان "مصیبت اگر پتھر کے پھوسنے سے زیادہ خرابیاں نرکھتی ہوتی تو اُس مین کچھ مضائقہ نتھا"۔

کنورجی سنے عثمان خان کی طرف تیزی سے دیکھا اور کہا "جب مجھے قتلو خان کے سزا دینے مین ناکامی ہوی تو جلاد کا تبر کوئی ایسی مصیبت نہین معلوم ہوتا"۔

عثمان خان "جناب۔ سنبھلے رہیے۔ پٹھان لوگ فضول بک بک نہین کیا کرتے"۔

کنورجی نے توہین کے ساتھ ہنسکر کہا "رسالدار صاحب۔ اگر آپ اسلیے آئے ہین کہ مجھے دبالین تو آپ کی غرض نہ نکلے گی"۔

عثمان خان "نہین صاحب۔ ہم دونون ایکدوسرے کی فضول گوئی کو بخوبی جانتے ہین۔ مین کسی خاص ضرورت سے آپ کے پاس آیا ہون"۔

کنورجی پہلے متحیر ہوے پھر کہا "جناب فرمایئے"۔

عثمان خان "جو درخواست مین کرتا ہون وہ خاص قتلو خان کے حکم سے ہے۔ از راہ عنایت اسے دل لگا کے سنیے"۔

کنورجی "بہت خوب"۔

عثمان خان "پٹھانون اور راجپوتون کے درمیان جو جھگڑا ہے وہ دونون جانب نقصان پہنچا رہا ہے"۔

کنورجی "ہماری غرض تو یہ ہے کہ پٹھانون کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ ڈالین"۔

عثمان خان "یہ بجا ہے۔ مگر جناب۔ یہ خیال کریجیے کہ ہم لوگ اُسیوقت تباہ و برباد ہونگے جب آپ پر تباہی آجائیگی۔ خود آپ ہی کہیے گڑھ مندران کے فتح کرنیوالے کیا ایسے بالکل ضعیف ہین؟"

کنورجی کے ہونٹون پر ایک خفیف مسکراہٹ ظاہر ہوی اور کہنے لگے "مین انکو ہوشیار تسلیم کرتا ہون"

عثمان خان نے پھر اپنی تقریر شروع کی "وہ لوگ چاہے جیسے ہون۔ اس سے میری یہ غرض نہین ہے کہ خود اپنی تعریف کرون۔ پٹھان اگر شہنشاہ کے مقابلے مین تلوارین کھینچے رہینگے تو انکو اُڑیسہ مین رہنا کبھی آسان نہوگا۔ مگر جناب۔ اسبات کو آپ سمجھے رہیے گا کہ اُنکے رعایا بنالینے مین شہنشاہ کو بھی کبھی کامیابی نہوگی۔ مجھے اپنی قوم پر شیخی کرنیکا الزام نہ دیجیے گا ملکی معاملات مین آپ بخوبی بحث کر سکتے ہین۔ خیال تو کیجیے کہ اُڑیسہ دہلی سے کتنی دور و دراز مسافت پر ہے۔ فرض کیجیے کہ مانسنگھ کی قوت بازو سے پٹھانون کے مطیع کر لینے مین شہنشاہ کو کامیابی ہوی۔ مگر کتنے دلون تک اُڑیسہ مین اُسکا بھریرہ اُڑتا رہیگا؟ جیسے ہی مانسنگھ واپس جائینگے اُڑیسہ مین شہنشاہ کا جن جن مقامات پر قبضہ ہوگا وہ اُنکے پیچھے سے نکلجائینگے۔ شہنشاہ اکبر نے پہلے اس ملک پر

نہین قبضہ کرلیا تھا؟ مگر کتنے دلون اس ملک نے محصول ادا کیا؟ اور اگر وہ پھر اس ملک کے فتح کر لینے پر کامیاب ہو گئے تو اُسکا بھی ویسا ہی نتیجہ ہوگا - وہ پھر ایک دفعہ اپنی فوجین بھیج سکتے ہین اور پھر اس صوبے کو فتح کر سکتے ہین - مگر پٹھان لوگ پھر آزاد ہو جاوینگے - اسپا تکو یاد رکھیے کہ پٹھان لوگ بنگالی نہین ہین - اُنھون نے کبھی کسی کے آگے سر نہین جھکایا اور جبتک ایک پٹھان کے بھی دم مین دم ہے وہ ہرگز ایسا نکریگا - یہ یقینی بات ہے - پھر اسکی کیا ضرورت ہے کہ راجپوتون اور پٹھانون کے خون کے دریا بہائے جائین؟"-

جگت سنگھ نے پوچھا "صاحب - آخر آپ کیا چاہتے ہین؟"-

عثمان خان "مین کچھ نہین چاہتا ہون مگر نواب صاحب صلح چاہتے ہین"

جگت سنگھ "کس قسم کی صلح؟"

عثمان خان "تھوڑی تھوڑی بات پر ہم دونون کو راضی ہونا چاہیے - نواب قتلو خان اسبات پر تیار ہین کہ بنگالے کے جن جن مقامات پر قبضہ کر لیا ہے اُنکو چھوڑ دین اور شہنشاہ اکبر کو ملک اُڑیسہ کر دعو دلسر دست بردار ہونا چاہیے - اور اپنی فوجون کو ہٹا کر اب لڑائی سے باز آنا چاہیے اہی تجارت مین شہنشاہ کا ایک ذرہ برابر بھی نقصان نہوگا - پٹھانونکا البتہ ایک حد تک نقصان خیال کیا جا سکتا ہے - ہم کو بیشک وہ ملک چھوڑنا پڑتا ہے جسپر ہم خود اپنی کوششون سے حاکم ہوئے ہین - شہنشاہ اکبر کو فقط وہ ملک چھوڑ دینا پڑتا ہے جسکو وہ یون بھی کبھی اپنا نکر سکینگے"

کنور جی "بہت بہتر - بہت مناسب - مگر آپ یہ مجھ سے کیون کہتے ہین؟ صلح یا جنگ جس شخص کے اختیار مین ہے وہ مہاراجہ مانسنگھ ہین - آپ کو اُنکے پاس کوئی ایلچی بھیجنا چاہیے"-

عثمان خان "کنور جی صاحب - ہمنے ایسا ہی کیا - ہماری بدقسمتی سے کچھ لوگون نے مہاراجہ مانسنگھ کو اطلاع دی تھی کہ آپکو پٹھانون نے قید کر لیا - اس خبر کے باعث غم و غصے مین مہاراجہ نے صلح کی درخواست کو بالکل نہین سنا - ہمارے ایلچی کی باتون کا یقین نہین کیا - لیکن اگر آپ جا کر ان شرائط کی منظوری کے خواستگار ہون تو وہ راضی ہو سکتے ہین"-

کنور جی نے عثمان خان پر نظر ڈالی اور کہا "جناب - مین صفائی سے التجا کرتا ہون جب مہاراجہ مانسنگھ میرا دستخطی خط دیکھکر یقین کر سکتے ہین تو آپ اُسکی کیون خواہش کرتے ہین کہ مین خود چلا جاؤن؟"

عثمان خان "بات یہ ہے کہ مہاراجہ کو ہماری قوت کی اچھی طرح خبر نہین ہے - آپ اسبارہ مین خوب واضح طور پر بیان کر سکینگے - اور آپ کے بیچ مین پڑنے سے نہین بہت کچھ امید ہے - خط سے ایسا کچھ نہین ہو سکتا - صلح کے نتائج مین پہلا نتیجہ آپکی رہائی ہوگی - نواب صاحب نے اسی بناء

خیال کیا ہے کہ آپ اس معاہدے کے پورا کرالانے کی کوشش کرینگے "

کنور جی " مین اپنے باپ کے پاس جانے سے انکار نہین کرتا ہون "

عثمان خان " جناب - مین اسمین خوش ہون - مگر ایک شرط البتہ چاہتا ہون - جس طرح صلح ہم چاہتے ہین اُسکے اجرا پانے مین اگر آپ کو کامیابی نہو تو آپ مہربانی کرکے قلعے مین واپس چلے آنے کا اقرار کرتے جایئے "-

کنور جی " اور آپ کیونکر یقین کرسکتے ہین کہ اگر مین اقرار کرون گا تو واپس ہی چلا آؤنگا ؟ "

عثمان خان نے ہنسکر جواب دیا " ہان جناب مجھے یقین ہے - یہ بات کہ ایک راجپوت اپنے قول کا سچا ہوتا ہے خوب مشہور ہے "

کنور جی نے خوش طبعی سے کہا " بہت خوب - جناب - اپنے باپ سے ملتے ہی قلعے مین مین تنہا چلا اؤن گا "

عثمان خان " مہربانی سے ایک امر کا اور اقرار کرکے ہمین ممنون کیجیے - جو شرائط ہمنے پیش کیئے اُنکو مہاراجہ سے ملاقات کرنے کے بعد آپ لیے آیئے گا "

کنور جی " لائق رسالدار صاحب - مجھے معاف کیجیے - جناب - مین اسکا اقرار نہین کرسکتا "

شہنشاہ نے پٹھانون کے مغلوب کرنے کے لیے ہمین مقرر کیا ہے - اور اُنکا مغلوب کرنا ہی ہمارا فرض ہے - اُنھون نے ہمین صلح کرنے کے لیے نہین بھیجا ہے - اور صلح ہم ہرگز نکرینگے - نہ مین کسی ایسے امر کی کبھی درخواست کرونگا "

عثمان خان کے چہرے سے اطمینان اور افسوس دونون باتون کے آثار ظاہر ہوے - اُسنے کہا " کنور جی - آپ نے ویسا ہی جواب دیا جیسا ایک راجپوت کو چاہیے تھا - مگر خیال کیجیے کہ آپ کسی اور طرح رہائی نہین پاسکتے "

کنور جی " اور آپ ہی فرمایئے - میری رہائی سے شہنشاہ کا کیا فائدہ ہے ؟ راجپوت کی قوم مین میرے ایسے بہت سے شاہزادے پڑے ہین " -

عثمان خان نے غمگینی کے شوق سے کہا " کنور جی - میری صلاح کو مان لیجیے - اپنے اس ارادے سے باز آیئے "

کنور جی " کیون ؟ "

عثمان خان " صاف صاف یہ ہے کہ عالی مرتبہ لوالی صاحب نے جو آپ کی اتنک یہ عزت کی وہ صرف اسی امید سے تھی کہ آپ کو اس نتیجے کے پیدا کرنے کی ترغیب دلائین - اگر آپ اُنکی غرض سے انحراف کرینگے - تو جناب وہ آپ پر بہت سختی کرینگے "

کنورجی "پھر وہی بات - ابھی ایک گھڑی پیشتر مین نے آپ سے نہین کہا تھا کہ مجھے قید خانے مین لیجا سکتے ہو"

عثمان خان "نوجوان کنورجی - اگر فقط اتنی بات ہو کر نوابصاحب کو اطمینان ہو جاے تو آپکے لیے بڑی خوش نصیبی کا باعث ہوگا ؟"

کنورجی چین بجبین ہوے اور کہا "اگر یہ ہوگا تو مین رندھیر سنگھ کے خون کے سیلاب کو بڑھادونگا" یہ کہتے وقت کنورجی کی آنکھون سے آگ برسنے لگی -

عثمان خان "تو مین جاتا ہون - مین اپنا فرض ادا کر چکا - قتلو خان کا حکم آپ کو کسی اور آدمی سے معلوم ہوگا -"

تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی آیا - وہ سپاہیون کی ایسی وردی پہنے تھا - پلٹن کے کسی عہدہ کا آدمی معلوم ہوتا تھا - اُسکے ساتھ چار مسلح پیادے اور بھی تھے -

کنورجی نے پوچھا "تم کیا حکم لائے ہو ؟"

شخص "جناب - آپ یہان سے تشریف لے چلیے"

وہ صاحب - مین تیار ہون - چلیے "کنورجی نے یہ کہا اور اُسکے ساتھ ہو لیے -

بارھوان باب

ایک ہی زیور

ایک بڑی تقریب سر پر آئی تھی - قتلو خان کی سالگرہ کا جلسہ تھا - ناچ رنگ - شراب و کباب عیش و عشرت اور کھیل تماشے - دعوتین اور خیرات دن بھر جاری رہی - رات اس سے بھی زیادہ خوشی کی تھی - آفتاب غروب ہونے کا وقت ابھی گزرا تھا - قلعہ روشنی سے جگمگا رہا تھا - ہر گوشہ اور کونا افسرون - سپاہیون - درباریون - ملازمون - فقیرون - سیکشون - نقالون اور نقل کرنیوالیون ناچنے والون اور ناچنے والی لڑکیون بازیگرون اور بازیگرنیون میوہ فروشون پھول والون - تنبولیون - نانبائیون اور اور بہت سے پیشہ ورون سے بھرا ہوا تھا - آپ جس طرف سے گزریے وہان روشنی - گانا بجانا - گلاب اور کیوڑہ - پان - پھول - شعبدہ بازی اور کسبیان ہی پائیے گا - اور یہی سب محلسرا کے اندر بھی تھا - نواب صاحب کی حرم سراءین بہ نسبت اسکے شور و ہنگامہ کم تھا مگر خوشی اور چہل زیادہ تھی - ہر کمرے مین چاندی کے چراغون اور بلور کے گلاسون کی دھیمی دھیمی روشنی تھی - گلدستے - تکیے - بچھونے - مسند - اور محلسرا کے تمام آدمی پھولون سے آراستہ تھے - ہوا گلاب کی خوشبو سے بیمار تھی - نوجوان پیش خدمتین جو سنہری زربفت کے پائینچے

زرد، سیاہ یا نارنگی چین کے کپڑے پہنے ادھر اُدھر آتی جاتی تھیں اور جنکے سنہرے زیور روشنی پڑنے سے جھلکتے تھے۔ اُنکی کچھ انتہا ہی نہ تھی۔ اُنکی نازنین بیگمیں اپنے اپنے کمرے میں بیٹھی تھیں اور پوری توجہ سے اپنے سنگھار میں مصروف تھیں۔

اس روز نواب صاحب اپنے عشرت کدے میں ہر ایک کے ساتھ جشن کرینگے۔ وہاں ناچ رنگ ہوگا۔ اس رات۔ ہر ایک کی آرزو پوری ہوگی۔ کوئی باہوش اپنے بھائی کو عہدہ دلانے کے لیے خوب اچھی طرح سے اپنے بالوں میں کنگھی کر رہی تھی۔ دوسری نے اپنی سہیلیاں بڑھانے کی آرزو میں اپنی گھونگر والی زلفیں عین سینے پر ڈالی تھیں۔ تیسری نے اس امید میں کہ اپنے نوزائیدہ بچے کے واسطے کچھ سامان حاصل کرے اپنی گردن گوری کرنے کے لیے یہانتک رگڑی کہ آخر خون نکلنے لگا۔ ایک اور باہوش زیوروں کے ایک جوڑ کے حسد میں جو نواب صاحب نے اپنی کسی محبوبہ کو عنایت فرمایا تھا آنکھوں میں کاجل لگا رہی تھی۔ کسی سہیلی نے اپنی بیگم کو کپڑے پہنانے وقت بے احتیاطی سے اُسکی پیشوانہ پیر کے نیچے دبائی اور اُس دلربا نازنین نے اُسکے گال پر پیاری اور اُسے ایک طمانچہ لگایا۔ کسی نازنین کے بال جو بہت گھنے تھے بے ترس زمانے کے ہاتھوں کنگھی کرتے وقت کچھ تھوڑے سے بچ گئے اُن کو دیکھکر اُسنے رونا شروع کیا۔ اور آنسو اُسکے رخساروں پر بہنے لگے۔

جس طرح کنول درختوں میں اور مور طیوروں میں اسی طرح ایک نازنین اپنا سنگھار کر چکنے کے بعد کمرے کمرے گھومتی پھرتی تھی۔ اس رات کو ہر عورت ہر کمرے میں جا سکتی تھی۔ قدرت نے اس عورت کو اپنی شیرین ادا اون کا ظرف بنایا تھا۔ قتلو خان نے اس عورت کو اُسکی ہر عضو کے مناسب زیور دیا تھا۔ تو بھی اُسکے چہرے سے اپنے حسن یا اپنے زیوروں پہ ناز کرنے کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ وہ خوشی جانتی ہے نہ ہنسا۔ اُسکا چہرہ سنجیدہ اور متین تھا۔ اُسکی آنکھوں سے وہ آگ ظاہر ہوتی تھی جو اُسکے دل میں بھڑک رہی تھی۔

ادھر اُدھر پھر کر بمالا ایک خوبصورت کمرے میں داخل ہوئی اور دروازہ بند کر لیا۔ اس خوشی کی تقریب کے دن یہاں فقط ایک ٹمٹماتا ہوا چراغ اپنی زرد زرد شعاعیں چاروں طرف ڈال رہا تھا۔ اُسطرف ایک پلنگ بچھا تھا اور اُسپر کوئی سر سے پاؤں تک کمل لپیٹے پڑا تھا بمالا اُس شخص کے پہلو پر آکے کھڑی ہوئی اور ناتوانی کی آواز سے بولی "میں آئی"

وہ شخص چارپائی پہ چونک پڑا اور کملی ہٹا کر منہ کھولا۔ یہ تلوتما تھی۔ بمالا کو پہچان کر اُسنے کملی اتار ڈالی اور بیٹھ گئی۔ مگر زبان سے کچھ نہ کہا۔

بمالا نے پھر کہا "تلوتما میں آئی ہوں"

تلوتما چپکی ہی رہی اور بمالا کا منھ ایک استقلال کے ساتھ دیکھتی رہی۔
یہ اب وہ شرمیلی لڑکی نہ تھی جو پہلے تھی۔ افسوس! اُس زرد زرد روشنی مین اگر تم اُسکی صورت دیکھو تو سمجھو گے کہ جتنا اُس کا سن تھا اُس سے دس برس بڑی ہے۔ بدن جھکا ہوا اور دُبلا تھا۔ چہرہ زرد تھا۔ ایک چھوٹی اور میلی کچیلی ساری پہنے تھی۔ بال خاک آلودہ تھے۔ بدن بھر پر زیور کی قسم سے ایک چیز بھی نتھی۔ ہان جو پہلے زیور پہنا کرتی تھی اُسکے نشان باقی رہگئے تھے۔
بمالا پھر بولی ”مینے آپکو کہا تھا اور اُسکے موافق آئی ہون۔ تم بولتی کیون نہین ہو؟“
تلوتما ”جو مجھے کہنا تھا کہہ چکی۔ اور کیا کہون؟“
تلوتما کی آواز سے بمالا سمجھ گئی کہ وہ رو رہی تھی۔ بمالا نے تلوتما کے سر پر ہاتھ رکھا اور اُسکا منھ اُٹھایا تو آنسوون سے تر تھا۔ بمالا نے تلوتما کی ساری کا آنچل دیکھا تو وہ بھی بالکل تر تھا۔ پھر اُسنے تکیے کو چھوا جسپر تلوتما کا سر رکھا ہوا تھا۔ اُسکو بھی تر بتر پایا۔ بمالا کہنے لگی ”آخر یہ لگا تار کب تک روئے جاؤ گی؟“
تلوتما نے مضطرب ہوکر جواب دیا ”اور کس لیے اس گریۂ وزاری کو موقوف کرون مجھے اسی بات کا افسوس ہے کہ اتنی دیر کیون رُک رہی“
بمالا خاموش ہوگئی اور رونے لگی۔ تھوڑی دیر توقف کرکے ایک بڑی گہری آہ بھر کر بمالا نے کہا ”مگر آج کی رات کے لیے کیا کیا جائے؟“
تلوتما نے بمالا کے زیورون کو ناراضی کے ساتھ دیکھا اور کہنے لگی ”اس بات کا خیال کرنیکی کیا ضرورت ہے؟“
بمالا ”بیٹی۔ مجھے شرمندہ نکرو۔ ابھی تک تم قتلو خان کو اچھی طرح نہین جانتی ہو۔ بدذات نے کچھ تو فرصت نہونیکے باعث اور کچھ ہمارے غم کے کم ہونیکی غرض سے اتنی مدت تک ہمین بچا دیا ہے۔ اس سے پہلے بھی مین تمسے کہہ چکی ہون کہ آج ہماری آزادی تمام ہو جائیگی مین نہین جانتی کہ پھر کیا مصیبت نازل ہوگی۔ ناچ رنگ کی محفل مین کیا قتلو خان تمہین بھول جائیگا؟“
تلوتما ”اس سے زیادہ کون مصیبت پھر پڑ سکتی ہے؟“
بمالا نے سنجیدگی کے ساتھ کہا ”تلوتما۔ یکبارگی تم مایوس کیون ہوئی جاتی ہو؟ ابتک ہماری جان باقی ہے۔ ابتک ہماری عصمت باقی ہے۔ جسوقت تک ہماری جان باقی ہے اُسوقت تک ہم اپنی عصمت کو محفوظ رکھین گے“

اسپر تلوتما کہنے لگی روا سے ماں - پھر یہ سب کیون ہے؟ ان زیورون کو پھینکو - یہ میری آنکھ مین کھٹکتے ہین "

بمالا نے ہنسکر کہا "بیٹی اجتک میرے سب زیور نہ دیکھ لو مجھے کچھ نہ کہو"

یہ کہکر بمالا نے اپنی کمر سے ایک خنجر کھینچ لیا جسے وہ اپنے کپڑون مین چھپائے ہوے تھی اُسپر روشنی جو پڑی تو بجلی کیطرح چمکا -

تلوتما نے چونک کر اور مضطرب ہوکر پوچھا "یہ تمھین کہان سے ہاتھ لگا؟ اکین؟"

بمالا "اُس نئی سہیلی کو تمنے نہین دیکھا ہے جو کل اندر محلسرا مین آئی تھی؟"

تلوتما "ہان - مین نے دیکھا ہے - اشمنی "

بمالا "مین نے اشمنی کی معرفت ابھی رام سوامی کے پاس سے منگوایا تھا "

تلوتما متحیر ہوگئی اور اُس کا دل کانپ اُٹھا -

تھوڑی دیر کے بعد بمالا نے پوچھا "تم آج رات کو کپڑے نہ بدلوگی؟"

تلوتما "نہین "

بمالا "اور ناچ رنگ کی محفل مین بھی نہ جاؤگی؟"

تلوتما "نہین "

بمالا "تو بھی تو تم اکیلی نہ رہنے پاؤگی "

تلوتما رونے لگی

بمالا "زرا اپنے دل کو تسلی دو - اور سُنو - تمھارے بھاگ جانے کا ذریعہ میرے ہاتھ آگیا ہے "

تلوتما نہایت ہی شوق سے بمالا کی صورت دیکھنے لگی - بمالا نے عثمان خانکی دی ہوی انگوٹھی اُسکے ہاتھ مین دی اور کہنے لگی "اسکو اپنے پاس رکھو - ناچ رنگ کی محفل مین نہ جانا - آدھی رات کے ادھر وہ کسی طرح ختم نہ ہوگی - اُسوقت تک پٹھان کو اپنی طرف مشغول رکھون گی -

مُجھے معلوم ہے کہ مین تمھاری سوتیلی ماں ہون اور تمھارے دیکھنے کا اُسے شوق ہوگا تو جبتک ناچ گانا رہیگا مین اُسے اس بہانے سے روکے رہونگی کہ تلوتما میرے سامنے نہین آسکتی - آدھی رات کے وقت تم اندر والی محلسرا کے پھاٹک پر جانا - وہان تمھین کوئی شخص اسی انگوٹھی کی ایسی دوسری انگوٹھی دکھائیگا - زرا بھی پس وپیش نہ کرنا - بس اُسکے ساتھ چلی جانا - تم جہان کہوگی وہ تمھین پہنچا دیگا - اُس سے کہنا تمھین ابھی رام سوامی

پاس پہنچا دے۔"

تلوتما متحیر تھی۔ خواہ حیرت خواہ بے انتہا خوشی کے سبب سے کچھ دیر تک اُسکے منہ با ہر نہ نکل آخر بولی "یہ کیا؟ یہ انگوٹھی تمھین کسنے دی؟"

بمالا "یہ ایک بڑا قصہ ہے۔ اُسکو مین فرصت کے وقت تم سے بیان کرونگی۔ ابھی لیس ہی کرو جو مین کہتی ہون۔ اسمین لیس و پیش نکرنا"

تلوتما "اور تم کیا کروگی؟ آخر کس طرح آؤگی؟"

بمالا "اسکی فکر نہ کرو۔ مین اور تدبیر ون سے نکل آؤنگی۔ اور کل صبح تمسے آکے ملجاؤنگی"

بمالا نے اسطرح تلوتما کو چپ کیا۔ تلوتما یہ نہ سمجھ سکی کہ میری رہائی دلوانے کے لیے بمالا نے خود اپنی رہائی کا دروازہ بند کیا ہے۔ بہت دلون سے تلوتما کے چہرے پر خوشی نہین ظاہر ہوی تھی۔ یہ خوشخبری سُنکر وہ نہایت ہی بشاش نظر آنے لگی اُسکو بشاش دیکھکر بمالا بھی خوش ہوگئی۔

اُسکے بعد بمالا آبدیدہ ہوکر رُکتی ہوی آواز سے کہنے لگی "تو اب مین جاتی ہون" تلوتما نے کچھ لیس و پیش کرکے کہا "مجھے معلوم ہوتا ہے کہ قلعے مین جو جو لوگ ہین۔ اُن سبکو تم جانتی ہو۔ جانے سے پہلے مجھے اتنا بتاتی جاؤ کہ ہمارے دوست اور جن لوگون سے ہمسے جان پہچان ہے وہ کہان ہین؟"

بمالا سمجھ گئی کہ اس سر پر آئی ہوی مصیبت مین بھی جگت سنگھ کی یاد تلوتما کے دل مین موجود ہے۔ جگت سنگھ کا وہ بڑا خط بمالا پاچکی تھی جس مین جگت سنگھ نے تلوتما کا نام بھی نہین لیا تھا۔ اُس خط کا حال اُس سے بیان کرنا اُس دل کی مصیبت کو بڑھا دینا تھا جو حسرت کے بڑے بھاری بوجھ کے نیچے دبا ہوا تھا۔ اسلیے اُس مضمون کی طرف کچھ بھی اشارہ کیے بغیر بمالا نے کہا "جگت سنگھ قلعے مین ہین اور خیر و عافیت سے ہین"

تلوتما چپکی ہو رہی۔ بمالا نے اُسکا بوسہ لیا اور آنسو پونچھتی ہوی کمرے کے باہر چلی گئی۔

تیرھوان باب

انگوٹھی پیش کرنا

بمالا کے جاچکنے کے بعد تلوتما اپنے کمرے مین اکیلی بیٹھے بیٹھے پریشان فکرون مین ڈوب گئی اور اُسکے ساتھ ہی خوشی کے خیالات بھی اُس کے دل مین گزرنے لگے۔ اس امر نے کہ اب شیطان کے پنجے سے جلد رہائی پانیکی ایک تدبیر ہاتھ آئی ہے اُسکے خیالات کو ترقی دی۔

"بھلا مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتی ہے سب مجھے اپنی رہائی کی جو اُمید بڑی ہے وہ بھلا اُنہی کی وجہ سے ہے" یہ دونون خیالات بار بار اُسکے دل مین آئے اور اُسکی خوشی کو ترقی دی۔ اُسکے بعد اُسنے دلمین کہا "اور جب مین یہان سے نکلونگی تو کسطرف قدم اُٹھاؤنگی افسوس! میرے باپ کا کوٹھا اب کہان ہے؟" اسوقت اُسکے رخسارون پر آنسو بہنے نکلے۔
جب اور سب باتون کے تردد کم ہوے تب ایک اور تردد نے اُسکے دل کو اذیت دی۔ "کنور جی ہین تو صحیح و سالم مگر کہان ہین؟ کیسے ہین؟ کیا وہ بھی مقید ہین؟" یہ خیال بھی اُسکی آنکھون مین آنسو بھر لایا۔

"اے مصیبت کے دن! کنور جی میرے لیے مقید ہین؟ مین اپنی جان اُنکے قدمون پر تصدق کر کے اسکا معاوضہ کرنے کے قابل ہونگی؟ آہ! مین اُنکے لیے کیا کرونگی؟" پھر اُسنے خیال کیا "وہ قیدخانے مین ہین؟ قیدخانہ کیسا ہوتا ہے؟ وہان کوئی نہین جا سکتا ہے؟ اپنے قیدخانے مین بیٹھے وہ اسوقت کیا خیال کر رہے ہونگے؟ ایسے کسی آدمی کو یاد کرتے ہونگے جیسے تلوتما ہے؟ ہان موجودہ مصیبت کا سبب مین ہی ہون نا؟ مین نہین جانتی کہ وہ کن کن خراب نامون سے مجھے یاد کرتے ہونگے" پھر دل مین کہنے لگی "کیون؟ بھلا مین کس طرح اس بات کا خیال کر سکتی ہون! کیا وہ کچھ حال جانتے ہین جو نام رکھینگے؟ مگر اس بات کا خوف ہے کہ وہ مجھے بھول گئے ہونگے۔ یا اس سبب سے کہ مین ایک پٹھان کے محل مین ہون مجھے اپنے دل سے بھلا دیا ہوگا" تلوتما کے خیال نے آگے یون تجاوز کیا "نہین نہین! وہ کیون ایسا خیال کرنے لگے؟ مین بھی آخر قلعے مین اُسی طرح قید ہون جس طرح وہ ہین۔ پھر وہ مجھے حقیر کیون جاننے لگے؟ اگر وہ ایسا کرینگے بھی تو مین نہ کرونگی۔ مین اُنکے قدمون پر گر کے یہ سب حال اُنکے سامنے بیان کر دونگی۔ کیا اُنکی خاطر جمع نہ ہوگی؟ مین سب طرح سے سمجھاؤنگی تو ہو ہی جائیگی۔ اور اگر اُنھون نے نہ مانا تو مین اُنھین کے سامنے اپنی جان دیدونگی۔ اگلے زمانے مین آزمائش کے لیے لوگ آگ مین کود پڑا کرتے تھے۔ مگر اب اس کلجگ مین ایسا نہین ہے۔ کچھ حرج نہین۔ اُنکے سامنے اگر مین آگ مین پھاند پڑونگی تو کیا ہوگا؟" تلوتما نے اسکے بعد دل مین کہا "ہاے! مین اُنھین کب تک دیکھونگی؟ اُنھین کب رہائی نصیب ہوگی؟ میری رہائی کی کون تدبیر نکلی ہے؟ یہ انگوٹھی کہان سے میری سوتیلی ماں کے ہاتھ لگی؟ اس انگوٹھی سے اُنکو رہائی مل سکیگی؟ اسکو اگر مین اُنکے پاس بھیجدون تو کیسا؟ مجھے باہر پہنچانیکو کون شخص آئیگا؟ اُسکے ذریعے سے کوئی صورت نہین نکل سکتی؟ مگر اس بارے مین مین اُس شخص سے کیونکر کہونگی؟"

کیا کنور جی کو ایک دفعہ اور دیکھ لینا بھی مجھے نصیب ہوگا ؟" پھر دل میں کہنے لگی "ہاے! ایک دفعہ وصل نصیب ہو بھی میں کیونکر درخواست کرونگی ؟ اُن کے سامنے میرا منہ کیسے کھلیگا ؟ کن الفاظ سے اس محبت دل کی میں ہمدردی کرونگی ؟"

تلوتما کے خیالات برابر بڑھتے چلے جاتے تھے کہ ایک پیش خدمت کمرے میں آئی - تلوتما نے اُس سے پوچھا "کیا بجا ہے ؟"

اُسنے جواب دیا "بارہ بج گئے -"

تلوتما اُس پیش خدمت کے چلے جانیکی منتظر رہی - جس کام کے لیے وہ آئی تھی اُسکو پورا کر کے جب چلی گئی تب تلوتما نے انگوٹھی لی اور کمرے سے نکلی - باہر نکلتے ہی تلوتما خوف اور دہشت کے ہاتھ بک گئی اُسکے پاؤں کانپنے لگے - دل دھڑکنے لگا - چہرہ متغیر ہوگیا - ایک پاؤں آگے بڑھاتی تھی اور دوسرا پیچھے پڑتا تھا - آخر رفتہ رفتہ دل کو ہمت بندھا بندھا کر وہ اندر والی محلسرا کے پھاٹک پر پہنچ گئی -

محلسرا کے آدمی - خواجہ سرا - حبشی - غلام - سب عیش و عشرت میں ڈوبے ہوے تھے - تلوتما کو کسی نے نہیں دیکھا - اور اگر کسی نے دیکھا تو پہچاننے کی جستجو نہ کی - مگر تلوتما کو یہی معلوم ہوا جیسے ہر ایک نے اُسکو پہچان لیا - بہرحال وہ اپنا دل مضبوط کر کے پھاٹک پر پہنچی - وہاں دربان لوگ جو خوشی اور عشرت کے باعث شرابیں اُڑاے ہوے تھے وہ سب کے سب یا تو پڑے سو رہے تھے یا تھے تو بیدار مگر بیہوش و بے حواس تھے - یا کچھ ہوشیار اور کچھ بیہوش تھے - تلوتما کو کسی نے نہیں پہچانا فقط ایک شخص پھاٹک پر کھڑا تھا وہ بھی دربانوں کی ایسی وردی پہنے تھا - تلوتما کو دیکھکر اُسنے کہا "بی بی - تمھیں کوئی انگوٹھی ملی ہے ؟"

تلوتما نے بمالا کی دی ہوی انگوٹھی اُسکے سامنے کردی - اُس شخص نے خوب طرح سے انگوٹھی کو دیکھا بھالا اور اُسی طرح کی ایک اور انگوٹھی جو اپنی اُنگلی میں پہنے ہوے تھا اُسے دکھائی - اور کہا "بی بی - ڈرو نہیں - چلی آؤ"

تلوتما گھبراتی ہوی اُسکے ساتھ چلی - قلعے کے اور مقامات کے دربان بھی اندرونی محلسرا کے دربانوں کی طرح بیخود ہو رہے تھے اور خاصتہً اس سبب سے کہ اُس رات قلعے کے پھاٹک عام لوگوں کے لیے کھلے ہوے تھے ان دونوں سے کسی نے کچھ نہ کہا جو دربان تلوتما کو ساتھ لیے جاتا تھا وہ بہت سی ڈیوڑھیاں بہت سے کمرے اور بہت سے صحن طے کر کے قلعے کے آخری پھاٹک پر پہنچا - وہاں پہنچکر پوچھا "آپ کہاں جائیے گا ؟"

تلوتما کو بمالا کی نصیحت یاد نہ آئی - اُسنے پہلے کنور جگت سنگھ یاد آئے - یہ جملہ کہنے کے لیے آتش دل نے جوش مارا "مجھے کنور جی کے پاس لیچلو" مگر اُسکی پُرانی دشمن شرم نے روک دیا اور یہ الفاظ اُسکی حلق مین رُک گئے - دربان نے پھر پوچھا "مین آپ کو کہان لیچلون؟"

تلوتما کچھ نہ کہہ سکی وہ بالکل آپسے باہر تھی - کچھ اُسکی سمجھ مین نہ آیا کہ کیون اس کا دل دھڑکنے لگا - آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا - کانون سے کچھ سُنائی نہین دیتا تھا - اُسے نہین معلوم ہوا کہ کون لفظ منہ سے نکل گیا - ایک بدحواسی کی آواز دربان کے کان مین آئی جس مین جگت سنگھ کا ساکوئی لفظ سمجھا جاتا تھا -

دربان "جگت سنگھ تو اب قید خانے مین ہین - وہان کوئی نہین جاسکتا - مگر مجھے حکم ہوا ہے کہ جہان آپ جانا چاہین وہان آپکو پہنچا دون - آؤ بیوی"

دربان پھر قلعے مین داخل ہوا - تلوتما جیسے نہ تو یہ خبر تھی کہ وہ کس چیز کے درپے ہے اور نہ یہ معلوم تھا کہ کہان جاتی ہے - بلّی اور اپنے رہبر کے ساتھ ہوہی - وہ اس بے اختیاری سے جارہی تھی جس طرح کٹھ پتلی تار پر جاتی ہے - اُس شخص نے دیکھا کہ قید خانے کے محافظ قلعے کے اور مقامات کے دربانون کی طرح غافل نہین ہین - یہان لوگ اپنے کام پر ہوشیار تھے - تلوتما کے ہمراہی نے دربان سے پوچھا "کنور جی کہان ہین؟"

قید خانے کے محافظ نے اپنی اُنگلی سے اشارہ کیا -

دربان نے محافظ سے پوچھا "کنور جی صاحب جاگتے ہین کہ آرام کرتے ہین؟" محافظ پھاٹک مین گیا اور واپس آکر کہنے لگا "مجھے اُنھون نے جواب دیا - جاگ رہے ہین"

جو دربان انگوٹھی لایا تھا بولا "مہربانی کرکے پھاٹک کھول دو یہ بیوی کنور جی کے پاس اندر جائینگی"

محافظ نے متعجب ہوکر کہا "یہ کیونکر ہوسکتا ہے؟ کیا تمکو معلوم نہین کہ یہان اس امر کی اجازت نہین ہے؟"

دربان نے اسے عثمان خان کی انگوٹھی دکھائی - وہ شخص تعظیم کے لیے جُھکا اور پھاٹک کھول دیا - کنور جی ایک معمولی چارپائی پر لیٹے ہوے تھے - پھاٹک کُھلنے کی آواز سُنکر حیرت سے اُنھون نے دروازے کی طرف دیکھا - تلوتما دروازے کے پاس تک گئی مگر آگے نہ بڑھ سکی - اُس کے پاؤن اپنا کام نہ دے سکے - دروازہ پکڑ لیا اور وہین کھڑی ہو رہی

انگوٹھی لانے والے دربان نے تلوتما کو ٹھہرا ہوا دیکھکر کہا "یہ کیا؟ آپ یہان ٹھٹھک کیون رہین؟"

باوجود اسکے بھی تلوتما سے قدم نہ بڑھایا گیا۔

اُسکے ہمراہی نے کہا "اگر آپ اندر جانا نہین چاہتی ہین تو لَوٹ چلیے۔ یہان دیر لگانیکا وقت نہین ہے"

تلوتما پلٹنے کو آمادہ ہوئی مگر اُدھر بھی نہ جا سکی۔ کیا کرے؟ دربان بیقرار ہو رہا تھا۔ جسوقت تلوتما اس تردد مین تھی اُسوقت بیخودی کے عالم مین تلوتما نے قدم بڑھایا اور کمرے کے اندر ہو رہی۔ جیسے ہی اُسنے کنور جی کو دیکھا پھر اُسمین حس و حرکت کی طاقت نہ رہی۔ دیوار پکڑ لی اور سر جھکا کر دروازے کے پاس ٹھٹھک رہی۔

کنور جی پہلے تلوتما کو نہ پہچان سکے۔ کسی عورت کو دیکھکر وہ متعجب تھے۔ اور یہ دیکھکر کہ اُنکے پاس آنے کے عوض وہ دیوار پکڑ کے کھڑی ہو رہی اُنھین اور بھی حیرت ہوئی۔ وہ اپنے بچھونے سے اُٹھے اور دروازے کے قریب آئے۔ وہان آنکر دیکھا اور پہچان گئے۔

تھوڑی دیر تک دونون آنکھین لڑتی رہین آخر تلوتما کی آنکھ نیچے زمین کی طرف جھک گئی اور اُسکا جسم آگے کو کچھ جھکا گویا کنور جی کے قدم لینا چاہتی تھی۔ کنور جی کسی قدر پیچھے ہٹ گئے اور ویسے ہی تلوتما بحس و حرکت اور کسی جادو سے بندھے ہوئے شخص کی طرح بت بنکر کھڑی ہوگئی اُسکا دل جو ابھی ایک گھڑی پیشتر کنول کی طرح شگفتہ تھا یکبیک مرجھا گیا۔

کنور جی نے کہا "رندھیر سنگھ کی بیٹی؟"

تلوتما کو ایسا معلوم ہوا جیسے ایک چھُری اُسکے کلیجے مین اُتر گئی۔ "رندھیر سنگھ کی بیٹی؟ اب یہ کہکر خطاب کیا جاتا ہے؟

کیا جگت سنگھ تلوتما کا نام بالکل بھول گیا؟ تھوڑی دیر تک دونون خاموش رہے۔ آخر کنور جی نے پوچھا "یہان کیون آئی ہو؟" "یہان کیون آئی؟" یہ بھی کوئی سوال ہے؟ تلوتما کا سر پھرنے لگا۔ چارون طرف کمرہ۔ بچھونا۔ چراغ۔ دیوارین سب چیزین چکر کھانے لگین۔ اُسنے اپنا سر جھکا کر دیوار پر ٹیک دیا۔

تھوڑی دیر کنور جی جواب کے منتظر کھڑے رہے۔ مگر جواب کون دے؟ آخر جواب نہ پاکر اُنھون نے کہا "تم بہت مصیبت اُٹھا رہی ہو۔ اب پلٹ جاؤ اور اگلی باتون کو بھلا دو۔"

بھلا دو"

تلوتما کے دل سے اب تمام شبہے مٹ گئے۔ آخرکار جس طرح کوئی پتا درخت سے ٹوٹ کر گر پڑتا ہو اسی طرح وہ غش کھا کر زمین پر گر پڑی۔

چودھواں باب

غش

جگت سنگھ نے جھک کر دیکھا تو تلوتما بالکل بیہوش تھی۔ اپنے دامن سے اُسکو ہوا دینے لگا۔ اسپر بھی ہوش و حواس کی کوئی علامت نہ دیکھ کر اُسنے دربان کو پکارا۔ تلوتما کے ساتھ والا دربان آیا۔

جگت سنگھ "اس عورت کو یکایک غش آ گیا۔ اسکے ساتھ کون آیا ہے؟ اُس سے کہو آ کے دیکھے"

دربان "مین ہی اکیلا آیا ہون"

کنور جی متحیر ہو کے چلائے۔ "تم!"

دربان "جی ہان۔ اور کوئی نہین"

کنور جی "تو اب کیا کیا جائے؟ قلعے کی کسی خادمہ کو اطلاع کرو"

وہ شخص جاتا ہی تھا کہ کنور جی نے پکار کر واپس بلایا اور کہا "دیکھو! اگر تم کسی شخص سے بیان کروگے تو یہ بات مشہور ہو جائیگی۔ اور اس عورت کی مدد کے لیے عیش و عشرت کو کون چھوڑ دے گا۔

دربان "بہت ٹھیک ہے۔ اور محافظ لوگ قیدخانے مین کسی کو کیون آنے دینے لگے؟ مین یہان اور کسی کو لانے کی جرأت نہ کرونگا"

کنور جی "تو مین کیا کرونگا؟ اب صرف ایک ذریعہ ہے۔ یہ خبر جلدی سے کسی سہیلی کی معرفت شہزادی صاحبہ کے پاس پہنچا دو"

دربان کنور جی کی بتائی ہوئی تدبیر پر عمل کرنے کو فوراً روانہ ہوا۔ جب تک تلوتما پر یہ حالت طاری رہی اُسوقت تک کنور جی اُسکی دیکھ بھال کرتے رہے۔ اُس وقت کنور جی کے دل مین کیا کیا باتین تھین؟ کون بتا سکتا ہے؟ اُنکی آنکھون سے کوئی آنسو نکلا! اسکو بھی کون بتا سکتا ہے؟ کنور جی اس قیدخانے مین تلوتما کے پاس تنہا ہونے کے باعث نہایت گھبرا گئے۔ اگر عائشہ کو خبر نہ پہنچتی اور اگر وہی کچھ تدبیر نہ نکالتی تو کیا ہوتا؟

رفتہ رفتہ تلوتما ہوش مین آنے لگی - ویسے ہی کنور جی نے کھلے ہوئے دروازے سے دیکھا کہ دو عورتین (جن مین سے ایک کے چہرے پر نقاب ہی) دربان کے ساتھ آ رہی ہین -
نقابدار حسینہ کی پیاری وضع اور شور محشر بپا کرنے والی چال اور خوبصورت گردن دور ہی سے دیکھکر کنور جی سمجھ گئے کہ اپنی سہیلی کے ساتھ خود عائشہ آ رہی ہو اور ایسا معلوم ہوا کہ جیسے امید کو اپنے ساتھ لیے آتی ہو - جب عائشہ اور اُسکی سہیلی دربان کے ساتھ پھاٹک پر پہنچین پہرے والے نے انگوٹھی لانے والے شخص سے پوچھا "کیا اِنکو بھی جانے دون ؟"

دربان "اسکا تمھین اختیار ہے مین نہین کہہ سکتا"

پہرے والے نے کہا "اچھا" اور عورتون کو اندر آنے سے روکا -
عائشہ نے نقاب ہٹا کر کہا "پہرے والے مجھے جانے دو - اگر تجپر الزام آئے تو مجبر چھوڑ دو مین سمجھ لونگی"
عائشہ کو دیکھکر پہرے والا حیرت مین پڑ گیا - اُسنے اپنا سر جھکا دیا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا "حضور عالیہ اپنے اِس ذلیل خادم کی خطا معاف فرمائیے - کسی جگہ آپ کی ممانعت نہین ہو"
عائشہ قیدخانے مین داخل ہوئی - وہ اُسوقت مسکرا نہین رہی تھی - مگر خلقی طور پر اُس کا چہرہ ایسا ہنس مکھ واقع تھا کہ معلوم ہوتا تھا گویا مسکرا رہی ہو - کیسا ایک حسن اُسوقت قیدخانے کی تاریکی مین ظاہر ہوا - اب وہ قیدخانہ ہی نہ تھا عائشہ نے کنور جی کو سلام کیا اور کہا "کنور جی کیا کام ہے"
کنور جی کیا جواب دیتے ؟ اُنھون نے زمین پر پڑی ہوئی تلوتما کی طرف فقط اُنگلی سے اشارہ کر دیا -
عائشہ نے تلوتما کی طرف دیکھکر پوچھا "یہ کون ہو ؟"
کنور جی نے بیدلی کے ساتھ جواب دیا "رندھیر سنگھ کی بیٹی"
عائشہ نے تلوتما کو اپنی گود مین اُٹھا لیا - عائشہ کے مقام پر کوئی اور عورت ہوتی تو ذرا سوچتی سمجھتی - پس و پیش کرتی - مگر عائشہ نے فوراً تلوتما کو اپنی گود مین اُٹھا لیا -
عائشہ نے جو کام کیا پیارا ہی معلوم ہوا - وہ ہر کام نہایت حسن اور خوبی سے کر سکی - جب اُسنے تلوتما کو اپنی گود مین لیا جگت سنگھ اور اُسکی سہیلی دونون نے دل مین کہا "کیا حسن و جمال ہو" ! عائشہ اپنے ساتھ گلاب پاش اور شربت کا کنٹر سہیلی کے ہاتھون لائی تھی اب وہ اِن چیزون سے اُسکے ہوش مین لانے کی طرف مشغول ہوئی - سہیلی

پنکھا جھلنے لگی - تلوتما جو اپنے ہوش وحواس مین پیشتر سے آنے لگی تھی اب عائشہ کی کوششون سے بالکل اچھی ہوگئی اور اُٹھ بیٹھی -

اُسنے چارون طرف دیکھا اور جو کچھ گذرا تھا اُسے یاد کیا - اُسنے فوراً کمرے سے جھپٹ کر نکلجانے کا قصد کیا مگر ایک تو خود پیدائشی طور پر اُسکا بدن دھان پان تھا دوسرے اس رات کو جو اضطراب اُسکے دل پر گذرا تھا اس سبب سے وہ نجا سکی - جو کچھ ہو چکا تھا اُسے یاد کرکے اُسکا سر پھرنے لگا اور بیٹھ گئی -

عائشہ نے اسکا ہاتھ پکڑ کر کہا "بہن - تم بیچین کیون ہو؟ ابھی تم بہت ناتوان ہو رہی ہو میرے مکان مین چل کر ستالو - پھر جہان تم جا ہو گی مین تمھین بھیجدونگی"

تلوتما نے کچھ جواب نہ دیا - عائشہ دربان سے سب حال سُن چکی تھی - یہ خیال کرکے کہ تلوتما میری جانب سے بدگمان ہوگی کہنے لگی "تم مجھے غیر معتبر کیون جانتی ہو! ہون تو حقیقت مین تمھارے دشمن کی بیٹی مگر اُسکی وجہ سے یہ خیال کرو کہ مین تمھارے اعتبار کے قابل نہین ہون مجھپر کسی بات کے ظاہر ہو جانے سے تم خوف نہ کرو - رات کے تمام ہونے سے پہلے ہی مین کسی سہیلی کے ساتھ جہان کہوگی وہان تمھین بھیجدونگی - کسی کو کچھ معلوم بھی نہ ہوگا"

یہ بات اس ملائمت سے کہی گئی تھی کہ عائشہ کی صاف دلی پر تلوتما کچھ شک نہ لاسکی - مگر نہ تو وہ اب چلنے کے قابل تھی نہ جگت سنگھ کے پاس رہ سکتی تھی آخر کار جانے پر راضی ہوگئی -

عائشہ بولی "تم چل سکوگی - اس سہیلی پر سہارا دیکر چلو"

تلوتما نے سہیلی کے کندھے پر سہارا دیا اور آہستہ آہستہ چلنے لگی - عائشہ بھی کنورجی سے رخصت ہونے کو تھی کہ کنورجی اُسکی طرف دیکھنے لگے جس سے معلوم ہوا کہ وہ کچھ کہنا چاہتے ہین - عائشہ اس مطلب کو سمجھ گئی اور سہیلی سے کہا "ان کو میری خوابگاہ پہنچادو اور اُسکے بعد مجھے آکر لیجاؤ" وہ عورت تلوتما کے ساتھ روانہ ہوئی -

جگت سنگھ نے ایک گہری آہ بھر کر آپ ہی اپنے دل مین کہا "ہمیشہ کے لیے رخصت!" جب تک تلوتما نظر آتی تھی اُسکی نگاہ اُسی پر لگی رہی -

تلوتما نے بھی اپنے دل مین کہا "ہمیشہ کے لیے رخصت!" جب تک جگت سنگھ نظر آتا تھا اسوقت تک اسنے پھر کر نہین دیکھا - پھر کے دیکھا تو کب؟ جب کنورجی کا سامنا نہ تھا -

پندرھوان باب

افشا

جب تلوتما اور سہیلی دونون چلی گئین - عائشہ آگے بڑھی اور چارپائی پر بیٹھ گئی - وہان بیٹھنے کی اور کوئی چیز نہ تھی - جگت سنگھ اُٹھ کھڑا ہوا - عائشہ نے اپنی چوٹی سے ایک گلاب کا پھول نکالا اور اُسکی پنکھڑیان نوچنے لگی - اور کہا "کنور جی آپ کی صورت سے ایسا معلوم ہوا جیسے آپ مجھ سے کچھ کہنے کو ہین - اگر مین آپ کی کوئی خدمت کر سکون تو جناب از راہ مہربانی اپنے دل کی بات بیان کرنے مین پس و پیش نہ کیجیے - آپ کی خدمت کرنے مین مجھے حقیقت مین خوشی ہوگی -

کنور جی "شہزادی اب مجھے کوئی چیز فائدہ نہین دے سکتی - نہ حضور - یہ اس سبب سے نہین تھا جو مین نے آپ کی ملازمت کا انتظار کیا - جو کچھ مین کہونگا وہ یہ ہے - جس انصاف نے مجھے اس حالت کو پہنچایا اُسکی وجہ سے مین آپکے پھر دیکھنے کی سوا یا شوق آرزو نہین کر سکتا - شاید یہان ہم ایک دوسرے کو آخری وقت دیکھ رہے ہین - ہائے ! جس قدر انتہا سے زیادہ مین آپ کا ممنون ہون اُسکو الفاظ کیونکر ظاہر کر سکتے ہین ! اپنی بڑی قسمت کا خیال کر کے مجھے اس بات کی امید کرنے کی کیونکر جرأت ہو سکتی ہے کہ کبھی اس احسانمندی کا بدلہ کرونگا - لیکن اگر آپکے ساتھ بھلائی کرنے کی پھر نوبت آجاے - اگر اچھے دن مجھپر کبھی ظاہر ہون تو از راہ عنایت مجھ سے اپنے دل کا مقصد بیان کرنے مین آپ تامل نہ کیجیے - بیوی - آپ اُسطرح اپنا مقصد بیان کر دیجیے جس طرح کوئی بہن صاف صاف اپنی آرزو مین بھائی سے بیان کر دیتی ہے "

جگت سنگھ کی آواز ایسی بیتابی ــــ ایسی نا امیدی کی تھی کہ عائشہ کے دل پر اثر کر گئی -

عائشہ "جناب آپ مایوس نہ ہو جیے - آج کی بُرائیان کل جاتی رہینگی "

جگت سنگھ "مین مایوس نہین ہون - مگر اس زندگی مین کس بات کی امید میرے لیے باقی رہگئی ہے مجھے صرف یہی آرزو ہے کہ اس زندگی کو چھوڑ دون اور یہ نہ باقی رہے مگر مین یہ نہین چاہتا کہ اسے قیدخانے مین چھوڑ دون " کنور جی کی یہ حسرتناک آواز سیدھی عائشہ کے دل پر پہنچی - کنور جی کے دل کا حال ظاہر ہونے پر وہ نہایت متحیر ہوئی شاہزادی پر ایک محویت کا عالم طاری تھا - ایک باالفت عورت کی طرح عورتون ہی کی ایسی جگر محویت کے ساتھ اُسنے کنور جی کا

ہاتھ پکڑلیا - اور جگت سنگھ کے منھ کیطرف دیکھکر چلّا اوٹھی "جگت" اور گھڑی بھرتک ٹھیر ہی رہی - اُسنے کنورجی کی طرف جگت کے لفظ سے خطاب کیا تھا۔

عائشہ نے پھر کہنا شروع کیا "جگت سنگھ - آپ اپنے دل پر کیون یہ کوفت اُٹھاتے ہین مجکو کوئی غیر نہ سمجھیئے - آپ اجازت دین تو مین پوچھون ——— رندھیر سنگھ کی بیٹی"

کنورجی نے بات کاٹ کر کہا "مین آپ سے رحم کی التجا کرتا ہون - وہ خواب تھا کہ ہوگیا"

تھوڑی دیر تک دونون خاموش رہے - اور دونون کے ہاتھ اُسی طرح آپس مین ملے رہے - عائشہ نے ہاتھون پر اپنا سر جھکا دیا۔

یکایک کنورجی چونک پڑے - کیونکہ آنسو کا ایک گرم گرم قطرہ اُنکے ہاتھ پر گرا۔

کنورجی نے اپنا سر جھکاکر عائشہ کے پیارے چہرے پر غور کیا اور دیکھا کہ آنسو برابر اُسکے رخساروں پر بہ رہے ہین -

کنورجی متحیر ہوے اور چلّا کر کہا "ای مہربان خدا! عائشہ - یہ کیا ہے؟ تم کیون روتی ہو؟"

بے کچھ جواب دیے عائشہ نے ایک پیاری ادا سے کنورجی کا ہاتھ کھینچا - اور اپنے برابر چارپائی پر بٹھا لیا۔

جب کنورجی بیٹھ گئے - اُسنے پھر اُنکا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیا اور کہا "کنورجی - کبھی میرے خیال مین نہ تھا کہ اس حال مین آپ سے رخصت ہونگی - مین اپنے اوپر بہت کچھ صدمہ اُٹھا سکتی ہون مگر آپ کو اس نہایت ہی جگر گدازی کی حالت مین قیدخانے کے اندر چھوڑ جانے کا صدمہ مجھ سے ہرگز نہ اُٹھایا جاے گا - مین منّتون سے عرض کرتی ہون کہ میرے ساتھ آئیے - مین اپنے اصطبل سے آپ کو ایک گھوڑا دونگی آپ آج ہی رات کو اپنے باپ کے پڑاؤ کی طرف بھاگ جائیے"

خدا کی رحمت کا فرشتہ اُسپر رحمت نازل کرنے کے لیے خود سامنے آگیا - کنورجی پر کبھی اس سے زیادہ حیرت نہین طاری ہوی تھی - انتہا سے تعجب کے باعث اُنکے منھ سے بات نہین نکلتی تھی -

عائشہ نے اصرار کیا "جگت سنگھ! کنورجی! آئیے - آئیے"

کنورجی نے کچھ تامل کرکے کہا "عائشہ تم مجھے رہا کرو گی؟"

عائشہ "ہان اسیوقت"

کنورجی "پہلے اپنے باپ کو خبر کیے؟"

عائشہ "کچھ پروا نہین - یہ حال اُنپر مین جب ظاہر کرونگی جب آپ نکل جائینگے"

کنور جی "مگر دربان مجھکو کیونکر جانے دینگے؟"
عائشہ "یہ طلسم انکو راضی کردیگا" یہ کہکر اُسنے اپنا جواہرات کا ہار اوتارا اور کنور جی کے سامنے رکھدیا۔
کنور جی "جس وقت یہ امر ظاہر ہوگا تو آپ کو اپنے باپ کے ہاتھ سے صدمہ پہنچے گا"
عائشہ "کچھ ایسا خوف نہین ہے"
کنور جی "نہین عائشہ۔ مین ہرگز نہ جاؤنگا" عائشہ بھولے پن سے اُسکی طرف دیکھنے لگی اور غمگین ہوکر پوچھا "ہاے! کیون؟"
کنور جی "مین اپنی جان بچنے کی بہ نسبت کسی ادنے معاملے مین آپ کا احسان مند نہین ہون۔ اور مین کوئی ایسا کام ہرگز نہ کرونگا جس سے آپ کو اذیت پہونچے"
عائشہ نے رکتی ہوی آواز سے کہا "تو آپ انکار ہی کیے جائیگا؟"
کنور جی "اب مہربانی کرکے آپ اکیلی ہی چلی جایئے"
عائشہ پھر چپکی ہوگئی۔ اُسنے آنسوؤن کے روکنے کی بہت کوششین کین مگر کوئی نہ کارگر ہوی اور پھر بہ نکلے۔
کنور جی گھبراکر چلائے "عائشہ عائشہ۔ اے نازنین۔ تم کیون روتی ہو؟"
عائشہ خاموش تھی۔
کنور جی نے کہنا شروع کیا "عائشہ۔ مین منتین کرکے کہتا ہون اگر آپ اس چپکے چپکے رونے کا سبب بیان کرسکتی ہون تو بیان کردیجیے۔ مین اُسکے دفع کرنے کے لیے اپنی جان لڑادونگا۔ مین نے جو قیدخانے مین رہنا اختیار کرلیا اسکی وجہ سے عائشہ کی آنکھون سے آنسو جاری نہین ہو سکتے۔ کیا آپ کے والد کے قیدخانے مین ہزارون قیدی نہین پڑے ہین؟"
بغیر کچھ جواب دیے عائشہ نے اپنے آنسو پوچھے۔ کچھ تامل کرکے بعد وہ کہنے لگی "کنور جی اب مین نہ روؤنگی"
کنور جی کچھ جواب نہ پانے کے سبب سے نہایت غمگین ہو رہے تھے۔ دونون نے چپ ہوکر سر جھکالیا۔
اب کسی تیسرے شخص کی پرچھائین قیدخانے کی دیوار پر پڑی جسکو اُن لوگون نے نہین دیکھا جو کمرے مین بیٹھے ہوے تھے۔ وہ آیا اور اُنکے پاس کھڑا ہوگیا۔ تھوڑی دیر تک چپ چاپ تصویر بنے کھڑے رہنے کے بعد اُس نے ایک غصے مین کانپتی

ہوئی آواز سے کہا "شہزادی! یہ سزا کے قابل بات ہے!"
دونوں نے سر اُٹھا کر دیکھا تو عثمان خان تھا۔
عثمان خان۔ یہ تمام حالات اپنے ہمراہی انگوٹھی لانے والے شخص سے سُن چکا تھا اور یہاں عائشہ کی تلاش میں آیا تھا۔ عثمان خان کی صورت دیکھکر کنورجی عائشہ کی نسبت نہایت متردد ہوئے کہ عثمان خان یا قتلو خان کے سامنے اُس کی معبزتی ہوگی اور وہ آکر لعنت ملامت کرینگے۔ اور عثمان خان نے جس آواز سے طعنہ زنی کی تھی اس سے اور بھی صاف طور پر ظاہر ہوا کہ اسکا بہت زیادہ احتمال ہے۔ عائشہ اس طعنے کا مطلب فوراً سمجھ گئی۔ ایک گھڑی بھر کے لیے اُسکا خوبصورت چہرہ سُرخ ہوگیا۔ اسکے علاوہ اُسکے چہرے سے بے صبری کی اور کوئی علامت نہیں ظاہر ہوئی تھی۔
اُسنے سنجیدگی کے ساتھ پوچھا "عثمان خان کون بات سزا کے قابل ہے؟"
عثمان خان نے اُسی طعنہ بھری آواز سے کہا "یہ بات سزا کے قابل ہے۔ اُس شہزادی کے حق میں سزا کے قابل ہے جو رات کے وقت ایک قیدی کے پاس ہے۔ ہاں یہ بات بھی اُس شہزادی کے حق میں سزا کے قابل ہے کہ وہ قانون کی بالکل توہین کر کے قیدخانے میں آئی۔"
یہ ایک ایسا جملہ تھا جسکو عائشہ کی بے داغ عصمت نہیں برداشت کر سکی۔ اُسنے عثمان خان کے چہرے پر اپنی آنکھیں گڑو دیں اور ایک ایسی تیزی کے لہجے میں جسکا کبھی سُننا عثمان خان کو بالکل نہیں یاد تھا کہا "مجھے اختیار ہے کہ ایسے نازک وقت میں قیدخانے میں اکیلی چلی آؤں۔ یہ میری مرضی پر ہے کہ قیدی سے بات چیت کروں۔ میرے چال چلن کے اچھے بُرے ہونے کا فیصلہ کرنے والے تم نہیں ہو"
عائشہ نے اسی لہجے میں جواب دیا "ابا جان جب پوچھیں گے میں اُنھیں جواب دیلونگی۔ اس معاملے میں تمھارے پریشان ہونے کی کچھ ضرورت نہیں۔"
عثمان خان متعجب ہوگیا تھا۔ اب اُسے اور بھی غصہ تھا۔ کہنے لگا "نواب صاحب کے سامنے کل صبح کو دیکھنا"
عثمان خان نے اُسی طعنہ بھری آواز میں کہا "اور جو میں پوچھوں تو کیا ہے؟"
عائشہ پورے دھڑے سے چونک پڑی۔ اب تھوڑی دیر تک عثمان خان کیطرف اپنی نظر گڑوئے رہی۔ اُسکی بڑی بڑی آنکھیں اور زیادہ کشادہ ہوگئیں۔ اُسکا سوسن کا ایسا چہرہ اور زیادہ شگفتہ ہوگیا اُسکا سر کالے کالے بالوں کی لٹوں کے ساتھ ایک جانب

کچھ جھک گیا۔ اُسکا سینہ اُٹھتے ہوے جوش سے اور اُبھر آیا۔ جس طرح کائی کے ساتھ موجین کھیل رہی ہین۔ صاف طور پر غصے کی آواز مین کہنے لگی ''عثمان خان جو تم پوچھتے ہو تو مین کہہ سکتی ہون کہ یہ قیدی جو ہمارے سامنے ہے میرے دل کا مالک نہین'' اس گھڑی جیسے بادل گرج گیا۔ نہ تو راجپوت نہ پٹھان کوئی اس سے زیادہ کبھی چونکا تھا۔

کنور جی کو ایسا معلوم ہوا کہ جیسے اُنکے دل کی تاریکی کو کسی نے روشن کر دیا۔ وہ عائشہ کے چپکے چپکے رونے کا مطلب اور سب اب سمجھے۔ عثمان خان اس سے پہلے ہی کسی قدر سمجھ گیا تھا۔ اور اسی لیے اُسنے عائشہ کو ایسی راہ سے روکا تھا مگر یہ بات بالکل اُس کے سامنے وہ اپنے عشق کا اقرار کریگی اُسکے خیال مین بھی نہین گذرا تھا۔ عثمان خان نہایت ترش تھا۔ عائشہ نے آگے کہنا شروع کیا ''سنو عثمان خان۔ یہ قیدی میرے دل کا مالک ہے۔ جب تک اس بدن کے گرم رکھنے کے لیے ذرا سی بھی جان باقی ہے اُسوقت تک اسمین جگہ پانے کی اس شخص کے سوا اور کوئی ہرگز نہین امید کر سکتا۔ اگر یہی ہوا کہ کل قتل گاہ کی زمین پر اسکا خون بہایا گیا ——'' اس مقام پر وہ کانپ اُٹھی ''تو ضرور بالضرور تم مجھے دیکھو گے کہ اسکی پیاری صورت اپنے دل مین محفوظ رکھون گی۔ اور ہمیشہ روزمرہ اُسکی پرستش کرتی رہونگی۔ اگر یہ گھڑی ایسی ہی مقدر کی گئی ہے کہ ہم ایک دوسرے کو پچھلی دفعہ دیکھین۔ اگر یہ کل چھوڑ دیا جاے اور سیکڑون بیویون کے جھرمٹ مین ہو تو کتنا عائشہ کے نام پر دھتکار ہو۔ اور اسکو ضرب المثل کر دینا۔ تو بھی مین ہمیشہ اسکی رہونگی۔ اور اسی کی محبت کا نقش اپنے دل مین رکھون گی۔ تم جانتے ہو مین یہان تنہائی مین اس سے کیا کہہ رہی تھی؟ مین کہہ رہی تھی کہ مین دربانون کو میٹھی میٹھی باتون سے یا انعام سے پھسلاؤن گی۔ اپنے اصطبل سے ایک گھوڑا کسوا دون گی اور اس سے خوشامد کے ساتھ اصرار کرتی تھی کہ اپنے باپ کے پڑاؤ مین بھاگ جاوے۔ قیدی نے بھاگنے سے خود ہی انکار کیا۔ ورنہ اسکا نقش قدم بھی تم اسوقت نہ پاتے''

یہ کہکر اُسنے اپنے آنسو پونچھے اور تھوڑی دیر تک توقف کیا۔ اور پھر آواز بدل کر کہنا شروع کیا ''مگر عثمان خان مین نے تمھین رنج دیا ہے مین منتین کر کے کہتی ہون مجھے معاف کرو۔ ہم ایک دوسرے کی محبت اپنے دلون مین رکھین۔ اور میرے چال چلن سے ایسا ظاہر ہوتا ہے جیسے مین بہت بڑی بیہودگی کو پسند کرتی ہون۔ مگر تمنے میری عصمت پر بدگمانی کی۔ اور گناہ چاہے جتنے ہون مگر بے عصمتی عائشہ مین نہین ہے۔ عائشہ

ہوکر بنی سوا اسکا دنیا بھر کے سامنے اقرار کر سکتی ہے - اب مین نے تمھارے سامنے اقرار کرلیا ہے اگر ضرورت پڑی تو کل مین اپنے والد کے سامنے بھی اسکا اقرار کرونگی "
اسکے بعد جگت سنگھ کیطرف پلٹ کر اُسنے کہا ور کنور جی - آپ بھی مجھے معاف کیجیے - اگر عثمان خان اس غم کے دلدلفا ہر کر دینے پر جسنے میرے کلیجے کے ٹکڑے کر دیے ہین مجھے مجبور نہ کر دیتا تو یہ بات آپ کے کانون تک کبھی نہ پہنچتی --- نہین --- کسی کے کانون تک نہ پہنچتی "
کنور جی چپ چاپ کھڑے رہے - اُنکا دل نہایت اضطراب کے باعث جل رہا تھا - عثمان خان بھی چپ تھا - عائشہ پھر کہنے لگی در عثمان خان! مین پھر کہتی ہون اگر مین نے تمھیں رنج دیا ہو تو تم معاف کرو - مین ہمیشہ تمھاری محبت کرنے والی بہن کی طرح رہونگی تم میری محبت کو اپنے دل سے کم نہ کرنا - دیکھو کم نہ ہو - جیسا میری بری قسمت نے یہ کیا ہے مین ویسا ہی اس سمندر مین غوطے لگاتی رہونگی - دیکھو اپنے بھائیون کی ایسی محبت کو ضائع کرکے مجھے رنج نہ دینا " یہ کہکر وہ نازنین معشوقہ اپنی سہیلی کے واپس آنے کا انتظار کیے بغیر جھپٹ کر باہر نکل گئی - عثمان خان اُس شخص کی طرح جو اپنے ہوش وحواس کھو چکا ہو کچھ دیر تک چپ چاپ رہا اور اُسکے بعد اپنے گھر واپس گیا -

سولھوان باب

"حضور - آپکی لونڈی آپکے قدمون پر ہے "

اس رات قتلوخان کی حرم سرا مین ناچ تھا شہنشاہان مغلیہ خاندان کی طرح اپنی سالگرہ کی تقریب کی خوشی اور جشن کو اُس نے کل اہل دربار پر عام نہین کر دیا - اُسکی طبیعت مین نہایت ہی خودغرضی تھی - اور ہمیشہ اپنے نفس کی خواہش پوری کرنا چاہتا تھا -
اس رات کو وہ اپنی معشوقہ عورتون کے بہشت مین تھا - اور اُنکے ساتھ ہنسنے بولنے اور خوشی منانے مین مشغول تھا - اُسکی معشوقون کے سوا وہان اور کوئی ناچنے والی لڑکی نہ تھی نہ کوئی تماشا دیکھنے والا تھا - خواجہ سراؤن کے سوا وہان کوئی جا ہی نہ سکتا تھا - اُسکی بعض معشوقہ عورتین ناچتی تھین - بعض گاتی تھین - بعض سُر ملاتی تھین - باقی قتلوخان کے گرد بیٹھی سُن رہی تھین -
دل کو جو جو چیزین معلوم ہوتی ہین اُن مین سے کسی چیز کی کمی نہ تھی - تم کمرے مین داخل ہوے اور ایک خوشگوار ٹھنڈک جو برابر چھڑکے جانے والے عرقون سے پیدا ہوتی تھی

تمھارے بدن پر غالب آگئی - چاندی - ہاتھی دانت - بلور کے بے انتہا ظروف کی آب و تاب سے تمھاری آنکھیں چوندھیا گئیں - پھولوں کی کوئی حد ہی نہ تھی - یہاں ہاروں میں گُندھے ہوئے - وہاں ڈھیر لگے ہوئے - اُس طرف گلدستے سجے ہوئے - بعض محبوبوں کے بال پھولوں سے آراستہ تھے - بعضوں کی گوری گردن پر چمکتے نظر آتے تھے بعض پھولوں کی پنکھا لیے ہوئے تھیں - بعض سرتاپا پھولوں سے لدی ہوئی تھیں - بعض ایک دوسرے کی طرف گلدستے اوچھال رہی تھیں - پھولوں کی خوشبو اور خوشبودار چیزوں کی خوشبو - پیاری نوجوان مہ لقاؤں کے سینوں کی خوشبو ہر طرف مہک رہی تھی - ہوا خوشبو کی کثرت سے بیمار تھی - جھاڑوں اور فانوسوں کی آب و تاب - پھولوں کی آب و تاب - زیوروں کی آب و تاب - اور نازنین عورتیں جو بیچ اپنی آنکھوں سے دزدیدہ نگاہی کر رہی تھیں اُنکی دزدیدہ نگاہی کی آن بان ہر طرف نظر آتی تھی - بین اور سازوں کے نغمے عورتوں کی صاف اور شیریں تانوں کے ساتھ ملے ہوئے ہوا میں گونج رہے تھے - اور ان نغموں کے بیچ بیچ میں کسی ناچنے والی لڑکی کے گھنگھروؤں کی آواز جادو کر کر کے دل کا چھینے لیتی تھی -

ادھر دیکھو! ای ناظرین! یہ عورت کیسی ناچ رہی ہے - جب موجیں بڑھ جاتی ہیں اُسوقت کنول کے پھول کے ایسے سینے والا راج ہنس بھی یونہیں ناچتا ہے بہت سی بشاش صورتیں چاروں طرف حلقہ باندھے دیکھ رہی ہیں - اُس طرف دیکھو جہاں وہ نازنین نیلی پوشاک پہنے بیٹھی - اُسکے کپڑے سونے کے ستاروں سے جگمگا رہے ہیں کیسی بڑی بڑی دونوں آنکھیں ہیں! اُن میں آسمان کی سی کیا نازک نیلگونی ہے اُسکی دزدیدہ نگاہی کے وقت کیسی بجلی کوند جاتی ہے! اُس دوسری مہ لقا کو دیکھو جو اُسکے پاس ماتھے پر جواہرات کا ٹیکہ لگائے ہے - دیکھتے ہو اُسکا کیسا پیارا ماتھا ہے؟ روشن - چوڑا - صاف - کیا جنت کی حوریں ایسی ہی ہونگی ؟ تو اس پیاری سانولی لڑکی کو دیکھو جو پھولوں سے لدی ہوئی ہے - دیکھتے ہو اُسکی پھول کی ایسی پوشاک اُسکے بدن پر کیا پھبتی ہے ؟ گویا پھول اس نازنین ہی کے لئے پیدا ہوئے ہیں - اُس لڑکی کو دیکھو جسکے ہونٹھ لال لال ہیں مگر اسوقت کچھ یونہیں سے افسردہ ہو رہے ہیں - دیکھو اُسکے بدن کا چمکتا ہوا رنگ کس طرح پوشاک سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا ہے - بے ابر آسمان پر ماہ کامل بھی ایسا ہی نظر آتا ہے اُس پریوش کو دیکھو جس کی گردن ہنس کی ایسی ہے - وہ ہنس ہنس کر بات کرتی ہے - دیکھو اُسکے جھمکے کیسے

جھول رہے ہین! میری دلربا۔ اے پیارے سر اور خوبصورت بالون والی نازنین تم کون ہو! تم نے اپنی زلف پیچان کو سینے پر کیون چھوڑ دیا ہی؟ کیا تم دکھارہی ہو کہ کنول کے پھول کے گرد سانپ کیونکر لپٹتا ہے۔

اور اے نازنین تم کون ہو جو قتلوخان کے پہلو مین بیٹھی چاندی کے جام مین سُرخ گلگون اونڈیل رہی ہو؟ تم کون ہو کہ تمھارے چمکتے ہوے کامل حسن وجمال پر قتلوخان برابر شوق کی نگاہین ڈال رہا ہے؟ تم کون ہو کہ اپنی دزدیدہ نگاہیون کی بے خطا نشانہ بازی سے اُسکے دل مین آگ لگا ئے دیتی ہو؟ اس نگاہ کو مین پہچانتا ہون تم بھالا ہو اسقدر زیادہ شراب کیون اونڈیلے دیتی ہو؟ اونڈیلو۔ اونڈیلو۔ اور خنجر تو تمنے کپڑون مین چھپائی ہی نہین ہے؟ خوب۔ اس حالت مین تم سے ہنسا کیونکر جاتا ہے؟ ہائے! یہ معمولی ہنسی ہے۔ قتلوخان تمھاری صورت دیکھ رہا ہے یہ کیا؟ دزدیدہ نگاہ! یہ کیا؟ یہ کیا؟ دیکھو کہین یہان یہ نہو کہ اس خوشی مین پڑے ہوے مسلمان کو مدہوش نہ کر پاؤ! شاید یہ تمھاری چرتر بازیون کے سبب سے ہے کہ بس تم ہی اسکے دل کی مالک ہوگئین۔ اور کیون نہو؟ یہ ہنسی! یہ وضع! یہ پیاری باانداز گفتگو! یہ دزدیدہ نگاہ! پھر جام لاؤ! قتلوخان ہوشیار! اور قتلوخان بیچارے کا کیا اختیار؟ بھالا کس نگاہ سے گلاس دیتی ہے! اہو ہو! یہ کیا آواز آرہی ہے؟ یہ آواز انسان کے گلے سے نکل رہی ہے کہ پری کے گلے سے؟ اور گانے والیون کے ساتھ بھالا گارہی ہی کیا آواز ہے! کیا باتین ہین! کیسا اچھا زیروبم ہے! قتلوخان یہ کیا ہی؟ کسنے تمھارا دل چھین لیا؟ تم کس کی طرف دیکھ رہے ہو؟ وہ کلام کے ہر لہجے پر ہنس ہنس کے دزدیدہ نگاہ ڈالتی ہے۔ خنجر بھی ایسا نہ کرے گا جیسا وہ تمھارے دل کو چاک کیے ڈالتی ہی اُسے دیکھتے ہو؟ اکیلی نگاہ ہی دلفریب ہی اور یہان تو گانے کی تانین بھی اُس نگاہ کے ساتھ ملی ہوئی ہین! تم دیکھتے ہو ہر نگاہ نازپر اُسکا سر کس نزاکت سے حرکت کرتا ہے؟ دیکھتے ہو اُسکے جھمکے کس طرح جھول رہے ہین؟ اہا ہا ہا! پھر شراب اونڈیلو۔ خدا کے لیے اونڈیلو۔ یہ کیا؟ بھالا اُٹھ کھڑی ہوئی ہے اور ناچنے لگی ہے۔ کیا حسن وجمال ہے! کیا پیاری وضع ہے! گلاس لاؤ! کیا صورت ہی! کیا نقشہ ہے؟ قتلوخان! میرے صاحب سنبھلے رہو؟ کہے دیتے ہین۔ سنبھلے رہو! تمھین نشہ زیادہ ہوا جاتا ہی! آہ قتلوخان کا جسم جھکا جاتا ہے! جام! آہ جام! اُہو ہو ہو! پھر کیا؟ پھر خندۂ ناز پھر وہی دزدیدہ نگاہ! شراب! شراب! این یہ کیا ہے؟ در انگیا؟"

"یہ کیا حضور! یہ کیا!"

جو عورتین چارون طرف حلقہ باندھے بیٹھی تھین قہقہے لگا کر اُٹھ کھڑی ہوئین اور بھاگین ناگہان چراغ گل ہو گئے۔ قتلو خان نے پکار کر کہا "اے میری دلربا۔ تم کہان ہو؟"

بمالا نے ایک ہاتھ قتلو خان کے شانے پر رکھکر کہا "حضور آپ کی لونڈی آپکے قدمون پر ہے" اور دوسرے ہاتھ مین خنجر لیا۔

قتلو خان نے بمالا کو اپنے سینے کی طرف کھینچا اور خوب زور سے گلے مین لپٹا لیا۔ ادھر لپٹایا اور اُدھر زور سے چیخ اُٹھا۔ بمالا کو الگ ڈال دیا اور بچھونے پر گر پڑا۔ بمالا نے اپنا خنجر قبضے تک قتلو خان کے سینے مین اُتار دیا تھا۔

قتلو خان چیخا "ناپکار قاتلہ! ملعون کمبخت! یہ کیا" اور ایکبارگی قے ہوئی۔

بمالا "نہ قاتلہ! نہ کمبخت۔ بلکہ رندھیر سنگھ کی رانڈ بیوی" اتنا کہا اور چلدی۔

قتلو خان کے بولنے کی طاقت جلد جلد سلب ہوتی جاتی تھی۔ باوجود اسکے اپنی طاقت بھر وہ چلاتا رہا۔ بمالا زور سے بھاگی اور غل مچایا۔ دوسرے کمرے مین پہنچکر چند آدمیونکو باتین کرتے سُنا وہان سے ہوا کی طرح بھاگی۔ اور کمرے مین گئی تو جسقدر بانون اور خواجہ سراؤن کو پایا۔ شور کی آواز سُنکر اور اُسکو جھجھکتے دیکھکر وہ پوچھنے لگے "یہ کیا ماجرا ہے؟"

ذکی الطبع بمالا نے غل مچایا "قتل اور غارت! لوگو جلدی دوڑو محلسرا مین ڈاکہ پڑ گیا۔ شاید ڈکیتون نے نوابصاحب کو مار ڈالا" لوگ فوراً کمرے کی طرف جھپٹے۔ بمالا اندر والی محلسرا کے پھاٹک کی طرف بھاگی۔ وہان دربان کو نشے مین مدہوش پڑا پایا اور بغیر اسکے کہ کچھ روک ٹوک ہو پھاٹک سے نکل گئی۔ سب جگہ یہی حال تھا۔ بمالا کو کسی نے بھی نہ روکا۔ بھاگتی ہی چلی گئی۔ باہر کے پھاٹک پر پہونچی تو دربان کو بیدار پایا۔ بمالا دیکھکر ایک دربان بولا "کون؟ کہان جاتی ہو؟"

بمالا "یہان سست بیٹھے کیا کرتے ہو؟ یہ شور نہین سُن رہے ہو؟"

دربان "یہ کیا شور ہو رہا ہے؟"

بمالا نے چیخکر کہا "گھبراہٹ اور بیتابی! نواب صاحب پر کسی نے حملہ کیا"

دربان پھاٹک چھوڑکر اُدھر جھپٹے۔ بمالا بغیر مزاحمت کے وہان سے بھی کھسکی۔ پھاٹک سے تھوڑی دور آگے نکل گئی تو ایک درخت کے نیچے اُسنے کسی شخص کو کھڑا پایا۔

بمالا فوراً پہچان گئی کہ ابھی رام سوامی ہین۔ بمالا آپہنچی تو ابھی رام سوامی نے کہا، "مجھے بڑا تردد تھا۔ یہ شور کیسا ہو رہا ہے؟"

بمالا: "مین نے اپنی غلطی کا بدلہ لے لیا۔ ہمین یہان ٹھہرنا مناسب نہین۔ جلدی اپنے چھپر مین چلیے وہان آپ کو سب حال بتادونگی؟ تلوتما کہان ہے؟"

ابھی رام سوامی: "وہ آشمنی کے ساتھ آگے جاتی ہے۔ ہم بہت جلد اسکو پالینگے" دونون جلدی جلدی قدم بڑھا کر چلے۔ تھوڑی دیر مین چھپر مین پہنچے۔ دیکھا کہ عائشہ کی مہربانی سے تلوتما آشمنی کے ہمراہ ابھی ابھی آگئی ہے۔ اسنے ادب سے جھک کر ابھی رام سوامی سے پالاگن کیا اور رونے لگی۔ ابھی رام سوامی نے دلاسا دیکر کہا "پرمیشر کی دیا سے تم پاپی ملیچھ کے بھنور سے نکل آئین۔ ایک گھڑی بھی اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے مسلمان لوگ پا جائینگے تو ہمین قتل کرکے اپنے مقتول نواب کا انتقام لینگے۔ آؤ ہم آج ہی رات کو یہ مقام چھوڑ دین"

اس رائے کو سبھون نے تسلیم کیا۔

سترھوان باب

دم واپسین

بمالا کے بھاگتے ہی قتلو خان کا ایک عہدہ دار دوڑتا ہوا جگت سنگھ کے قیدخانے مین آیا اور کہنے لگا "کنورجی صاحب! نواب صاحب کوئی دم کے مہمان ہین اور آپسے ملاقات کرنا چاہتے ہین" کنورجی نے متحیر ہوکر زور سے کہا "یہ کیا ہوا؟"

عہدہ دار: "کچھ دشمن محلسرا مین گھس آئے اور نواب صاحب کو سخت زخمی کرکے بھاگ گئے ابھی تک تو زندہ ہین مگر زیادہ دیر تک زندہ رہتے نہین معلوم ہوتے"

کنورجی: "اور ایسے وقت مین مجھسے کیون ملنا چاہتے ہین؟"

عہدہ دار: "اس امر کو مین نہین جانتا۔ مین فقط پیغام لایا ہون"

کنورجی اس شخص کے ہمراہ اندر گئے وہان دیکھا تو فی الحقیقت زندگی کا چراغ جھلملا رہا تھا اور ایک دائمی رات کی تاریکی مین غرق ہوجانے کے قریب تھا۔ دم توڑنے والے شخص کے گرد عثمان خان۔ عائشہ۔ اسکے نوجوان لڑکے۔ اسکی قسمت کے اور شرکا۔ بیویان۔ ملازم۔ اہل دربار بھیڑ لگائے کھڑے تھے۔ آہ وزاری کی آوازین ہوا مین گونج رہی تھین۔ ایک ہجوم تھا۔ اور ہر شخص چلا چلا کر رو رہا تھا۔ بچے

یہ نہ سمجھی تھے کہ کیا سانحہ ہے مگر رو رہے تھے غرض جتنے تھے سب چلا چلا کر نالہ و زاری کر رہے تھے۔ سوا ایک کے۔ وہ عائشہ تھی۔ آنسو کثرت سے اُسکے رخساروں پر جاری تھے اپنے باپ کا سر اپنی گود مین لیے وہ خاموش بیٹھی تھی۔ جگت سنگھ نے دیکھا کہ اُسکی وضع سے بے انتہا غم و حسرت کا سکوت پایا جاتا ہے۔ یہ سکوت اُس چراغ کا نمونہ تھا جسکی لو تک اتنی بھی ہوا نہ پہونچتی ہو کہ وہ باقی رہ سکے۔

کنور جی جیسے ہی داخل ہوے خواجہ عیسےٰ نام دربار کے ایک شخص نے اُنکا ہاتھ پکڑ لیا اور لیجا کر قتلو خان کے پہلو مین کھڑا کر دیا۔ اور قتلو خان کی طرف خطاب کر کے اس زور سے جیسے کوئی بہرے شخص سے بات کرتا ہی کہا "کنور جگت سنگھ آ گئے"

قتلو خان نے ناتوانی کی آواز سے کہا "تمھارا دشمن — مین — مرتا ہون — اب وہ ساری دشمنی اور غصہ چھوڑ دو"

جگت سنگھ نے مطلب سمجھ کر جواب دیا "بہت خوب۔ اب مین ایسا ہی کرونگا"

قتلو خان نے پھر اُسی آواز سے کہا "مین چاہتا ہون — وعدہ"

جگت سنگھ "مین کیا وعدہ کرون؟"

قتلو خان "اپنا ہاتھ لاؤ"

قتلو خان کی غرض سمجھکر عثمان خان نے جگت سنگھ کا ہاتھ لیا اور قتلو خان کا ہاتھ اُس مین دیدیا۔ اُسکی حرارت سے جگت سنگھ کے بدن مین آگ لگ گئی۔ مگر اُسنے ہاتھ نہ چھوڑا۔

قتلو خان "سب لڑکے۔ لڑائی۔ ارے مین پیاس سے مرا جاتا ہون!"

عائشہ نے مُنھ مین شربت ٹپکایا۔

قتلو خان "بے فائدہ — لڑائی۔ صلح"

قتلو خان ٹھہر گیا۔ جگت سنگھ نے کچھ جواب نہین دیا۔ مگر قتلو خان جواب کی امید مین کنور جی کے چہرے پر نظر جمائے رہا کچھ جواب نہ پایا۔ تو بہت کوشش کر کے کہا "انکار؟"

کنور جی "اگر پٹھان لوگ شہنشاہ اکبر کی بالادستی قبول کرین تو صلح کی کوشش کرنے کا اقرار کرتا ہون"

قتلو خان نے اسطرح کہ آدھا لفظ زبان سے نکلا کہا "اوڑیسہ؟"

کنور جی نے اُسکی غرض سمجھکر کہا "اگر مجھے اپنی کوششون مین ناکامی نہوئی

تو آپ کے صاحبزادے اوڑیسہ سے نہ محروم رہیں گے "
قتلو خان کا چہرہ جس میں عالم نزع کے سبب تشنج ہو رہا تھا خوشی سے چمکنے لگا۔
قتلو خان " تم۔ آزاد۔ خدا۔ بھلا "
جگت سنگھ جانتے کو ہی تھا کہ عائشہ نے اپنا سر جھکا کر کچھ اپنے باپ سے کہا۔ قتلو خان نے پہلے خواجہ عیسے کی طرف دیکھا۔ پھر کنور جی کی طرف جو چلنے جا رہے تھے دیکھا۔
خواجہ عیسے نے کنور جی سے کہا " شاید نوابصاحب کچھ اور کہنا چاہتے ہیں "
کنور جی پھر لپٹ آئے۔
قتلو خان " کان "
کنور جی سمجھ گئے۔ دم توڑنے والے شخص کے قریب وہ کچھ اور بڑھ گئے۔ اور قتلو ن کے ہونٹوں کے پاس اپنا کان لے گئے۔
قتلو خان نے اس طرح کہ کچھ سمجھ میں آتا تھا کہا " دو رن "، تھوڑی دیر ٹھہر گیا اور کہا " رندھیر سنگھ — ارے! پیاس! "
عائشہ نے منہ میں پھر شربت ٹپکایا۔
قتلو خان " رندھیر سنگھ کی بیٹی۔ "
کنور جی کی صورت سے معلوم ہوا جیسے انکو سانپ ڈس گیا ہے۔ چونک پڑے اور سر کچھ یونہیں سا اونچا کر لیا۔
قتلو خان " وہ یتیم — میں گنہگار ہوں۔ ہائے پیاس لگی ہے! "
عائشہ نے پھر منہ میں شربت ٹپکایا۔ مگر اب گفتگو کرنا دشوار ہو گیا تھا۔
قتلو خان زیادہ جلد جلد اور تیز تیز سانسیں لینے لگا اور کہا۔ میں بھلا! بن پھنکا! باعصمت ہے۔ تم دیکھ لو گے "
کنور جی " کیا؟ "
یہ آواز بادل کے گرجنے کی طرح قتلو خان کے کان میں گئی۔
قتلو خان " دیکھا تک نہیں۔ ایسی پاک دامن۔ دیکھا تک نہیں — ہاتھ تک نہیں لگایا۔ تم۔ کیسے۔ پیاسا ہوں! ارے مرا۔ میں مرا۔ پیاری عائشہ "
اس سے زیادہ بات نہ کی گئی۔ اپنی قوت سے زیادہ کوشش کر کے قتلو خان نے یہ الفاظ کہے تھے ہوش و حواس سے خالی بیجان ہو کر عائشہ کی گود میں گر پڑا۔
عائشہ کا نام پچھلا لفظ تھا۔ جو قتلو خان کی زبان سے نکلا۔ ویسے ہی

روح کا جھلملاتا ہوا۔ چراغ موت کی تاریکی مین پڑ کے گل ہوگیا۔ اور زندگی اور دنیا دونون چیزین قتلو خان سے گذر گئین۔

اٹھارھوان باب

رقابت

کنور جگت سنگھ رہائی پاکرا اپنے باپ کے پڑاؤ مین گئے۔ اور حسب وعدہ مغلون اور پٹھانون مین ایک صلح کا نتیجہ پیدا کرالائے۔ پٹھانون نے شہنشاہ کی عظمت اور بالادستی تسلیم کرلی۔ اور اُن کو اجازت مل گئی کہ ملک اوڑیسہ پر اپنا قبضہ رکھین۔ اس صلح کے تفصیلی حالات کے لیے ناظرین کو مورخین کی کتابون کی صفحات کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ ہم اُن باتون مین نہ پڑینگے۔ صلح ہوجانے کے بعد کچھ دنون دونون فوجین وہین پڑی رہین۔ پٹھانون کے مدار المہام خواجہ عیسیٰ اور سپہ سالار عثمان خان اس نئے تعلق کو زیادہ بڑھانے کے لیے قتلو خان کے نوجوان بیٹون کو ہمراہ لیکر مہاراجہ مان سنگھ کی فرودگاہ مین آئے۔ ان لوگون نے پچاس ہاتھی اور بہت سے بیش قیمت تحائف پیشکش کرکے مہاراجہ صاحب کی نظر عنایت حاصل کی۔ مہاراجہ صاحب نہایت عزت سے پیش آئے۔ اور بہت کچھ اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کیا۔

کوچ کرنے مین کچھ دنون تاخیر ہوئی۔ انجام کار جب راجپوتون کی فوج پٹنے کی طرف کوچ کرنے کو تھی اُسی زمانے مین ایک دن دوپہر کو کنور جگت سنگھ اپنی جلو کے سوارون کو ہمراہ لیکر پٹھانون کے قلعے کے جانب روانہ ہوے تاکہ عثمان خان اور ملاقاتیون سے رخصت ہو آئین۔ قید خانے مین ملاقات ہونے کے بعد سے عثمان خان نے کنور جی کی نسبت کسی قدر سرد مہری ظاہر کی تھی۔ اس وقت عثمان خان نے کنور جی کو چند معمولی الفاظ سے رخصت کیا۔

کنور جی غمگین دل کے ساتھ خواجہ عیسے کے پاس گئے۔ اُسکے بعد عائشہ کے وہان گئے۔ اُنھون نے اندر والی محلسرا کے ایک دربان کے ہاتھ عائشہ کے پاس کہلوا بھیجا دربان سے کہا عائشہ سے کہنا۔ جب سے نواب صاحب نے انتقال فرمایا اُس وقت سے مین ایسی قسمت نہین رکھتا تھا کہ آپ کی زیارت نصیب ہو۔ مین پٹنے کی جانب کوچ کرنے کو ہون۔ اور اب دوہی ایک مرتبہ آپ کی زیارت کا موقع ہاتھ لگیگا۔ اسلیے

روانگی سے بیشتر آپ سے رخصت ہونے کے بارے مین متردد ہون "
خواجہ سرا تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا اور کہا "شہزادی صاحبہ مجھے یہ عرض کرنے کا حکم دیتی ہین - کہ وہ آپ کی ملاقات سے مجبور ہین اور اس کوتاہی کی وجہ سے معافی کی آرزومند ہین "
اور زیادہ رنجیدہ ہوکر کنور جی اپنی فرودگاہ کو روانہ ہوے - جب قلعے کے پھاٹک پر پہنچے تو عثمان خان کو اپنا منتظر پایا - کنور جی نے عثمان خان کو پھر سلام کیا اور وہان سے روانہ ہونے ہی کو تھے کہ عثمان خان اُنکے ساتھ ہوا -
کنور جی "رسالدار صاحب - اگر مجھ سے کوئی خدمت آپ کی ہوسکتی ہو تو از راہ عنایت اُس سے مطلع فرمائیے - مین نہایت ہی خوشی سے آپکا حکم بجالاؤن گا "
عثمان خان "مجھے بعض ایسی نہایت ہی خاص باتین آپ کی خدمت مین عرض کرنا ہین - کہ اتنے آدمیون کے سامنے اُن کو نہین عرض کرسکتا مہربانی کرکے ان سب لوگون سے کہیے - چلے جائین اور آپ میرے ساتھ چلیے "
کنور جی نے بغیر کچھ پس و پیش کیے اپنے جلو کے آدمیون کو آگے روانہ ہونے کا حکم دیا اور خود عثمان خان کے ہمراہ جانے کے لیے سوار ہوے - اور عثمان خان بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہوا تھوڑی مسافت طے کرکے عثمان خان شیشم کے ایک گھنے جنگل مین گھسا - اس جنگل کے درمیان مین ایک ویران عمارت تھی غالباً اگلے زمانے مین کوئی باغی اس جنگل کے اندر پناہ گزین ہوا تھا - عثمان خان نے اپنے گھوڑے کو شیشم کے ایک درخت مین باندھ دیا اور کنور جی کو ساتھ لیے ہوے اُس مسمار عمارت کے اندر داخل ہوا یہ ایک ریگستانی مقام تھا - عمارت کے بیچ مین ایک کشادہ صحن تھا - صحن کے ایک طرف ایک نئی کُھدی ہوی قبر تھی - مگر جنازہ ندارد - دوسری طرف ایک چتا بنی ہوئی تھی مگر وہان بھی کسی لاش کا پتہ نہ تھا -
صحن مین پہنچکر کنور جی نے پوچھا "یہ کسکے لیے ہین ؟"
عثمان خان "یہ میرے حکم سے تیار کی گئی ہین - آج کے دن اگر مین مارا جاؤن تو از راہ عنایت آپ مجھے اس قبر مین دفن کردیجیے گا - کسی کو اسکی خبر بھی نہوگی - اور جو آپ مارے جائین تو برہمنون کو بلواکر آپ کی تجہیز و تکفین کی رسمین ادا کردونگا - کسیکو کانون کان خبر نہوگی "
کنور جی نے متحیر ہوکر پوچھا - "صاحب - آپ کی ان باتون کا مطلب کیا ہے ؟"

عثمان خان "میں پٹھان ہوں۔ جب ہم لوگوں کا دل جلتا ہے تو ہم حق و ناحق پر فیصلہ نہیں کرتے ہیں۔ عائشہ کے عشق کے لیے دنیا میں دو رقیب نہیں رہ سکتے ہم دونوں میں سے ایک کو آج یہاں ضرور مرجانا چاہیے۔"

کنورجی اب کُل مطلب سمجھے اور غمگین ہو گئے۔ اُنھوں نے پوچھا "تو جناب آپ کی کیا غرض ہے؟"

عثمان خان "آپ سلح ہیں مجھ سے لڑیے۔ آپ سے ہو سکے تو مجھے قتل کر کے اپنا راستہ صاف کر لیجیے۔ یا اسکے خلاف خود آپ قتل ہو کے گریں اور میرا راستہ کھل جائے۔" یہ کہکر بغیر جواب کے مہلت دیے عثمان خان نے کنورجی پر تلوار لے کے حملہ کیا۔ کنورجی تلوار کھینچ لینے اور اپنی جان بچانے پر مجبور ہو گئے۔ عثمان خان نے کنورجی پر وار پر وار کیے۔ مگر کنورجی نے اپنے مقابل پر وار کرنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ فقط اپنے اوپر سے وار بچاتے رہے۔ دونوں کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں اور دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ کسی طرف شکست نہیں ظاہر ہوئی۔ مگر پٹھان کے واروں نے کنورجی کے جسم کو سُست کر دیا۔ کیونکہ اُنکا بدن خون آلودہ ہو رہا تھا۔ بخلاف اسکے عثمان خان پر کہیں چرکا بھی نہیں آیا تھا۔ کیونکہ کنورجی نے اُسپر ایک وار لگانے کا بھی قصد نہیں کیا تھا خون کے کم ہو جانے سے رفتہ رفتہ اپنے جسم کو ناتوان ہوتے دیکھکر اور یہ سمجھکر اس لڑائی میں جسمیں برابر کا مقابلہ نہیں ہے یقیناً زندگی سے ہاتھ دھونا ہے کنورجی نے التجا کرنے کے طریقے پر کہا "ٹھہرو عثمان خان ٹھہرو۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں ہار گیا۔"

عثمان نے ہنس کر جواب دیا "ہا ہا ہا ہا! اس سے پہلے مجھے کبھی نہیں معلوم ہوا کہ کوئی راجپوت سردار موت سے ڈر گیا ہو۔ لڑو۔ میں تھیں قتل کرونگا۔ میں ہرگز نہ چھوڑونگا۔ جب تک تم زندہ ہو ہرگز عائشہ میری نہوگی۔"

کنورجی "میں عائشہ کے لیے نہیں ہوں۔"

عثمان خان نے تلوار چمکا کر کہا "نہیں۔ تم نہیں ہو مگر عائشہ تمھارے لیے ہے۔ لڑو چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔"

کنورجی نے اپنی تلوار تھوڑی دور پھینکدی اور کہا "میں ہرگز نہ لڑونگا۔ تم میری مصیبت میں کام آئے ہو۔ تم سے میں نہ لڑونگا۔"

عثمان خان نے غصے میں آپ سے گذر کر کنورجی کے سینے پر ایک لات ماری اور شور کر کے

کہا، یون ؟ جو جنگجو لڑائی سے ڈرتا ہے اُس سے مین یون لڑتا ہون "
کنور جی کا صبر جاتا رہا - ہاتھ سے پھینکی ہوئی تلوار پھر اُٹھا کر اُس شیر کی طرح جسے لومڑی نے ستایا ہوا آگے جھپٹے - اور پٹھان پر حملہ کیا - پٹھان اس تیز حملے کی تاب نہ لاسکا اور کنور جی کے طاقتور بدن کی زور آوری سے پیچھے گر کر زمین کو اپنی قد کی لمبان سے ناپنے لگا - کنور جی اپنے دشمن کے سینے پر چڑھ بیٹھے - اُسکی تلوار ہاتھ مڑور کر چھین لی اور اپنی تلوار اُسکے گلے پر رکھ کر کہنے لگے "اب کیسا ؟" "اب لڑائی سے تمھارا جی بھر گیا ہے"
عثمان خان "جب تک زندہ ہون اُسوقت تک بھر یگا "
کنور جی - " تمھاری زندگی کو تو مین اسی وقت ختم کر سکتا ہون "
عثمان خان "یہی کرو - ورنہ تمھارا جانی دشمن زندہ رہجائیگا "
کنور جی " زندہ رہنے دو - راجپوت لوگ اس سے خوف کرنا ذلت سمجھتے ہین - مین تمھین قتل کر چکا ہوتا - مگر تم نے میری جان بچائی ہے - اور مین بھی ویسا ہی کرتا ہون "

اسکے بعد کنور جی نے عثمان خان کے ہاتھ پاؤن باندھ دیے - اور ایک ایک کر کے اُسکے سب ہتھیار چھین لیے - اور چھوڑ کر کہا "اب تم اطمینان سے اپنے گھر جاؤ - پٹھان ہو کر ایک راجپوت کنور کے بدن کو لات مارنے کی تم نے جرأت کی - اور یہ اسی خطا کی وجہ سے تھا جو مین نے تمھین اس حالت کو پہونچایا - ورنہ راجپوت لوگ ہرگز ایسے ناشکر نہین ہین کہ اپنے محسن کے بدن کو ہاتھ لگائین " بے کچھ جواب دیے عثمان خان گھوڑے پر سوار ہوا - اور اُسکو قلعے کی طرف سرپٹ بھگایا -

کنور جی نے ایک کنوئین مین جو پاس ہی تھا اپنی چادر ڈالی اور پانی سے بدن دھویا - تب اُنھون نے گھوڑے کی لگام کھولی اور سوار ہوے دیکھا تو گھوڑے کی لگام مین کسی درخت کی چھال سے ایک خط بندھا ہوا تھا - اُس خط کو لگام سے کھولا تو معلوم ہوا کہ انسان کے کچھ بال اُسمین بندھے ہین - لفافے ہی پر یہ عبارت لکھی تھی - "جناب - ازراہ عنایت دو روز اس خط کو نہ کھولیے گا - اگر آپ کھول ڈالین گے تو اس خط سے جو غرض ہے وہ جاتی رہے گی " کنور جی نے تھوڑی دیر تک غور کیا - اور آخر کاتب ہی کی مرضی پر چھوڑ دیا - ویسا ہی بند خط اُنھون نے اپنے تعویذ مین رکھ لیا - اور گھوڑے کو چابک لگا کر پڑاؤ کی طرف روانہ ہوے -

وہان پہونچنے کے دوسرے روز کسی قاصد کے ہاتھ کنور جی کو ایک خط اور پہونچا۔
یہ خط عائشہ کا تھا مگر اسکا حال آیندہ باب مین بیان ہوگا۔

انیسوان باب

عائشہ کا خط

عائشہ ایک خط لکھنے بیٹھی۔ اُسکے چہرے سے سنجیدگی اور متانت ظاہر ہوتی تھی عائشہ جگت سنگھ کے نام خط لکھنے کو تھی۔ کاغذ کا ایک پرزہ لیا اور لکھنے لگی۔ پہلے لکھا "جان سے زیادہ پیارے!" لکھتے ہی اس لفظ کو کاٹ دیا اور لکھا "کنور جی صاحب!" یہ لکھتے وقت اُسکے رخسارون پر آنسو بہ نکلے اور کاغذ پر ٹپک پڑے۔ عائشہ نے اُس کاغذ کو پھاڑ ڈالا۔ اور دوسرا کاغذ لیا۔ ابھی زیادہ سطرین نہین لکھنے پائی تھی کہ اُس کاغذ کا بھی وہی حال ہوا جو پہلے کا ہوا تھا۔ اُسے بھی عائشہ نے مل کے پھینکدیا اور سہ بارہ بغیر آنسوؤن کا کوئی دھبہ پڑے عائشہ نے خط پورا کر لیا۔ ختم کر کے پڑھنے لگی کہ دیکھون کیا لکھا ہی۔ جس وقت وہ خط پڑھ رہی تھی آنسوون کے ڈبڈبا ہونے کے سبب نظر کام ہی نہین کرتی تھی بدقت تمام اُسنے خط لپیٹا اور قاصد کے حوالے کیا۔ نامہ بر تو سپہ سالار راجپوتون کے پڑاو کی جانب روانہ ہوا اور عائشہ اکیلی پلنگ پر پڑی رہی اور رونے لگی۔

کنور جگت سنگھ نے خط کھول کے پڑھنا شروع کیا یہ لکھا تھا!۔

"کنور جی صاحب!

مین نے جو آپ سے ملاقات نہین کی یہ اسوجہ سے نہ تھا کہ مجھے صبر و تحمل کے جاتے رہنے کا کچھ خوف ہی۔ از راہ عنایت عائشہ پر اس امر کی تہمت نہ لگایئے کہ کم سے صبر کی ضرورت ہے۔ آپ نے ایسا خیال کیا تو مجھے صدمہ ہوگا۔ آپ واقف ہی ہین کہ عثمان خان نے اپنے سینے مین ایک آگ مشتعل کر رکھی ہی۔ مین نے آپ سے اسلیے ملاقات نہین کی کہ مبادا اس امر سے میرے ہاتھون اُسے کچھ صدمہ پہنچے۔ اس امر کا مین نے خیال نہین کیا کہ میرے انکار سے آپ کو رنج ہوگا۔ مین نے اپنی تکلیف اور اپنی عشق و محبت سب خدا کے ہاتھ پر محول کر دی ہے۔ اگر بذات خود مین آپ کو خدا حافظ کہتی تو اس صدمے کو آسانی سے اُٹھا لیتی۔ اور جو آپ سے مین نہین ملاقات کر سکی اسکو مین نے پتھر کا کلیجا بنا کر اُٹھا یا۔

پھر مین نے یہ خط کیون لکھا؟ میری ایک عرض ہی - اگر آپ نے سنا ہو کہ مین آپکو بہن سے زیادہ چاہتی ہون تو از راہ عنایت اُسے بھلا دیجیے - میری نیت نہ تھی کہ زندگی بھر اس امر کو ظاہر کرون مگر خدا کی مرضی اسکے خلاف تھی - بہر حال آپ اسے نکال ڈالیے -

مین اس قابل نہین ہون کہ آپ مجھسے محبت کرین - آپ کے ساتھ جو مجھے کرنا تھا وہ کر چکی اُسکے معاوضے کی بھی مین خواستگار نہین ہون - میرے عشق کی جڑ ایسی مضبوط ہے کہ اگر آپ کو میری محبت نہو اُس مین بھی مین خوش ہون مگر اس بارے مین اپنے کام کو مین نے سر انجام دے لیا -

مین نے آپکو ناخوشی کے حال مین دیکھا - جب آپ پر اچھے دن آئین تو عائشہ کو خبر کر دیجیے گا مگر ایسا نہ کیجیے گا کہ اُسے اطلاع کرنا آپ ناپسند کرین - اگر آپکے دل کو کبھی رنج پہونچے تو بھلا آپ عائشہ کو یاد کیجیے گا؟ -

جو آپکو جو اس وقت مین خط لکھ رہی ہون یا آیندہ لکھون اسکی بنسبت مجھپر لوگ الزام دینگے اُسمین میری خطا کوئی نہین - اُن لوگون کے کہنے کا آپ کچھ خیال نہ کیجیے گا - جب کبھی جی چاہے مجھے دو حرف لکھ بھیجیے گا -

آپ جانے کو ہین - فی الحال اس سرزمین کو آپ چھوڑے جاتے ہین - یہ پٹھان لوگ خاموش رہنے والے نہین ہین - لہذا پھر آپکے یہان آنے کا زیادہ احتمال ہی مگر مجھے آپ نہ پائینگے بہت کچھ غور کرنے کے بعد مین نے بھی بات دل مین ٹھان لی ہی - ایک عورت کے دل مین ایسا زیادہ استقلال رہنا چاہیے جسکی مزاحمت فطرتی طور پر دشوار ہے -

فقط آپ سے ایک دفعہ اور ملنے کی مجھے آرزو ہی - اگر اسی ملک مین آپ کی شادی ہو تو مجھے اسکی خبر کیجیے گا - مین آپ کی شادی مین آؤنگی - جس حور وش کی قسمت مین آپ کی بی بی ہونا ہی اُسکے لیے مین نے کچھ خوشنما زیور رکھ چھوڑے ہین - اگر موقع ملا تو خود اپنے ہاتھ سے اُن زیورون سے اُسکے بدن کو آراستہ کرونگی -

اور دوسری عرض سنیے - جب عائشہ کے مرنے کی خبر آپ کو پہنچے تو مہربانی کرکے ایک مرتبہ پہلے یہان آئیگا - میری خاطر سے اُن چیزون کو قبول فرمائیگا جو ایک صندوق مین ہونگی اور اُس صندوق پر آپ کا نام لکھا ہوگا - اگرچہ مین بیٹی ہون مگر ناز برداران باپ کی مہربانی سے مین تھوڑی بہت دولت کی مالک ہوئی ہون جو ایک غریب ملک کی حیثیت سے زیادہ ہوگی - وہ ایسی نہوگی کہ امیر کا خاندان اُسے نہ قبول کرے از راہ عنایت اُسکو اپنے قبضے مین کر لیجیے گا -

اُن ہڈیون کی ملکیت کی دستاویزبھی آپ اُسی صندوق مین پائینگے۔
اب اور مین کیا لکھون ؟ دل مین تو بہت سی باتین ہین۔ مگر انکے لکھنے سے کچھ فائدہ نہین۔ خدا آپ کو خوش رکھے لیکن عائشہ کا خیال کرکے کبھی ملول نہو جیئے گا۔"

اس خط کو پڑھکر جگت سنگھ رونے لگا۔ اور تھوڑی دیر بعد عائشہ کا خط لیے ہوئے پڑاو مین ادھر سے اُدھر اُدھر سے ادھر ٹہلنے لگا۔ پھر جلدی سے ایک پرزہ کاغذ کا لیکر مندرجہ ذیل سطرین گھسیٹ دین اور قاصد کے حوالے کیا۔

"عائشہ تمہارے ہی دم سے دنیا بھر کے حسینون کی مسرت ہے۔ شاید خدا ہی کی یہ مرضی کہ دنیا کو رنج و مصیبت مین مبتلا کرے۔ مین تمہاری باتون مین سے کسی بات کا بھی جواب دینے کے قابل نہین ہون۔ تمہارے خط نے مجھے بے اختیار کر دیا۔ بس اتنا ہی جان لو کہ مین تمھین نہایت ہی پیاری بہن سمجھکر ہمیشہ یاد رکھونگا۔"

قاصد نے خط لیا اور عائشہ کے پاس پلٹ گیا۔

بیسوان باب

شمع وسحر

جس وقت تلوتما عائشہ سے رخصت ہوکر اشمنی کے ساتھ چلی گئی اُس وقت سے کوئی نہین کہہ سکتا تھا کہ وہ کہان ہے۔ تلوتما۔ بمالا۔ اشمنی۔ اور ابھی رام سوامی کسی کی بھی خبر نہین معلوم ہوسکتی تھی۔ صلح سرانجام پاگئی تو رندھیر سنگھ کے پرحسرت انجام اور وہ بدنصیبی کی حالت جو اُسکے خاندان پر آپڑی تھی اُسپر ترس کھا کے طرفین آمادہ ہوئے کہ رندھیر سنگھ کی بیوی اور بیٹی کو تلاش کرین۔ اور انھین گڑھ مندران کی حکومت پر معین کرین۔ اس بنا پر عثمان خان۔ خواجہ عیسے۔ مان سنگھ اور اور لوگون نے نہایت سرگرمی سے انھین تلاش کیا مگر سوا اس حال کے کہ تلوتما اشمنی کے ساتھ عائشہ کے پاس سے آئی تھی کسیکو کچھ پتہ نہ لگا آخرکار اپنی کوششون مین ناامید ہوکر مان سنگھ نے اپنے ایک معتبر ہمراہی کو گڑھ مندران مین متعین کیا اور اُسی سمجھا دیا کہ وہ متوفی جاگیردار کی بیوی اور بیٹی کو تلاش کرے اور پتہ لگ جائے تو قلعے پر اُنھین بامور کرکے چلا آئے۔ مین انعام مین کسی جگہہ کی حکومت عطا کرونگا اور ایک جاگیر دونگا۔"

اس امر کو طے کرکے مان سنگھ نے پٹنے کی طرف کوچ کرنے کی تیاری کی۔

قتلو خان کی زبان سے مرتے وقت جو الفاظ نکلے تھے اُسنے جگت سنگھ کے خیالات کچھ

بدلے یا نہین اس بات کو کوئی نہین جانتا۔ اصل حقیقت یہ ہی کہ جگت سنگھ نے اُن عورتون کی تلاش مین نہ آدمیون کے بھیجنے مین کوتاہی کی اور نہ روپے کے خرچ کرنے مین ۔ مگر یہ بات کہ اُسکی کوششین فقط گذشتہ باتون کے یاد آنے سے یعنے اُن ہی سببون سے تھین جنھون نے مان سنگھ اور اور لوگون پر اثر کیا تھا یا اگلی محبت کے ازسرنو زندہ ہوجانے کی وجہ سے تھین اسے کوئی نہین جان سکتا۔ خیر جو سبب ہو اُسکی کوششین بیفایدہ ہوئین مان سنگھ کی فوج نے خیمے ڈیرے اُکھاڑنا شروع کیے۔ دوسرے ہی دن کوچ کرنے کو تھی۔ جو خط جگت سنگھ کو گھوڑے کی لگام مین بندھا ہوا ملا تھا اُسکے پڑھنے کا وقت نا کوچ سے ایک دن پہلے آگیا۔

کنورجی نے شوق کے ساتھ اُسے کھول کر سندرجۂ ذیل سطرین پڑھنا شروع کین۔

"اگر صدق دل سے تم گناہون سے ڈرتے ہو اور اگر تمھین برہمن کی بددعا کا خوف ہے تو مہربانی کرکے جیسے ہی اس خط کے مضمون کو پڑھو فوراً ایدان تنہا چلے آؤ۔

راقم ایک برہمن"

کنورجی حیرت مین پڑگئے۔ پہلے اُنھون نے دل مین کہا "یہ کسی دشمن کا فریب ہی کیا جانا جایئے" دوبارہ اُنھون نے غور کیا کہ خط خاص دیوناگری کے حرفون مین لکھا ہوا ہی۔ اور اسمین ایسے آثار پائے جاتے ہین کہ اسکا بہت زیادہ احتمال ہوتا ہی کہ یہ خط کسی برہمن کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہی ایک راجپوت کے دل مین برہمن کی بددعا کا ڈر سب ڈرون سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اس بنا پر کنورجی نے وہان جانے کی ٹھان لی اُنھون نے اپنے ہمراہیون سے کہدیا "میرا انتظار نہ کرنا۔ مین کوچ کرنے سے پہلے تمھین نہ ملونگا۔ اگر تم آگے نکل جاؤ تو کچھ مضائقہ نہین۔ مین بردوان یا راج محل مین تم سے ملجاؤنگا" اس طرح سمجھا بجھا کر کنورجی شیشم کے جنگل کیطرف تنہا روانہ ہوے۔ اُس مسمار شدہ عمارت کے پہانٹک پہونچکر پیشتر کی طرح اپنا گھوڑا ایک شیشم کے درخت مین باندھ دیا اور چارون طرف دیکھا مگر کسی کو نہ پایا۔ تب وہ اُس کھنڈر مین داخل ہوے۔ وہان ایک جانب وہی قبر تھی اور دوسری جانب وہی چتا تھی۔ چتا کی لکڑی پر ایک برہمن بیٹھا ہوا تھا وہ برہمن اپنا سر لٹکائے ہوے تھا۔ اور رو رہا تھا۔

کنورجی نے پوچھا "مہراج۔ کیا آپ ہی نے مجھے بلایا ہی؟"

برہمن نے اپنا سر اُٹھایا۔ کنورجی نے دیکھا تو ابھی رام سوامی تھے۔

تعجب۔ حیرت اور خوشی نے ایکبیک کنورجی کے دل پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔

عاجزی سے برہمن کو سلام کیا اور بہایت شوق سے کہا "مہاراج - آپ سے کیا عرض کرون کہ آپ کی ملاقات کے واسطے مین نے کس قدر کوشش کی؟ مہاراج فرمایئے آپ یہان کیون ہین؟"

ابھی رام سوامی نے اپنی آنکھین پونچھین اور کہا "بالفعل مین یہین رہتا ہون"

کنور جی نے بمشکل سوامی جی کی بات سنی اور سوال پر سوال کرنا شروع کیے "آپ نے میری ملاقات کی کیون خواہش کی؟ اور مہاراج آپ روکیون رہے ہین؟"

ابھی رام سوامی "تمھارے بلانے کا بھی وہی سبب ہے جو اس رونے کا سبب ہے تلوتما بستر مرگ پر ہے"

وہ جنگجو آدمی آہستگی سے حلم اور سہولت کے ساتھ زمین پر بیٹھ گیا اور یہ عالم ہوا کہ ؎

دل مین اک درد اُٹھا آنکھون مین آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانیے کیا یاد آیا

وہ شوالے مین پہلے پہل چار آنکھین ہونا - وہ سیلشوارہ جی کے سامنے کا عہد و پیمان وہ کمرے مین پہلی ملاقات کے جانبین سے سچے عشق کے آنسو نکلنا - وہ اس تیرہ و تار رات کی سرگذشت - وہ عشق کے عالم مین تلوتما کا چہرہ - وہ مسلمانون کی قید مین تلوتما کی مصیبتین اُٹھانا وہ قید خانے مین خود اپنی بیدلی کی حالت اور سب کے بعد اس غربت مین تلوتما کی موت کا بہت نزدیک ہونا - ان سب باتون کی یاد نے بڑے زور شور کے طوفان کی طرح ایکبارگی کنور جی کے دل مین ہجوم کیا اور یہ سب باتین اُنکی ہر رگ و پے مین پھیل گئین - تھوڑی دیر تک وہ خاموش بیٹھے رہے -

ابھی رام سوامی نے آگے کہنا شروع کیا "جس دن مسلمان کو قتل کر کے بمالا نے اپنی بیوگی کا انتقام لیا اُسی دن مین اپنی بیٹی اور نواسی کو لیکر یہان بھاگ کھڑا ہوا - اور مسلمانون کے خوف سے ایک جگہ سے دوسری جگہ چھپتا پھرا - تلوتما کی بیماری اُسی روز سے شروع ہوئی - اسکا سبب تو آپ خوب جانتے ہین"

جگت سنگھ کے دل پر گویا اک تیر لگا -

ابھی رام سوامی پھر کہنے لگے "اسوقت سے مین نے اُسے بہت مقامات پر رکھا اور مختلف طریقون سے اسکا علاج کیا اپنی جوانی کے بعد مین نے علم طب کو پڑھا تھا اور اکثر

امراض کا علاج کیا ہو۔ بہت سی ایسی دوائین جانتا ہون جن سے لوگ ناواقف ہین مگر اُس ضبط کے لیے طبیب کیا کرسکتا ہو جو ایک ایسے صدمے کی تکلیف پر کیا جاتا ہو جسنے دل مین خوب مضبوط جڑ پکڑلی ہے۔ اس مقام کو تنہا پاکر ایک ہفتے یا اسیقدر زمانے سے اسکے ایک گوشے مین ہم رہتے ہین۔ آپ کو یہان پایا تو مین نے وہ خط آپکے گھوڑے کی لگام مین باندھ دیا۔ مین ہمیشہ اسی فکر مین تھا کہ اگر مجھے تلوتما کے علاج مین ناکامی ہو تو آخری وقت اُسکی تسلی کے لیے آپ کو ایک مرتبہ اور اُسکے پاس لے آؤن۔ اُسکی صحت کی مجھے کچھ امید تو تھی ہی نہین مین سمجھا کہ دو روز مین اگر وہ نہ اچھی ہوئی تو ضرور مرجائیگی۔ اسی سبب سے مین نے آپ کو صلاح دی تھی کہ خط کو دو روز کے بعد پڑھیے گا۔ اب حالت بہت نازک ہوگئی زندگی کی کچھ امید نہین باقی ہے۔

افسوس! شمع جھلملا رہی ہے!،،

ابھی رام سوامی پھر رونے لگے۔ اور کنور جگت سنگھ نے بھی رونا شروع کیا۔

سوامی جی نے پھر کہنا شروع کیا: آپ یکایک تلوتما کے سامنے نہ چلیے مبادا! اُس کا نازک دل ایسی بے انتہا خوشی کا متحمل نہو سکے۔ اس سے پیشتر یہ بات مین اُسکو ذہن نشین کرچکا ہون کہ مین نے آپ کو بلایا ہے اور غالبًا آپ آئینگے۔ اب مین جاؤنگا اور اُسے خبر کرونگا کہ آپ آگئے۔ بعد آپ اُس سے ملیے گا،،

یہ کہکر ابھی رام سوامی نے کھنڈر کے اندر جانے کے لیے قدم اُٹھایا۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے اور کہا آئیے،،

جوگی کے ساتھ کنور جی اندر گئے۔ اُنھون نے جاکے دیکھا کہ اندر ایک کمرہ ہے اُس مین ایک پرانی ٹوٹی ہوئی چارپائی بچھی ہے۔ اُسپر تلوتما کی دُبلی مگر تاہم حسین تصویر پڑی ہوئی ہے۔ گذشتہ حسن و جمال کی جھلک ابتک چارون طرف ماند اور دُھندلی شعاعین ڈال رہی تھی۔ وہان تلوتما اپنے معشوق ہی کے ساتھ پڑی ہوئی ہو بس بالکل جس طرح ایک نہایت ہی خوبصورت تارہ جو صبح صادق کو اپنی کرنون کے ہالے سے رونق دیتا ہے ہماری نگاہ سے غائب ہوجانے کے قریب ہو۔ اُسکے پہلو مین ایک بیوہ بیٹھی ہوئی آہستہ آہستہ اپنے ہاتھ اُسکے بدن پر پھیر رہی ہے۔ اُسکے بدن پر زیور نہ تھا اور ایک میلی کچیلی اور بیکس بیوہ تھی۔ کنور جی پہلی نگاہ مین اُسے نہ پہچان سکے اور کیونکر پہچانتے وہ بھر دائمی جوانی تھی۔ اب ایک بڑھیا عورت تھی۔

جب کنور جی آئے اور تلوتما کی چارپائی کے پہلو مین کھڑے ہوے اُسوقت تلوتما کی

آنکھیں بند تھیں - ابھی رام سوامی نے یہ کہکر اُسے پکارا "تلوتما - کنور جگت سنگھ آسے ہیں -"

اُسنے آنکھیں کھول دین اور کنور جی کی طرف دیکھا - اُسکی نگاہ کمزور اور غم آلود تھی - طعن وتشنیع کی جھلک بھی نہیں پائی جاتی تھی - کنور جی کی صورت دیکھتے ہی اُسنے نگاہ نیچی کی رفتہ رفتہ اُسکے رخسار و نیر آنسو اسطرح بہنے لگے کہ اُنکا سلسلہ موقوف ہی نہوتا تھا - کنور جی زیادہ ضبط نہ کرسکے اور ساری شرمناکی اور کم سخنی تشریف لے گئی - اور خود اپنے تئیں تلوتما کے پائون پر ڈال دیا - اور اپنے آنسوؤں سے اُسکے پھول کے ایسے پیرون کو بھگو دیا -

اکیسوان باب

خواب کے برعکس نتیجہ

بے باپ کی بیکس لڑکی بستر بیماری پر پڑی ہے - جگت سنگھ اُسکے پہلو پر ہے - دن اور رات گذرتے جاتے ہین - پھر دن آتا ہے اور گذر جاتا ہے - اور پھر رات آتی ہے - راجپوت خاندان کا فخر تلوتما کے بچھونے کے ایک طرف بیٹھا ہے اور اُسکی تیمار داری مین مشغول ہے - برابر پاس نصیب اور تباہ حال بیوہ کا ہاتھ بٹا رہا ہے جگت سنگھ اپنی نظر تلوتما کے چہرے پر جمائے ہوے بیٹھا دیکھ رہا ہے کہ آیا بیمار لڑکی اُسکی صورت دیکھتی ہے اور آیا اُسکا پھر اُسی اگلے فسردہ ناز سے دلفریبی کرتا ہے -

بڑاو کہان ہے؟ فوج کس جگہ ہے؟ اُسنے کوچ کیا اور رستے مین ہے - خود جگت سنگھ کے ہمراہی کہان ہین؟ وہ دریاے درکشوارہ کے کنارے اپنے مالک کی واپسی کا انتظار کررہے ہین - اُنکا مالک کہان ہے؟ وہ اپنی آنکھ کے آنسوؤن سے اُس نازک پھول کو جو دوپہر کے آفتاب کی تیزی اور ظالم کرنون سے خشک ہوکر بالکل مرجھانے کے قریب پہنچ گیا تھا پھر تر و تازہ کررہا ہے -

وہ پھول تر و تازہ ہوگیا - اس عالم مین فقط عشق ہی طبیب ہے - مرض عشق کے اچھا کرنے کے لیے خود عشق ہی تمھارا طبیب ہے - اُسکے سوا اور کون اچھا کرسکتا ہے؟ -

جس طرح نئے تیل کے بہم پہونچ جانے سے چراغ رفتہ روشن ہوجاتا ہے اور جس طرح گرمیون کی دھوپ مین مرجھائی ہوی بیل برسات کی تازگی بخش چھینٹون مین پھر تر و تازہ ہوکر کلیان اور پھول نکال لاتی ہے اُسی طرح جگت سنگھ کے ساتھ رہنے سے

تلوتما کی طبیعت روز بروز بحال ہونے لگی۔

اُسمین اتنی طاقت آگئی کہ چارپائی پر اُٹھکر بیٹھی۔ جن موقعون پر بالا سامنے نہ تھی اُسنے کنورجی پر اپنے دل کا حال ظاہر کر دیا اور اکثر واقعات بیان کیے اور کنورجی سے بہت سے حالات کہے۔ اپنی بہت سی بے اصل بدگمانیونکا اقرار کیا اور بہت سی غیر واقعی امیدون کا تذکرہ کیا جو اُسکے دل مین پیدا ہوئی تھین اور وہین تمام ہو گئی تھین۔

اُسنے بہت سے اچھے اچھے خوابون کا حال بیان کیا جنھین وہ سوتے مین اور نیز جاگتے مین دیکھا کی تھی۔ ایک دن اُسنے یہ خواب بیان کیا جسکو اُستے بستر بیماری پر بیہوشس و حواس تڑپے ہونے کی حالت مین دیکھا تھا۔

اُسنے دیکھا کہ ایک پہاڑی ہے اور اُسپر سبزہ پھیلا ہوا ہے۔ وہان وہ جگت سنگھ کے ساتھ پھولون سے کھیل رہی ہے۔ اُسنے پھول جمع کرکے ڈھیر لگا دیے اور دو ہار گوندھے اُن مین سے ایک خود پہن لیا اور دوسرا جگت سنگھ کے گلے مین ڈال دیا۔

اتفاقاً کنورجی کی تلوار لگ جانے سے اُنکا ہار ٹوٹ گیا۔ تلوتما کہنے لگی "اب مین کبھی تمھین مار نہ پہناؤنگی۔ مین زنجیرون سے تمھارے پاؤن باندھ دونگی" بعد اُسنے پھولون کی زنجیرین بنائین اور پھولون کی بیڑیان جگت سنگھ کے پاؤن مین ڈالنے کے لیے بڑھی مگر کنورجی ذرا ہٹ گئے۔ تلوتما اُنکے پکڑنے کے لیے جھپٹی۔ وہ ذرا اور آگے بڑھ گئی۔ تلوتما اُنکے پیچھے دوڑی۔ کنور جگت سنگھ نے جلدی جلدی پہاڑی سے اُترنا شروع کیا۔ راہ مین ایک چھوٹی سی نالی تھی کنور جگت سنگھ کود کر پار ہو رہے۔ تلوتما چونکہ عورت تھی اُسطرح کود کر پار نہ جا سکی۔

اس امید مین کہ نالی جہان پر پتلی ہو گی وہان سے پھاند جائیگی۔ تلوتما نالی کے کنارے کنارے پہاڑ کے نیچے اُترنے لگی۔ اس نالی کا پتلا ہونا درکنار تلوتما جو جو آگے بڑھتی گئی وہ نالی اور چوڑی ہوتی گئی۔ رفتہ رفتہ وہ ایک نہر ہو گئی اور اُسکے بعد ایک بڑا دریا ہو گئی کنور جگت سنگھ اب نظر نہین آتے تھے۔ کرارے جو اونچے تھے اور ناہمواری کی وجہ سے مہیب معلوم ہوتے تھے اُنپر گذرنا غیر ممکن تھا اُسکے علاوہ تلوتما کی قریب کے کرارے پھٹ گئے۔ اور بڑے زور کی آوازون سے پانی مین گر پڑے نیچے جو بہت زور زور سے بھنور پڑ رہا تھا اُسکی صورت دیکھکر ڈر معلوم ہوتا تھا۔ تلوتما نے قصد کیا کہ اُس مقام سے بھاگ کر پھر پہاڑی پر چڑھ جائے۔ مگر اُدھر بھی جانے کے قابل رستہ نہ تھا۔ تلوتما نے چلا چلا کے رونا شروع کیا۔ ناگہان قتلو خان کی مہیب صورت قبر سے نکلی اور اُسکا راستہ روک کے کھڑی ہو گئی۔ ویسے ہی پھولون کا ہار بڑی

بھاری لوہے کی زنجیر ہوگیا۔ پھولون کی زنجیرین اُسکے ہاتھ سے غائب ہوگئین اور یک بیک لوہے کی زنجیرین اُسکے بازون مین لپٹ گئین۔ تلوتما اُرک کر وہین کھڑی ہو رہی۔ اور قتلو خان نے اُسکی گردن پکڑلی اور سارا جسم گھما کر بیچ دھارے مین پھینک دیا۔

تلوتما کہنے لگی "کنور جی!" یہ کہتے وقت اُسکی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے تھے۔ "کنور جی! یہ کوئی ایسا ویسا خواب نہین ہی۔ پھولون کی زنجیرین جنھین مین نے آپکے واسطے بنایا تھا اُنھون نے حقیقت مین لوہے کی زنجیرین بنکر میرے پاؤن مین لپٹنے کا ثبوت دیدیا۔ جو پھولون کا ہار مین نے آپکے گلے مین ڈال دیا تھا اُسے آپنے اپنی تلوار سے کاٹ ڈالا" کنور جی ہنسے اور اپنی تلوار نکال کر تلوتما کے پیرون پر ڈال دی اور کہا "تلوتما! مین اپنی تلوار تمھین دیتا ہون مجھے پھر ایک بار رحمت کرو اور انھین ہاتھون سے مین تلوار کے دو ٹکڑے کر ڈالونگا"

تلوتما کو خاموش دیکھکر کنور جی نے کہا "تلوتما! مین ہنستا نہین ہون"

تلوتما نے مارے شرم کے سر جھکا لیا۔

ابھی رام سوامی دوسرے کمرے مین بیٹھے چراغ کے آگے ایک قلمی کتاب پڑھ رہے تھے کنور جی اُنکے پاس آئے اور نہایت ہی ادب سے کہا "مہاراج۔ میری ایک عرض ہے تلوتما اتنے بڑے سفر سے اب مضمحل ہوگئی ہے۔ پھر اس سنسان مکان مین رکھنے اور کہین جانے سے روکنے کی کیا ضرورت ہی؟ کل اگر کوئی منحوس دن نہو تو اس گرتے ہوئے مندر اِن مین لیچلیے۔ اور اگر آپ کو کچھ عذر نہو تو اپنی نواسی کی شادی خاندان انبیر کے ایک شخص کے ساتھ کر کے مجھے نہایت ہی مسرور و محظوظ کیجیے"

ابھی رام سوامی کتاب چھوڑ کر چونک پڑے اور بڑی مسرت کے ساتھ کنور جی سے لپٹ گئے۔ اسکا بالکل ہوش نہ رہا کہ کنور جی سے بغلگیر ہوتے وقت اُنکی مقدس کتاب پاؤن کے نیچے آگئی۔ کنور جی جب ابھی رام سوامی کے پاس آئے تو بمالا اور اشمنی بھی کچھ خیال کر کے چپکے اُن کے پیچھے چلی آئی تھین اور باہر سے سارا حال سن لیا تھا۔ کنور جی نے باہر آکر دیکھا تو بمالا کا پہلا طور و طریق بالکل بدل گیا تھا۔ وہ برابر ہنسے جاتی تھی اور اشمنی کے بال نوچتی تھی اور دہنے بائین اُسے گھونسے لگاتی تھی اشمنی اس مار کا بُرا نہ مان کر بمالا سے ناچنا سیکھتی تھی۔

کنور جی نے یہ دیکھکر آنکھ چُرائی"

بائیسوان باب

انجام کار

پھول شگفتہ ہوتا ہے - ابھی رام سوامی گڑھ مندران گئے - اور انہی نواسی اور جگت سنگھ کی بڑی دھوم دھام سے شادی کی -
جگت سنگھ نے اپنے دوست آشناؤن کو اس تقریب مین جہان آباد سے بلالیا تھا تلوتما کے باپ کے دوست اور اقربا بھی آئے اور اس مبارک کام مین شریک ہو کر محظوظ ہوے
جگت سنگھ نے عائشہ کی خواہش کے موجب اُسے بھی اطلاع دی - وہ بھی اپنے نوجوان بھائی اور قلعے کے کچھ اور لوگون کے ساتھ آئی -
عائشہ اگر مسلمان عورت تھی مگر تلوتما اور جگت سنگھ کے ساتھ اُسکو ایسا تعلق خاطر اور رغبت تھی کہ وہ اور اُسکی سہیلیان بڑی تواضع اور تکریم کے ساتھ قلعے کے اندر والی محلسرا مین اُتاری گئین - ناظرین خیال کرینگے کہ عائشہ جسکے دل پر غم والم کا بڑا بوجھ تھا عام خوشی اور عشرت کے کام مین شریک نہو سکی ہوگی - مگر ایسا نہ تھا - جس طرح کوئی روشن اور خوب کھلا ہوا پھول کسی نہر کے سوتی کے ایسے پاک صاف پانی کی لہرون سے حرکت کرتا ہے اور برسات کی چاندنی رات مین چمکتا ہے اسی طرح عائشہ نے اپنے مسرور دل سے سبکو خوش کیا - عائشہ ہنسی خوشی سے جدھر چلتی تھی اُدھر راہ مین اُسکے خندۂ ناز کی شعاعین پڑتی تھین -
جب رسوم شادی انجام پا چکے تو چھوٹی چھوٹی بہت جلد گذر جانیوالی گھڑیان شروع ہوئین عائشہ مع اپنے ہمراہیون کے جانے کو تیار ہوئی اور ہنسکر بمالا سے رخصت ہونے لگی - بمالا کو عائشہ کے دل کا کچھ حال تو معلوم تھا نہین مسکرا کے کہنے لگی - شہزادی صاحبہ اب آپ کی شادی کے مبارک کام مین ہمارا آنا ہوگا "
عائشہ بمالا کو چھوڑ کر تلوتما کے پاس آئی اور اُسے ایک خلوت کے کمرے مین تنہا لیگئی - وہان پہونچکر تلوتما کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیا اور کہا " بہن اب مین جاتی ہون عیش وعشرت اور عمر دراز سے تم ہمیشہ خوش رہو - بس میرے دل کی یہی دعا ہے "
تلوتما بولی " مہربانی کر کے فرمائیے کہ اب پھر کتنے دنون کے بعد آپ سے ملاقات ہوگی ؟ "
عائشہ " افسوس ! تم سے پھر ملنے کی امید مین کیونکر رکھ سکتی ہون ؟ "
تلوتما غمگین ہوگئی - اور دونون چپ ہوگئین -
کچھ دیر تامل کر کے عائشہ نے کہا " ہم چاہین یا نہ ملین مگر تم عائشہ کو کیا بھلا دو گی ؟ "

تلوتما نے ہنسکر جواب دیا ”مین عائشہ کو بھلادونگی تو بھلا کنورجی میری اس خطاکو معاف کرینگے“
عائشہ نے سنجیدگی سے جواب دیا ”تمھارا یہ جواب سنکر مین بہت خوش ہوئی - مگر تم کنورجی کے سامنے کبھی میرا ذکر نہ کرنا - اس بات کا مجھسے اقرار کرو“
عائشہ سمجھی کہ میری تمام خوشیان جو جگت سنگھ کے ہاتھ سے خاک مین ملائی گئی ہین اُنکی وجہ سے کنورجی کو سخت صدمہ پہونچا ہے - اور میرا ذکر اُنکے سامنے کیا جائیگا تو اُنکا غم تازہ ہوجائیگا -
غرض تلوتما نے اس بات کا اقرار کیا -
عائشہ پھر کہنے لگی ”مگر مجھے کبھی بھولنا نہین - اپنی نشانی کے طور پر تمھین جو چیزین دون ازراہ عنایت اُنکے لینے سے انکار نہ کرنا“
یہ کہکر عائشہ نے اپنی خادمہ کو پکارا اور اُن چیزون کے لانیکا حکم دیا - خادمہ ہاتھی دانت کا ایک صندوقچہ لائی - اُس صندوقچے مین جواہرات تھے عائشہ نے اپنی خادمہ کو ہٹا دیا اور خود اپنے ہاتھون سے تلوتما کو وہ جواہرات پہنانے لگی -
تلوتما اگرچہ ایک دولتمند زمیندار کی بیٹی تھی مگر اکثر زیورون کی عجیب وغریب صناعی دیکھکر حیرت مین آگئی - علی ہذا القیاس اُن زیورون کے نگون کی چمک اور آب و تاب پر بھی اُسے حیرت ہوئی - جو زیور عائشہ کے باپ نے خاص اُسے پہننے کے لیئے عطا کیئے تھے اُنھین زیورون کے بے بہا جواہرات سے عائشہ نے تلوتما کیواسطے زیور منوایا تھا - تلوتما نے اُن جواہرات پر اپنی حیرت ظاہر کی -
عائشہ بولی ”بہن اِن جواہرات پر حیرت نہ کرو - وہ نگینہ جس سے آج تمنے اپنے سینے کو آراستہ کیا ہے اُسکے آگے اُنکی کیا اصل حقیقت ہے ؟“ اس مقام پر بڑی مشکلون سے عائشہ اپنے آنسو روک سکی - تلوتما کو یہ سب پورا پہنا کے عائشہ نے اُسکے دونون ہاتھ پکڑ لیے اور اُسکا منھ دیکھنے لگی - اور اپنے دل مین کہا ”مین سمجھتی ہون کہ میرا عشق بس ہمیشہ اسی طرح کا رہیگا کہ اس شگفتہ پیارے چہرے کے دیکھنے مین رہے اور اسی مین خوش ہو - خدا کی یہی مرضی تھی تو اب اُسکی درگاہ مین میری بھی یہی دعا ہے کہ کنورجی اس لڑکی کے ساتھ ہمیشہ خوش وخرم رہین !“
اسکے بعد عائشہ نے کہا ”تلوتما اب رخصت - تمھارے شوہر کسی کام مین پھنسے ہونگے - اب کچھ اسکی ضرورت نہین ہے - کہ مین اُنسے رخصت ہونے کو جاؤن - اور اسمین بھی کچھ دیر لگاؤن - خدا تمھاری عمر دراز کرے - ان جواہرات کو پہنو - اور میرے ——— اپنے سب سے عمدہ اور بہتر نگینے سے اپنے دلکو آراستہ رکھو“ اپنا سب سے عمدہ بہتر نگینہ کہتے وقت عائشہ کی زبان بالکل رُک گئی - تلوتما نے دیکھا کہ آنسوؤن کے بار سے عائشہ کے پپوٹے کانپ رہے ہین - ہمدردی مین اُسکا دل بھر آیا اور کہنے لگی ”کیون بانم

روتی کیون ہو ؟"

ناگہان یہ معلوم ہوا گویا سیلاب کا دروازہ کھل گیا۔

بغیر اسکے کہ وہان ایک لحظہ بھی اور ٹھہرے عائشہ عجلت کے ساتھ کمرے سے نکلی اور قفس مین سوار ہو گئی۔

عائشہ جب گھر پہنچی تو بالکل رات تھی۔ اُسنے اپنے کپڑے بدلے اور اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس آکے کھڑی ہوئی۔ ہر طرف سے ہوا سے سرد کے جھونکے آرہے تھے۔ آسمان پُرن کپڑون سے بھی زیادہ نازک نیلگونی تھی جو ابھی اُسنے بدلے تھے۔ اور اُس نیلگونی مین بیشمار جگمگاتے ہوئے تارے جڑے تھے۔ درختون کے پتے چونکہ ہوا کے جھونکون سے ملتے تھے اسلیے اندھیرے مین اُنسے ایک صدا نکلتی تھی۔

قلعے کی چوٹی پر اُلو بلند آواز سے بول رہا تھا۔ شہر پناہ کے اُس طرف جڑ کے پاس ہی اور قلعے کی اُس دیوار کی نیو کے پاس جو عائشہ کے کمرے کے نیچے واقع تھی کھائی تھی اور اُس مین پانی بھرا تھا جو نہایت ہی سکوت اور سکون کے ساتھ آسمان کے عکس کو اپنے اوپر ٹھہرائے ہوے تھا۔ عائشہ دیر تک کھڑکی مین بیٹھی غور کیا کی۔ آخر اُسنے اپنی اُنگلی سے ایک انگوٹھی اُتاری۔ جس نگینے سے اُس انگوٹھی کی زیب و زینت تھی وہ ہیرا تھا۔

عائشہ نے پہلے دل مین کہا "اس نگینے کو چوس کر مین ہمیشہ کے لیے اپنی پیاس بجھا سکتی ہون"۔ پھر کہا "کیا خدا نے مجھے دنیا مین اسی کام کے لیے بھیجا ہے؟ اگر مین اُس بار کے اُٹھا سکنے کے قابل نہ تھی تو عورت کیون پیدا کی گئی ہے؟" یہ خیال کر کے انگوٹھی پھر پہن لی۔ کچھ اور خیال کر کے پھر انگوٹھی اُتاری اور دل مین کہا "اس امتحان مین ثابت قدم رہنا ایک عورت کے امکان سے باہر ہے۔ مین اسے پھینکے دیتی ہون"۔

اتنا کہکر اُسنے انگوٹھی کو کھائی مین پھینک دیا۔ فقط،

آپ کا کتب خانہ کیا ان کتابون سے خالی ہے؟

اگر خالی ہو تو بہت جلد منگوا لیجیے۔ ملک کی تعلیم اور ترقی کا ثبوت بس انھین کتابون سے آپکو مل سکتا ہے ہمارے ملک کا سرمایۂ نازیہی کتابین ہین۔ ضرور طلب فرمائیے۔ محصول ڈاک وفیس منی آرڈر مندرجہ ذیل قیمت کے علاوہ ہے۔

"راز دنیا ہر دو حصہ" ترجمہ کین بری ہوس۔ اسمین ملکۂ انگلستان کے پوشیدہ رازون کی خوب ہی دھجیان ناول کے پردے مین اڑائی گئی ہین۔ یہ دلچسپ ناول پیام یار ۱۸۹۶ء و ۱۸۹۷ء کے ساتھ شائع ہوا تھا۔ قیمت - - - - - - - - عہ

"جنت الفردوس" ترجمہ لیلا۔ جنت ارضی کے دلچسپ حالات - - - ۱۲ر

"خوبی قسمت" ترجمہ سے ٹڈلٹن۔ نیکدلی جو انسان کا اعلیٰ جوہر ہے اوسکو کچھ ایسے انوکھے رنگ مین رنگا ہے کہ دل پر نہایت نتیجہ خیز اثر پیدا کرتا ہے۔ عشق کا سچا فوٹو۔ جدائی کے صدمے۔ ثابت قدمی کا سین۔ صرف ایک ورق پڑھ لینے سے طبیعت بیخود ہو جاتی ہے۔ قیمت - - - عہ

"عمر ہر دو حصہ" ترجمہ عمر۔ صرف الفاظ کے ذریعے سے اس ناول کی تعریف نہین ہو سکتی۔ کیونکہ رینالڈس کے قلم کا لکھا ہوا ہے۔ ایک جری سپاہی کے دلکش حالات جو قسطنطنیہ مین عیسائی سے مسلمان ہوا تھا۔ عہ

"ملک العزیز ورجنا" شاہ رچرڈ اور سلطان صلاح الدین کے وقت کی صلیبی لڑائیان۔ جوش اسلام۔ عہ

"منصور وموہنا" سلطان محمود غزنوی اور ہندو راجہ اجمیر کی بہادری کی سچی تصویر۔ قیمت - - عہ

"شہید وفا" اسپین مین مسلمانون کی تباہی۔ کتنا ہی سنگدل ہو مگر اسے دیکھکر آنسو ضرور نکل پڑینگے۔ عہ

"حسن انجلینا" ترکون اور روسیون کی لڑائی۔ مسلمانون مین مذہبی نفاق کی وجہ سے شکست - - عہ

"دلکش ہر دو حصہ" ایسا دلکش ہے کہ ایک صفحہ پڑھکر اگر بغیر ختم کیے تو شرطیہ کتاب واپس۔ - ۱۴ر

"دلچسپ ہر دو حصہ" حسن عشق مایوسی اور ضبط ۱۴ر "یوسف و نجمہ حصہ اول" بچپن کا عشق اور تباہی ۹ر

"زیاد و حلاوہ حصہ اول" شرر کا نیا ناول۔ نہایت دلچسپ۔ عہ "دلگداز ۱۸۹۹ء" شرر کے عاشقانہ مضامین عہ

"کامنی" نہایت دلچسپ قصہ۔ ایک ہندو عصمت مآب لڑکی کے حالات۔ بالکل تیر و نشتر۔ - عہ

"کرم دھرم" اردو زبان کا اچھوتا ناول۔ ۸ر "بچھڑی ہوئی دلھن" عفت و عصمت کا نقشہ ۱۰ر

"پی کہان" بالکل تیر و نشتر - ۸ر "شوخ" ہنسنے ہنسانے کا آلہ جسکا ہر صفحہ کشت زعفران ہے ۶ر

"سفرنامہ ابن بطوطہ اردو" اپنے زمانے کی چشم دید تاریخ۔ مسلمانون کی شاہنشاہی۔ فتح و نصرت زرگری اور حکومت۔ ترقی و تہذیب۔ علمیت و فضیلت کا تصویر خانہ یعنی آٹھوین صدی ہجری کے مسلمان مسافر شیخ ابن بطوطہ کا اردو سفرنامہ۔ قیمت صرف - - - - عہ

"عبرت" "جان" اور "ہوریا" کا دلچسپ تاریخی ناول۔ قیمت ہر سہ حصہ - - ؎

"سیرۃ الفاروق" حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری۔ جسمین اون کے بچپن کے زمانے سے لیکر وفات تک کے تمام حالات مع فتوحات جو انکے زمانے مین ہوئین۔ بڑی محنت اور تحقیق سے مرتب کرکے درج کیے ہیں۔ عہ

"سوانح شیطان" اسمین شیطان کے آباؤ اجداد۔ خاندان پیدائش۔ تعلیم۔ معلم الملکوت ہو جانا۔ بعد ازان

حضرت حوا کو بہکانا۔ سانپ بنا اور مع اپنی آدم کو لیکر بہشت سے نکلنا۔ کارگزاریان۔ مولویون۔ پادریون۔ اور پنڈتون اور شیطان
کے باہمی برتاؤ۔ معزول ہونا۔ موت اور اوسکی قبر کا پتہ وغیرہ۔ قیمت۔ - - - ۸ر
"زاہدہ"۔ ناول کے پیرایے مین اُن نوجوان مسلمانون کو مذہب اسلام کی خوبیان بتائی ہین جو اپنے نئے
خیالات کی وجہ سے مذہبی کتابون پر عمل کرنا کیا۔ انکا دیکھنا بھی اپنی کسر شان سمجھتے ہین۔ اور اسوجہ سے
اسلام کے عمدہ اصولون سے اُنکی ناواقفیت اسلام کی وقعت اُنکے دل مین نہین ہونے دیتی۔ قیمت۔ عہ
"المجاہد"۔ ناول کے پیرایے مین نہایت خوبصورتی سے بیان کرکے عورتون کے حقوق کی حفاظت کی طرف
جہانتک اوسکو وراثت سے تعلق ہے قوم کو متوجہ کیا ہے اور ایک دلچسپ قصے مین بہت سی مفید باتین آیات
قرآنی اور احادیث کے انضمام کے ساتھ بیان کی ہین۔ قیمت۔ ۸ر دلگداز سنہ ۹۰ء شرر کے مضامین ۸ر
"بدر النسا کی مصیبت"۔ مولوی عبدالحلیم صاحب شرر کا وہ کامل ناول جسمین پردے کے بعض اتفاقی
نتائج نہایت دلکش اور دردناک طریقے سے دکھائے گئے ہین۔ قیمت۔ - - - ۶ر
"تارا کامل"۔ یہی وہ ناول ہے جو پیام یار سنہ ۹۶ء کے ساتھ شایع ہوا اور ملک مین نہایت قبولیت کی نظر سے
دیکھا گیا۔ دکن کے فضلخان اور سیواجی کے نہایت موثر حالات۔ حصہ اول۔ عہ حصہ دوم۔ عہ ہر دو حصے ۸ر
"المامون مع الجزیہ"۔ اُسوقت کا نقشہ ہے جب دولت وحشمت کا تاج اسلام کے سر پر تھا۔ اس کتاب کے
دو حصے ہین۔ پہلے حصے مین خلیفہ مامون الرشید کی سلطنت کے واقعات۔ دوسرے مین اُسکی اخلاقی حالت۔ آخر مین رسالہ الجزیہ عہ
"صبح امید"۔ نہایت پرجوش مثنوی۔ قوم کا مرثیہ۔ ۴ر "آہ بیوگان"۔ بکیس دکھیا رانڈونکی رام کہانی۔ ۲ر
"رزم و بزم ہر دو حصہ"۔ سلطان شہاب الدین غوری کے فتوحات۔ شجاعت اسلام۔ قوم راجپوت کی بہادری عہ
"نشتر"۔ نام ہی سے اسکی دلچسپی اور دلکشی ظاہر ہے۔ عہ "عقد الجواہر"۔ ہماری سوسائٹی کے عیوب دکھائے گئے ہین ۲ر
"لکچر اشاعت اسلام"۔ مولوی مہدی علیخان صاحب مصنف آیات بینات کا لکچر۔ قیمت۔ ۴ر
"مجموعہ لکچر کامل"۔ مولوی حافظ نذیر احمد خان صاحب کے کل لکچر جو مذاق اور لیاقت مین اردو انشا پردازی کے
اول نمونہ ہین۔ مطبوعہ دہلی تا دسمبر سنہ ۹۵ء۔ قیمت عما اسلامی سوانح عمری مصنفہ شرر ۱۲ر
"ترجمہ لکچر ڈاکٹر لیٹنر"۔ اسلام کی حقانیت کا جلوہ۔ عیسائیون کے اعتراضون کا اُنھین کی قوم کی زبان سے جواب ۲ر
"جعفر و عباسہ"۔ ہارون رشید کے زمانے کا ایک پُر درد واقعہ۔ حسن و عشق کی جیتی جاگتی تصویرین۔ - عہ
"اختر و حسینہ"۔ ایک اوریجنل اور دل تڑپا دینے والا ناول۔ اسمین بحث کیگئی ہے کہ عورتون کو کہانتک تعلیم
دینی چاہیے۔ اور نارضامندی کی شادی کے کیسے بُرے نتیجے ہوتے ہین۔ دو حصون مین ختم ہے۔ ۸ر
"نیل کا سانپ"۔ کلوپیٹرا اور انتانی کی حسرت بھری داستان۔ بالکل تاریخی واقعہ۔ - عہ
"حرم سرا کامل"۔ رینالڈس کی لوز آف دی حرم کا ترجمہ۔ اس ناول مین کچھ ایسے راز بیان کیے گئے ہین
کہ دیکھنے والے کو اس سے زیادہ دلچسپی کسی ناول مین نہین ہو سکتی۔ حضرت ریاض نے اسکا ترجمہ کیا ہے۔ ہر دو حصے ۹ر
"فریب محبت"۔ اس ناول کو پڑھکر آپ بخود نہو جائیے تو ہمارا ذمہ۔ - - - ۱۲ر
"ایضاح مع ازاحۃ الاغلاط و اصلاح"۔ شعرا اور انشا پردازون کو نہایت مفید قیمت۔ ۶ر
"دلفگار"۔ دہلی کی زبان۔ مزے کی داستان۔ قیمت - - - - - ۸ر
المشتہر
عزیز الدین بک ایجنٹ لکھنؤ جھوائی ٹولہ